

3635
5/51P

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ لَاقَى أَحْمَدُ قُرْبَى هَذَا وَابْنُ هَذَا كُنْتُمْ صَدِيقَيْنِ

لَمَّا دَلَّتْ آيَةُ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ عَلَى بِلَادِهِمَا مِنْهَا يَجْتَمِعُ الْمُتَعَفِّفُونَ كَانُوا حُكَمَاءَ غَيْرِ

الْحَيْثُ يَكُونُ حَيْثُ الْوَحْلُ فِي التَّعَسُّفِ كَمَا أَنَّ عَكْسَهُ لَخَلُّ فِي التَّقَنُّفِ وَكَانَ الْإِبْتِلَاءُ

فِي هَاتَيْنِ الْبِلَدَيْنِ قَدْ كَثُرَ فِي أَحَادِيثِ التَّصَوُّفِ وَكَانَتْ الرِّسَالَةُ الْمُلَقَّبَةُ

التَّشْرِيفُ بِمَعْرِفَةِ أَحَادِيثِ

مَعَ تَرْجُمَتِهَا الْمَوْسُوتِ

تَكْمِيلُ التَّصَوُّفِ فِي تَسْهِيلِ التَّشْرِيفِ

وَأُفِيدَ عَنْ كَلِمَتِهِ مَا فِيهَا مِنَ الْحَقِيقِ وَالصَّحْفِ خَالِيَةً عَنِ الْحِجَازِ وَتَوَلَّى كَاتِبُهَا

مُجَرِّدًا عَنْهَا فَأَلْهَمَ عَلَيْهِمَا بَعِيلُ الْفَنَاءِ سَائِدُ الْغَايَةِ الْتَأْسُفُ قَرِيبُ التَّخَضُّعِ

تَصْنِيفُ صَاحِبِ الْفَهْمِ وَالْعَزَمَةِ كَانَتْ مَعْصُومًا أَنْتَهَى مَوْلَانَا الْمُرْتَوِّفُ

الْحَيْجُ الشَّالَا شَرَفَ عَلَى سُلَّمِ اللَّهِ الْوَرَاءُ عَلَى فُلْجِ قَادَةِ أَهْلِ التَّخَضُّعِ

أَهْتَمَّ بِطَبْعِهَا مُحَمَّدٌ عَثْمَانُ حَفِظَ اللَّهُ عَنْ التَّلَهُّفِ

فِي الْمَطْبَعِ الْمَعْرُوفِ بِمَحْبُوقِ الْمَطَابِعِ الْوَاقِعِ فِي دِهْلِي

شائقین مشنوی معنوی کو مژدہ

اجل تفریباً تعلیم یافتہ شخص کو مشنوی مولانا دوحی ای ایک خاص کبھی ہے مگر ناواقفین کو جو ہے اس کے مطالعے سمجھنے میں بڑی وقت اور ذرا بیان واقع ہوتی ہیں چنانچہ اکثر شریعت طریقت کو علیحدہ سمجھنے لگے فیملی ای علم ہورہی ہو کہ اس میں بہت کثرت کو گ بتلا ہیں۔ اسکی وجہ کچھ تو ہمارا دشمن کم بیوہ صوفیوں اور قیادہ نشینوں کی بہتات ہے جنھوں نے مشنوی کے اشعار میں اپنی خود ساختہ مطالعہ کا اضافہ کر کے خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اور متدین مولویوں کو کچھ طریقت سے نااہل بنا کر عوام کو الحاد و زندقہ کی سرمدہ کھٹ پھا دیا۔ و مری وجہ زمانہ حال کی مرد و جا ذریعہ معتبر یا قدیم ادق اور نا آشنا مشرعوں کی تردید ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مشنوی مولانا دوحی کی معنی قدیم شریعت حاشی ہیں وہ اس قدر ادق و لطیف ہیں کہ عام بیاقت کے لوگ ان کے مطالعہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں اور جو شریعت عام فہم اور راج الوقت پر ہیں اس کثرت کثیر خلیق ہاتیں اور رطب یا میں القل مجھ کر دیے گئے ہیں جس سے غلط بحث ہونے کے ساتھ ساتھ مطالعہ بالکل غلط ہو جاتے ہیں بلکہ اکثر مقامات میں معنی محدود اس وجہ متجاوز ہو گئے ہیں کہ نوید اللہ کفر و زندقہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ مذکورہ بالا دقتوں کو محفوظ ہو جائیں ایمان کی غلطیوں سے مبرا رہیں تو حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کی نہایت عام فہم مختصر مگر جامع و

مشرح کا لیل مشنوی کا مطالعہ کریں

کلیہ مشنوی کی سب بڑی اور ممتاز خوبی یہ ہے کہ تمام ایسے مسائل جن کے مطالعے سمجھنے میں غلطیوں کی وجہ سے نوعدہ باشندے لوگ کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے۔ اور اپنی کوتاہ نظری کو جو ہے شریعت اور تصوف و مالک چیز سمجھنے لگے ہیں ان تمام مسائل کو نہایت صاف اور واضح عبارت میں قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے ان احادیث کے دیکھنے کے بعد تمام شبہات رفع ہو جائیں اور وہی مسئلہ جو شریعت خلاف معلوم ہوتا تھا۔ خالص شرعی مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔

الغرض ایسی شرح میں تمام مسائل تصوف نہایت عجیب و غریب اور قرآن و حدیث کے دلائل و براہین سے بیان ہو گئے ہیں جو دیکھنے کو قلعہ کہتے ہیں قیمت ۲۰ روپے اول لکھ ۲۰ روپے دوم ۲۰ روپے، ایضاً دفتر شریعت و غلہ

المشتہر محمد عثمان۔ تاج سرتب در یہ کلام دہلی

الشَّطْرُ الثَّانِي مِنَ التَّشْرِيفِ

تَنْجِيْهُ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الْوَاحِدَةِ فِي الدَّفْتَرِ الْأَوَّلِ مِنَ الْمُشْنَوِيِّ
الْمَعْنَوِيِّ وَشَرْحُهُ كَلِيدٌ عَنْ بَعْضِ الرِّسَالِ وَغَيْرِ

قولہ ابراہیم از پئے منع رجا
وز زناخت دیاندر چہا
فی کنز العمال اخرج
الطبرانی فی الوسط
عن بسید مرفوعا
ما منع قوم الزکوۃ
الا بسلاہم اللہ
بالسنین فیہ ایضا
لا یمنع قوم زکوۃ اموالہم
ان متعوا القطر
من السماء الزواہ الذکر
مرفوعا وقد اخرج ابن حبان
مرفوعا ما معناه ان ظہور
الفاحشۃ سبیل الطاعون
قد اخرج الطبرانی مرفوعا معناه

شعر ابراہیم از پئے منع رکات
وز زناخت دیاندر چہا
کنز العمال میں ہے کہ طبرانی نے اوسط میں
حضرت بریدہ رضی عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ
جب قوم نے زکوۃ دینا بند کیا اللہ تعالیٰ او کو
قحط میں مبتلا کرتے ہیں اور کنز العمال میں
یہ بھی ہے کہ جو قوم اپنے اموال کی زکوۃ کو
بند کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ بارش سے محروم
جاتے ہیں روایت کیا اسکا ترمذی نے
مرفوعاً دیا تو مصرعہ اولیٰ کا ماخذ ہے آگے
مصرعہ ثانیہ کا ماخذ ہے اور وہ یہ ہے کہ
ابن ماجہ نے مرفوعاً اسی روایت کی ہے کہ
جب کا مضمون یہ ہے کہ فحش افعال کا شائع
ہو جائے طاعون کا سبب ہے اور طبرانی نے
مرفوعاً اسی روایت کی ہے جب کا مضمون

یہ ہے کہ زنا سبب سے ظہور یعنی کثرت موت
یعنی وبا کا۔

مصرعہ معنی الصبر بفتح الهمز معنی مقاصد حسنہ میں
کہ دلیلی کے اس (تمن) کو بلا سند حضرت
حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرمایا کہ کیا ہے اور
تقاضا کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی
اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا منقول ہے کہ
صبر کے واسطے دفع بلا کا انتظار کرنا جاری رکھنا
صاحب کلید کا قول استیعنوا فی الحوائج
بالکتمان۔ اور مقاصد حسنہ میں یہ الفاظ
ہیں کہ اپنی حوائج کے پورے ہونے پر غنا
سے استغانت کرو کیونکہ ہر صاحب نعمت
پر بعضے لوگ حسد کرتے ہیں اور اس
کی سند میں سعید بن سلام عطار ہے
اسکے بارہ میں علی نے لا باس یہ کہا ہے
یہ تمد و غیر مودے اسکے کا ذب کہا ہی خواجہ
یہ بھی مقاصد میں ہے اور ایسا اختلاف
ایسے مضامین میں مضربیں

صاحب کلید کا قول من تقرب معنی
شیر ۶ روایت کیا اس کو سلم نے
سی طرح مشکوٰۃ میں۔

ان الزنا سبب ظہور
الموت معنی الوباء
قولہ معنی الصبر مفتاح الفرج
والمقاصد الحسنہ ذکرہ
الدلیلی۔ سنن ابن ماجہ
بفتح مرفوعاً وناقضاً عن
ابن عمر بن عبد المطلب مرفوعاً
انظر الفرج یا صبر عباد
قول الشارح استعینوا فی الحوائج
بالکتمان۔ رواہ الشافعی ورویہ
فی اربعینہ عن علی مرفوعاً و
نقلاً استعینوا علی الحوائج بالکتمان
وفی المقاصد الحسنہ بلغۃ متعین
علی الخیر حی تجتہ۔ نکات نان
کل ذی نعمۃ یجدہ و ذیہ سعید
سلام لعنہ راعیہ فیہ تحلی۔ سنن
وکرہ لعلہ و غیرہ فی مقاصد
ووصل عدوۃ احواف و غیرہ
قول الشارح من یزید
معنی شریک۔ رواہ علی
نکات نان۔

قول المشاعر حدیث

إذا طاشت العلو

رواه البخاری عن قولی

هرقل وقمر بن عبد

حيث نقله عن أبي سفيان

ولم يرد في الحديث

موقوف

قوله في بلز وعش العشق

عن أبي قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم

إذا مدح أنفاس غضب

الرب تعالاهن العرش

رواه البيهقي في شعب

الآباركن في المشكوة

قوله أنكلفت تفت قلبك

عن وابصة بن معبد

أن رسول الله صلى الله

عليه وسلم قال يا ابنة

جنت تسأل عن

البر ولا شمر قلت

نعم قال فجمع الص

صاحب كليلد كا قول حدیث اذا طاشت

بشاشة العلو

بخاری نے ہرقل کے قول سے اور حضرت

ابن عباس نے اسکی تقریر فرمائی (یعنی اسکو

ثابت قرار دیا) چنانچہ اسکو ابی سفيان سے

نقل کیا اور دشمنیں کیا پس یہ حدیث

راہن عباس پڑا موقوف ہے۔

مصرعہ۔ فی بلز وعش از مدح عشقی

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فاسق کی

مدح کیجاتی ہے حق تعالیٰ غضبناک ہوتے

ہیں اور عرش کا شہنے لگتا ہے۔ روایت

کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں مشکوٰۃ

میں اسطرح ہے۔

مصرعہ۔ أنكلفت تفت قلبك مصطفیٰ

حضرت وابصة بن معبد سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے وابصة تمہیر سے پاس اس لیے آئے

ہو کہ نیکی اور گناہ کے متعلق (مجھ سے)

پوچھو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں ابنتہ

کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی آنکلیوں کو ملا کر

فغریب بھاصدہ
وقال استغف
نفسک استغف
قلیلب ثلثا
البوصا اطمانت
الیہ النفس
وطمان علیہ
القلب والاذن مالخا
فی النفس وتردد
فی الصدر
ان افتاک الناس
روذہ احمد کذا فی المشکو
قول الشارح النفس علیک
حقاً نعن عبد اللہ بن جہر
بن العاص قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعبد اللہ ثم ینحدر منک
تصویرہ انہما و تعقلمین
فقلت بلی قال فلا تفعل
صبر و فطر و فطر و فطر فان
جسدک علیک حقاً

۴

میرے سینہ پر اور توجہ اور اثر پڑ جانے
کیلئے اور فرمایا اپنے نفس سے استغفار کیا کرو
اپنے قلب سے استغفار کیا کرو سکون باز فرمایا
(اس) نیکی وہ ہے جس کی طرف نفس مطمئن ہو گیا
اور قلب مطمئن ہو جائے اور گناہ وہ ہے جو
نفس میں کشکے اور سینہ میں ترور پیدا کرے
اگرچہ لوگ تکو فتویٰ دیں۔ روایت کیا اسکو
احمد نے مشکوٰۃ میں اسطیل ہے ف اس
استغفار پر فیصلہ ان مطلق میں ہے کہ مکرم تو
صاف ہے مگر محل حکم مشتبہ ہے یعنی اس
تردد ہے کہ یہ جس نہیہ خاصہ اس کلی میں
داخل ہے یا نہیں جس کو حکم خاص مطلق ہو
صاحب کلید کا قول ان لنفسک
علیک حقاً عبد اللہ بن عمر بن العاص
سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ کیا یہ خبر مجھ کو
(صحیح) نہیں پہنچی کہ تم ہمیشہ دن میں روزہ
سے رہتے ہو اور رات میں (نوافل) میں
میں) قیام کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں
آپ نے فرمایا ایسا مت کرو روزہ بھی کرو
اور نوافل بھی اور قیام بھی اور اگر تم کو کما کر مجھ کو

(باقی آئندہ)

وان لعینک علیک حقاً
وان لزوجک علیک حقاً
متفق علیہ کذا فی مشکوٰۃ
قول الشارح من الاسراف
فی الترغیب والترہیب
عن النضر بن مالک
قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
من الاسراف ان
تاکل کل ما اشتیت
رواہ ابن ماجہ
وابن ابی الدنیاء
فی کتاب الجوع
والبیہقی وقد صحح
الحاکم اسنادہ ملحق
غیر هذا وحسنہ غیرہ
قولہ لکن فی فضل حذیفہ بن
لما من صرح لہما
الحسن عن حذیفہ
غیر ما فی شرح
الایحاء للزبیدی

اور تمہاری آنکھ کا بھی تیر حق ہے۔ اور
تمہاری بی بی کا بھی تیر حق ہے۔ روایت
کیا اسکو بخاری نے اسی طرح پر خشکی میں
صاحب کلید کا قول۔ من الاسراف
ترغیب وترہیب میں حضرت انس بن
مالک رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی منجملہ
اسراف ہے کہ جس چیز کو جس چاہے اسکو
کہا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
ابن ابی الدنیاء نے کتاب الجوع میں۔ اور
بیہقی نے اور حاکم نے اس سند کی تصحیح
کی ایک دوسرے قرن کے لیے اور اوروں نے
اسکی تحسین کی
فت کیونکہ اس الزام بعض اوقات موقوف
ہوگا ایسے اہتمام نہیں ضروری بھی رہتا
نہ رہے گی اور یہی اسراف ہے
مصرعہ گفت زان فصلی مدنیہ باحسن
میری نظر سے نہیں گذرا کہ کسی نے حضرت
حذیفہ سے حضرت حسن صباح کی تصریح کی جو
بجز اس کے جو زبیدی کے شرح ایضاً میں
مسلکات ماقط ابی مسعود بن سلیمان نے

عن المسلسلات الحافظ
ابن مسعود سلیمان
بن ابراہیم بن محمد بن
ابراہیم بن محمد بن
سلیمان بن الصباح بن القی
خرجہا باسم نظام الملک
قال وہی عندی ما لفظہ
سالت بانی نوفا محمدی
بتجد بن محمد بن طراز الوعظ
عن الاخلاص ساق السند
وقول الحسن بن علی بن علی
عن الاخلاص بن زوفی آخر التفسیر
بالاخلاص بن زوفی آخر التفسیر
من سرستو عتہ قدیم
نیتہ من جہادہ و قلت
والکلمہ فی ترویجہ عن عتہ
معنیہ لکلمہ فی ترویجہ عن عتہ

قدیمہ تاریخ

— — —

و نس

— — —

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن سلیمان
اصحابی سے (جسکی انہوں نے نظام الملک کے
نام پر تفسیر کی ہے) منقول ہے زبیدی
نے کہا ہے کہ وہ مسلک میرے پاس ہیں اور
ابن ہر جہاد کے میں نے ابو الوفاء جہاد
بن احمد بن محمد طراز واعظ سے اخلاص کے
مشعل سوال کیا جو حسن بصری کے اس قول ایک
سند بیان کی کہ میں نے حضرت عذیرہ سے
سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے انہوں نے
آخر میں اخلاص کی تفسیر اللہ تعالیٰ سے یہ ذکر
ہے کہ وہ میرے امراء میں سے ایک صریح
جہاد و شغف کے قلب میں ودیعت کہتا
ہوں جبکہ اپنے بندوں میں سے دوست
رکھتا ہوں اس میں کہتا ہوں کہ کچھ مجھے
صحیفہ سے روایت کرنے کے باب میں کلام
معروف ہے لیکن موافق اور زقاق کے مثال
میں وہ مضر نہیں۔

صاحب کیمیا کا قول۔ صریحاً مذکور
مشرقیہ بن حضرت عذیرہ سے روایت ہے
کہ انہوں نے فرمایا کہ اہل لوگ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی تحقیق کیا کرتے

فی المشکوۃ

عن حذیفہ

قال کان الناس

یسألون رسول اللہ

صلی اللہ

علیہ وسلم

عن الخیر وکنت سألہ

عن الشرف فما فتن

یل کو الخیر متفق علیہ

قول المشرح

النوم اخو المؤمن روئے

البیہقی فی شعب الایمان عن

جابر بن محمد النعمانی عن

ولایتی اهل الخیرة وسند

ضعیف کافى الجامع الصغیر

قول المشرح الدنيا

سجن المؤمن عن عبد اللہ بن

عمر قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم الدنيا

سجن المؤمن وجنة الکافر

رواہ مسلم کذا فی مشکوۃ

اور میں اسے شرکی تھیں کیا کرتا اس خوف سے کہ ہم پر آدہ ہو گئے۔ الحدیث روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے قتالہ لا صلوة ثم الا لمحضوا رواہ الذہبی مرفوعاً لا صلوة لمن لا ینفسم کما فی کثر العمال لا صلوة ثم الا لمحضوا القلب علی نے مرفوعاً روایت کیا کہ اس شخص کی ناز (کامل) نہیں ہوتی جو خوش نہ ہو کر میا کثر العمال میں ہے۔ پس یہ روایت باقی صاحب کلید کا قول۔ النعمانی عن البیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا کہ نوم نفیر ہے موت کی اور اہل جنت کو موت نہ آوے گی (اس مفہوم ہوا کہ وہ سوویں گے بھی نہیں) اور سند اکی ضعیف ہی گیا کہ جامع الصغیر صاحب کلید کا قول۔ الدنيا سجن المؤمن حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مؤمن کا جیل خانہ ہے۔ اور کافر کی جنت روایت کیا اسکو مسلم نے ہی جمع ہے مشکوۃ شریف میں۔

قول الشراح انا نحن

المكسرة في شرم اجاء ذو

ابن عيم في الحلية بسند

مالك بن دينار قال قال

موسى بن عيسى السلام راربا

ابن ابي نعيم قال

عند المنكسة قتل بهم

قال الشراح خا هم في

اجاهلة عن ابي هريرة

قال قال رسول الله صلى

عليه وسلم الناس معان

كمعون الذهب لفضة

خا هم في الجاهلية خا هم

في الاسلام ذ فقهو

رواه مسلم كن افي المشكوة

قول الشراح ذ سمعة

عن ابو الداء قال بيتنا

نحو عرسون ته صلى الله

عليه وسلم تنكره من ذوق

رسول الله صلى الله عليه

وسلم ذ سمعة بجبل

صاحب کلید کا قول امامہ المنکسہ قتل

شرح ایما میں ہے کہ ابن عیم نے طبع میں

اپنی سند سے مالک بن دینار سے نقل کیا

ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا

اے رب میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں ہوں

اون لوگوں کے پاس ڈھونڈوں جن کے

دل ٹوٹے ہوئے ہیں *

صاحب کلید کا قول - خا ہم فی الجاہلیۃ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھی سدا

ہیں جیسے سنے اور جاہلی کے معدن ہوتے

ہیں جو جاہلیت میں اپنے تہمتے باعتبار

اخلاق و غیرہ کے وہ اسلام میں بھی ایسے

ہیں جب دین کی سمجھ حاصل کر لیں روایت

کیا اس کو مسلم نے

صاحب کلید کا قول اذا سمعتم حضرت

ابو سعیدؓ سے روایت ہے وہ فرماتے

ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں بنو میمالی باتوں کا مذاکرہ کرتے

تھے۔ اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی پہاڑ کی نسبت

زالعن مکانہ قصد قوۃ
واذا سمعتم برجل یغیر
عن خلقہ فلا قصد قوۃ
فانہ یصلو الی ما یجل علیہ
رواہ احمد کذا
فی مشکوٰۃ

قول الشارح

حدیث المزمع من

احب عن انسان

رجلاً قال

یا رسول اللہ متی

الساعة قال

ویلک وما اعتدک

قال ما اعتدک الا

فاحببک اللہ ورسولہ

قال انتم مع من احببت

متفق علیہ فی مشکوٰۃ

قول الشارح لا طاعة

لخلق فی معصیۃ الخالق

رواہ فی شرم السنۃ کذا

فی مشکوٰۃ وعن علی لا طاعة

کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اسکو روکنا چاہیے
تصدیق کرو اور جب تک کسی شخص کی نسبت نہ
کہ وہ اپنی جلی خصلت سے ہٹ گیا تو اسکی
تصدیق مت کرو کیونکہ وہ پرانی جبلت
ہی کی طرف عود کر آوے گا روایت کیا کہ
احمد نے اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں۔

صاحب کلید کا قول المزمع من احب

حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ ایک

شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت

کب ہوگی آپ نے فرمایا مجھے تمہارے (یہ ترحم

کی راہ سے فرمایا) اور تو نے اس کے لیے

کیا سامان کر رکھا اس نے عرض کیا میں نے

اور تو کچھ سامان نہیں کیا مگر اتنی بات

ہے کہ مجھکو اللہ سے اور اس کے

رسول سے محبت ہے، آپ نے فرمایا کہ تو اسکی

ساتھ ہوگا جس سے تمھو کو محبت ہوگی روایت

کیا اسکو بخود ہی قسم نے ہی طے ہے مشکوٰۃ

صاحب کلید کا قول لا طاعة

لخلق فی معصیۃ الخلق روایت

کیا اسکو شرح سنن میں ہی صحیح ہے

مشکوٰۃ میں اور حضرت علی رضی سے روایت

في العصية انما
 الطاعة في المعصية
 متفق عليه
 كذا في المشقة
 قول المشايخ استطعت
 فلم تطعني عن ابي
 هريرة قال قال
 رسول الله صلى الله
 عليه وسلم ان الله
 عز وجل يقول
 يوم القيمة يا ابن
 آدم مرضت
 فلم تعد
 فقال يا رب كيف
 عودك وانت
 رب العالمين
 قال اما علمت
 ان خسر
 من مرض
 فانه تعود
 نوحاً وحوماً

۱۰

کہ معصیت میں کی طاعت نہیں۔ طاعت
 صرف امر مشروع میں ہے روایت کیا
 اسکو بخاری و مسلم نے اسی طرح ہے
 مشکوٰۃ میں۔
 صاحب کلید کا قول استطعت
 فلم تطعنی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ حق تعالیٰ قیامت میں فرما دینگے
 اے ابن آدم میں مریض ہوا تو نے میری
 عبادت نہیں کی وہ عرض کرے گا
 کہ اے میرے رب میں آپ کی عبادت
 کر چکا ہوں کہ (یہ امر محال ہے کیونکہ)
 آپ رب العالمین ہیں (جس پر مرض کھاری
 ہونا محال ہے اور عبادت اسی پر نہی ہے
 وہ بھی محال ہے) ارشاد ہوگا تجھ کو معلوم نہیں
 ہوا تھا کہ میرا فلانا بندہ مریض ہوا تھا۔
 تو نے اسکی عبادت نہیں کی تجھ کو معلوم
 نہیں کہ اگر تو اسکی عبادت کرتا تو مجھ کو
 دس ہنس پاتا (اس نے اسکی عبادت کی
 میرا قرب ایسا ہی سیرموتا جیسا بقرض محال
 میری عبادت کے ہوتا ہے ہر فرما دیں گے کھلے

يَا ابْنَ آدَمَ
اسْتَطَعْتَ
فَلَمْ تَطْعَمْهُ إِلَى آخِرِ
الْحَدِيثِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
قَوْلُ الْمَشَايِخِ حَدِيثٌ
فَإِذَا احْبَبْتَهُ كُنْتَ
سَمِعَهُ الذَّنَى
لِيَسْمَعَ بِهِ وَبَصَرَهُ
الَّذِي يَبْصُرُهُ
وَيَدْرِي الْقَيْطِطَ بِهَا
وَرَجُلُهُ الْقَيْطِطُ بِهَا
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اللَّهِ
تَعَالَى فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ
وَمَا تَقْرِبُ لِي
عَبْدِي لَيْسَ أَحَبَّ إِلَيَّ
مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ

قَوْلُ الْمَشَايِخِ حَدِيثٌ أَنَّ اللَّهَ
خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ عَزَّ وَجَلَّ

ابن آدم میں نے تجھے کہا نا ماکھا تو نے
مجھ کو کھانا نہیں دیا۔ اسی آخر الحدیث میں
ایسا ہی سوال و جواب ہوگا اورایت کیا
اسکو مسلم نے۔
صاحب کلید کا قول حدیث فاذا
حببت الخ میں کا ترجمہ یہ ہے کہ جب میں
اوسکو محبوب بنا لیتا ہوں تو اوسکی
شنوائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا
ہے اور اوسکی بینائی ہو جاتا ہوں جس سے
وہ دیکھتا ہے اور اوس کا دست پکارتا ہے
اور جس سے وہ چلتا ہے روایت کیا
اسکو بخاری نے ابو ہریرہ سے انہوں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا اللہ تعالیٰ
سے اوسکی حدیث میں یہ بھی ہے
کہ میرے بندہ نے میرا قرب کسی ایسی چیز
سے حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک
اوس چیز سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے
اوس پر فرض کی ہے۔

حدیث۔ ان اللہ خلق آدم
علی صورتہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی

قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم
سلك الله آدم
على صوره طوله
ستون ذراعاً
متفق عليه
كن افي المشكوة
قوله كلوا الناس
على حقوقهم
قال علي رضي
حدثوا الناس
بما يعرفون
يقضون ان
يكذبوا
ورسوله رواه
البخاري ورواه
مرفوعاً بسند ضعيف
نشرت في نكلم
ننتس عن
قدر حقوقهم
في مقصد حسنة

۱۲

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
کو (باعتبار صفات باطنی کے) اپنے طور
پر پیدا کیا (اور باعتبار صورت ظاہری
کے) ایسا پیدا کیا کہ (اون کا طول ساٹھ
ہاتھ تھا) اور روایت کیا اسکو بخاری و مسلم
نے اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں۔

قوله۔ كلوا الناس على قدر
حقوقهم حضرت علیؑ نے فرمایا کہ لوگوں
سے ایسی (قریب الفہم) بات کہو جس سے
وہ مانوس ہوں (اونے بہت باریک باریک
باتیں جو دین میں ضروری ہی نہیں
کرو کیونکہ وہ اونکا انکار کریں گے تو) کیا
تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ خدا کی اور خدا
کے رسول کی تکذیب کی جائے (کیونکہ حبیب خدا
اور رسول کی قرانی ہوتی ہیں تو اونکا انکار خدا
اور رسول کی تکذیب کے جیسے کتابا بات غیرہ میں
ضرورت کلام کو) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم
قرینی نے مرفوعاً بسند ضعیف روایت کیا کہ
کہ سب کو حکم کیا گیا کہ ہم لوگوں سے اونکی عقل کے
موافق کلام کریں جیسا کہ مقاصد میں ہے۔

باقی آئندہ

قوله امرنا ان ننزل الناس منازلهم
منازلهم دروی ابن خزيمة
فی صحیحہ بسند صحیح
عن عائشہ رۃ امرنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
ان ننزل الناس منازلهم رقا
مسلم فی معتد تلیقا کما فی المقال
قول الشارح اذ اراد ان
اسماء بنت یزید انہا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول الا انہکم
یحیارکم قالوا بلی یا رسول اللہ
قال حیارکم الذین
اذ ارادوا ذکر اللہ سواہ
ابن ماجہ کن فی مشکوٰۃ
دروی الحکیم عن ابن عبّاس
مرفوعا بسند ضعیف
اولیاء اللہ تعالیٰ
الذی اذ ارادوا ذکر اللہ
وقد روی البیہقی بسند
حسن مرفوعا حیارکم الذ

قوله امرنا ان ننزل الناس منازلهم
ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بسند صحیح معتز
عائشہ رۃ سے روایت کیا ہے کہ ہم کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو
اون کے مرتبہ پر رکھا کریں اور اسکو اپنے
مقدمہ میں تعلیقا روایت کیا ہے جیسا کہ
مقاصد میں ہے۔

صاحب کلید کا قول اذ ارادوا الا
اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے کیا میں تم کو تمنا رہے جو
لوگوں کی خبر نہ دوں لوگوں نے عرض
کیا مزور غیر چکے یا رسول اللہ آپ نے
فرمایا تم میں اچھے لوگ وہ ہیں کہ جب آنکو
دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ یاد آجا و روایت
کیا اسکو ابن ماجہ نے اسی طرح ہے مشکوٰۃ
میں اور حکیم نے حضرت ابن عباس رضی
بند ضعیف روایت کیا ہے کہ اولیاء
اللہ وہ لوگ ہیں کہ اون کے دیکھنے سے
خدا تعالیٰ یاد آجاویں اور بہت ہی نے بدین
مرفوعا روایت کیا ہے کہ تم میں اچھے

اذا راوا ذکر الله لم
 التحديث كما في
 الجامع الصغير
 قول المصنف حديث
 من سن في الاسلام
 سنة حسنة فله
 اجرها واجرم
 عمل بها من بعده
 من غير ان ينقص
 من اجور محشة
 ومن سن في الاسلام
 سنة سيئة كان
 عليه وزرها
 ووزر من عمل بها
 من بعده من غير
 ان ينقص من وزرها
 شيء رواه مسلم
 كذا في مشکوٰۃ
 قول المصنف قوله
 جيل عن ابن عباس
 صلى الله عليه وسلم

۱۲

لوگ وہ ہیں کہ جب اونپر نظر پڑے تو انکی
 وجہ سے خدا تعالیٰ یاد آجائے اور حدیث
 جیسا کہ جامع صغیر میں ہے
 صاحب کلید کا قول حدیث میں
 فی الاسلام لا جن کا ترجمہ یہ ہے جو شخص
 اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کرے تو
 اسکو اس اچھے طریقہ کا اجر بھی ملے گا
 اور اس شخص کا بھی اجر ملے گا جو اس کے
 بعد اس عمل کو بدو نہ اس کے کما ان
 لوگوں کے جبر میں سے کچھ گھٹ جائے
 (یعنی دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا) اور جو
 شخص اسلام میں کوئی بُرا طریقہ جاری کرے
 اس پر اس طریقہ کا بھی گناہ ہوگا اور اس شخص
 کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس پر
 عمل کرے بدو نہ اس کے کہ ان لوگوں کے
 گناہ میں سے کچھ گھٹ جائے (یعنی دونوں
 کو پورا پورا گناہ ہوگا) روایت کیا اسکو
 مسلم نے (مشکوٰۃ)
 صاحب کلید کا قول حدیث
 هذا جبل الحضرۃ النبی سے
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طلم لہ احد فقال
عن ايجنا ونجہ
رواہ البخاری کذا فی مشکوٰۃ
قوله لا یلدغ المؤمن من
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یلدغ المؤمن
من جرح واحد مرتین متفق علیہ
کذا فی مشکوٰۃ
قول المشاہیر للمؤمن عمر کریم
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن
عمر کریم والفاجر جرب لئیم
رواہ الترمذی۔

قوله گفت بنیرۃ فی المقاصد حیث
اعقلها وتوکل الترمذی فی الزہد
وفی العلل والبیہقی فی الشعب
وابونعیم فی الحلیۃ وابن ابی الدنیا
من حدیث المغیرۃ بن ابی قرۃ
السمنی سمعت النضر بن قیس
قال رجل یا رسول اللہ اعقلها واتق
او اطلقها واتوکل قال اعقلها واتوکل

کوہ احد روٹا ہوا آپ نے فرمایا یہ پہاڑ تم سے
محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے
ہیں۔ روایت کیا اسکو بخاری نے مشکوٰۃ
صاحب کلید کا قول لا یلدغ المؤمن
حضرت ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں کٹھاتا۔
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے مشکوٰۃ
صاحب کلید کا قول المؤمن
عمر کریم حضرت ابوہریرہ رضی عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مومن بہو لا صاحب کرم ہوتا ہے۔
اور فاجر کما لئیم ہوتا ہے (ترمذی)۔

اللہ حضرت بنیرۃ یا ابی بلندہ توکل ناؤ و شر بہ بند
مقاصد میں ہے حدیث اعقلها واتوکل
روایت کیا اسکو ترمذی نے زہد میں اور
علل میں اور بیہقی نے شعب میں اور ابونعیم
نے علیہ میں اور ابن ابی الدنیا نے توکل
میں بنیو بن ابی قرۃ سدوسی کی روایت ہے
کہ میں نے حضرت انس رضی عنہ سے سنا کہ فرماتے
تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا میں اونٹنی کو

وقال الترمذی قال
عمر بن علی بن الفلاسی
شیخنا قال یحییٰ بن سعید
القطان انہ منکر شر قال
الترمذی وهو غریبی نعنه
من حدیث انس بن
ہذا الوجه وانما انکرہ
القطان من حدیث
انس وقتاروی عن
عمر بن امیۃ الضمری
عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فحییٰ شیدائی ما یقر
ابن حبان فی صحیحہ
وابن نعیم من حدیث
جعفر بن عمر بن
امیۃ عن ابیہ
قال قال رجل
لنسی صلی اللہ علیہ
وسلم رسول ذقتی و
توکل ذلی اعقبہ ذتوکل

(باقی آئندہ)

باندھ کر توکل کروں یا پہلی چوڑ کر توکل کروں
آپ نے فرمایا اوسکو باندھ دو اور توکل کرو
ترمذی کا قول ہے کہ عمرو بن علی فلاسی
نے جو ترمذی کے شیخ ہیں کہا ہے
کہ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہے کہ یہ
حدیث منکر ہے پھر ترمذی نے کہا کہ یہ
غریبیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے
بجز اس طریق کے ہم اوسکو نہیں پہانتے
اور قطان نے جو ہرگز منکر کہا ہے وہ حضرت
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور یہ
حدیث عمرو بن امیۃ ضمری سے ہی مروی
اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی
قریب روایت کیا ہے یہ اوس حدیث کی
طرح اشارہ کیا ہے جسکو ابن حبان نے
اپنی صحیح میں اور ابو نعیم نے ہی جعفر بن
عمرو بن امیۃ سے روایت کیا ہے وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں
بنتی نامہ کو کہوں کہ توکل کروں تو اپنے
فرمایا باندھ کر توکل کرو۔

(باقی آئندہ)

قولہ گفت الخلق حیا

للآلہ فی الجہام الصغیر

آخرہ ابو یعلیٰ فی مسندہ

والبزار عن انس والطبرانی

عن ابن مسعود مرفوعاً

الخلق کلہم عیال

اللہ فاجہم الی اللہ

انفعہم لعبال

قولہ نگریستن عمر ایل

فی کتاب شرح الصدوق

للامام السیوطی آخرہ

(ای) ابن ابی شیبہ

بہذا السند (ای) عن

عبد اللہ بن یحییٰ عن

الاعمش عن حثیمہ

قال دخل منک الموت

على سلیمت عم فحل

ینظر فی رجل من

جلسائہ ویبصر النظر

لیہ فخرج قال انصر

من ہن اقل ہذا ملک

(مصرعہ) گفت الخلق میال لا آلہ۔

جانب منحرف ہیں کہ ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں

اور بزار نے حضرت انس سے اور طبرانی نے

حضرت ابن مسعود سے مرفوع روایت کیا ہے

کہ خلق تمام اللہ تعالیٰ کی میال یعنی زیرِ نظر ہیں

ہیں سوائے تعالیٰ کے نزدیک سب سوزنیہ

محبوب وہ شخص ہے جو اسکی میال کو زیادہ تر

نفع ہو چمکانے والا ہو۔

قولہ نگریستن فر ایل علیہ السلام الخوامہ

کی کتاب شریعت الصدوق میں ہے کہ ابن ابی

شیبہ نے اسی سند سے یعنی عبداللہ بن یحییٰ نے

اعمش سے انہوں نے خثیمہ سے روایت کیا ہے

اور انہوں نے کہا کہ حضرت ملک الموت حضرت

سلیمان علیہ السلام سے پاس آئے احواد کے

اہل مجلس میں سے ایک شخص کی طرف دیکھنے لگو

اور کہنے لگے جب ملک الموت چلے گئے اس

شخص نے کہا یہ کون تھے حضرت سلیمان عمر نے

فرمایا ملک الموت تھے اس شخص نے کہا

کہ میں نے دیکھا کہ وہ میری طرف سطح نظر

کرتے تھے جیسے میرا ہی قصد کرتے ہوں۔ اپنے

فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ کیا میں تین بتوں کو کہ مجھ

الموت قال رأيتہ ينظر إلى
 كانه يريدني قال فما تريد
 قال اريد ان تخملي علي
 الريح حتى تلقيني بالهند
 ذ ذا الريح فحمل عليهما
 فالقتهما في الهند ثم اتي
 ملك الموت سليمان قال
 انك كنت تدبر النظر إلى
 رجل من جلسائي قال كنت
 اعجب منه امره وانفجعه
 بالهند وهو عندك -

قول له نعم مال صالح كنت
 ان رسول اخرجه
 الامام احمد كما في
 كنوز الحقائق -

قول الشارح
 ارشاد عن ابن مسعود
 قال قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم ان شئ من
 مئة نأب من آدم وملك
 مئة في مئة السموات

ہمارے سردار کو بھیجے تاکہ جگو ہند میں اقامت سے
 آپسے ہوا کو بلایا اور ان شخص کو اوسے سردار کو بلایا
 اس نے ہند میں اقامت دیا پھر ملک الموت حضرت
 سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے آپسے اونے
 فرمایا کہ تم میرے جلسوں میں سے ایک شخص
 کی موت تک رہو تھے (یہ کیا بات تھی)
 اونہوں نے کہا کہ میں اوس پر تعجب کرتا تھا
 جگو کہ ہوا تھا کہ اس کی روح ہند میں قبض کروں
 اور وہ آپ کے پاس حاضر تھا (اوپر تعجب تھا
 کہ اس حکم کی تعمیل کیسے ہوگی اللہ تعالیٰ نے
 یہ سامان کر دیا)

(مصرعہ) نعم مال صالح گفت آن رسول -
 ام احمد نے اوسکو روایت کیا جیسا کہ کنز الحقائق
 میں ہے یعنی نیک مال نیک آدمی کیلئے
 اچھا چیز ہے -

صاحب کلید کا قول ارشاد الخ حضرت
 بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان کا ایک تعلق اور
 اثر ہے آدمی کے ساتھ اور فرشتے کا ایک تعلق
 وراثہ ہے۔ شیطان کا اثر تو بری بات کا
 وسوسہ اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا اثر اچھی

فایماناً بالشکر تکذیب بالحق ولما
لمتہ الملک فایماناً بالخیرو تصدق
بالحق فمن وجدک فلیعلم انہ
من اللہ فلیعمل للہ ومن وجد
الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم الخ رواہ الترمذی کثیراً بحکوة

قولہ گفت پیغمبر

الے فتوالہ

کا مستشار

مؤمن اخرجہ

ابن ماجہ

قول المشرح اذا غفل

عن کعب بن مالک

قال لو کان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

یرید عزوة

الاورقی رواہ

البخاری کذا

فی المشکوۃ

قولہ عقل چن جبریلؑ دیر احمد

گریئے گئے ہم سوز و مر

بات کلید اور حق کی تصدیق۔ سو جو شخص اس
دوا بن کرے، نہ کہ جو محسوس کرے سو وہ یقین کر لے
کہ چین جانب اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرے
اور جو شخص دوسری حالت محسوس کرے وہ
اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے شیطان برہم سے
روایت کیا ترمذی نے۔ مشکوۃ

قولہ گفت پیغمبر الی قولہ کا مستشار

روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے۔ ف

یعنی جس سے مشورہ لیا جائے اسکو چاہیے
کہ امین ہو نہ مشورہ میں خیانت کرے نہ اس
راز کو کسی پر ظاہر کرے۔

۱۹

صاحب کلید کا قول اذا غفل عن

ابن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ میں جہان

کا ارادہ فرماتے تھے سی اور طرف کے منہ کی

صورت ظاہر فرماتے تھے (جسکی مثال سیدی

کے اس شعر میں ہے) کہ سکنہ کہ با شرقاں رشت

در خیمہ گویند در غرب داشت۔ روایت کیا

اسکو بخاری نے مشکوۃ۔

شعر شہنوی، عقل جوں جبریلؑ دیر احمد۔

گریئے گئے ہم سوز و مر۔ خصائص کبریٰ

فی الخصائص الکبریٰ
 فی حدیث طویل فی حدیث
 النعلیہ بروایۃ ابن ابی حاتم
 ثم انطلق فی حق النقیلی
 الشجرۃ فضحیتی سمات فیہا
 من کل لون و فضنی جبریل
 و خوسر ساجد للہ تعالیٰ
 الحدیث و فی نشر الطیب
 ما تعریبہ اسند ابوالحسن
 ابن غالب فی شفاء الصدور
 الی ابی التوہید بن سبعہ من
 حدیث ابن عباس قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم حتی وقع جبریل
 علیہ السلام فی مکان
 فقلت یا جبریل هل
 یرفض خلیل خلیلہ
 فقلت ہذا من
 ففان ثوبہ بقت
 حنرت
 من الشوق

میں معراج کی ایک طویل حدیث میں ابن
 ابی حاتم کی روایت سے منقول ہے کہ جبریل
 علیہ السلام مجھ آگے لے چلے یہاں تک کہ فخرہ
 (سدۃ المتقی) تک پہنچے پھر جبریل ایک
 باؤں نے چھایا جس میں ہر قسم کے رنگ تھے
 سو جبریل نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اعدیہ اللہ
 تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر گیا انظر الطیب
 میں ہے کہ ابوالحسن بن غائب نے ابوالریح
 ابن سبعہ کی طرف شفاء الصدور میں حضرت
 ابن عباس سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس
 جبریل آئے اور میرے رب کی طرف چلے گئے
 میرے ہم سفر رہے یہاں تک کہ ایک مقام تک
 پہنچے پھر ٹھہر گئے میں نے کہا کہ اے جبریل کیا
 ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو
 چھوڑتا ہے اور انہوں نے کہا اگر میں اس مقام
 سے بڑھوں تو فوراً سے جل جاؤں شیخ صدق
 نے اسی کا ترجمہ کیا ہے یہ بد وقت سالار
 بیت الحرام۔۔۔ اسے حامل وحی برتر خرام
 پرورد و توحی ظلم یافتی۔ غافل زحمت چراتاقتی
 بیت فراتر بحر العناد۔ جاندم کہ نہ رے باغم نہ

قوله گفت پیغمبر کہ رہنمائی بخدا

فی المقاصد الحسنۃ لا تتمارضوا فتمضوا

ذکرہ ابن ابی حاتم فی العمل عن

ابن عباس و قال عن ابیہ اند

منکم اسندہ الدایلی من جہۃ

ابی حاتم الرازی شاعاصم بن

ابراہیم عن المنذر بن النعمان

عن وہب بن قیس ب

مرفوعاً علی کل حال

فلا یصح وان وقع لبعض

اصحابنا اھ قلت لایلزم

من عدم الصحۃ

عدم ثبوتہ

مطلقاً

ولو بسند

ضعیف

قول الشارح المؤمن

مرآۃ المؤمن - مخرجہ

ابوداؤد کافی بحجۃ الصغیر

قول الشارح اتقوا

اگر یک سجدہ برتر پریم چہ فرغی بجلی بسوزد پریم احمد

شعر شومی - گفت پیغمبر کہ رہنمائی بخدا - الخ

مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ حدیث کہ تم بیماروں

کی سی صورت مت بناؤ کہ سچ سچ بیمار ہو جاؤ

ذکر کیا اس کو ابن ابی حاتم نے علل میں

حضرت ابن عباس سے اور ابن ابی حاتم

نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ یہ حدیث مشکوٰۃ

اور دیلمی نے اس کو ابی حاتم رازی کی چوبیس

بسنید بیان کی ہے کہ ہم سے عاصم بن یزید

نے منذر بن نعمان سے وہ بنوں نے وہب

ابن قیس سے اسکو مرفوعاً روایت کیا اور

ہر حال میں یہ حدیث صحت کو نہیں پہونچتی

اگرچہ ہمارے بعض اصحاب کے کلام میں

واقع ہوئی ہے احمد میں کہتا ہوں کہ صحت

کے درجہ تک رجحان ثبوت کا علی درجہ ہے

نہ پہونچنے سے مطلق عدم ثبوت - یہ نہیں

اگرچہ نہ ضعیف ہی ہے - و -

صاحب کلید کا قول المؤمن

مرآۃ المؤمن اسکو وہ دودنے روایت کیا

جیسا کہ جمع ضعیف میں ہے -

صاحب کلید کا قول اتقوا

فراست المؤمن فانه ينظر
بنور الله اخبره الزمدي وغيره
كما في الجامع الصغير-

قوله رجفنا اخبره الديلمي عن
جابر قاذ قد مر على النبي
صلى الله عليه وسلم فومر غزاة
فقد قد مستوخذ مقدمه فم
من انجره اذ الاصغر الى
الحج اذ اذ اذ اذ اذ اذ اذ اذ اذ
العبد هو اذ اذ اذ اذ اذ اذ اذ
بنو النعمان-

قول الشاعر

اعدى الخ فقت خوج
البهني مرفوعا بفظ
اعدى عدوك
نفسك انني بين جنبيك
كفي كنوز الحقائق

قوله - هرگز رسيد ز حق و تقوی گزید
گزید ز دوسه جن و ش و بر که دید
مدد احسنه من خافه
هو - من - مشق محمدیه -

المؤمن فانه ينظر بنور الله روایت کیا
اسکو ترمذی وغیرہ نے جیسا کہ جامع صغیر
میں ہے۔

قول مشہور رجفنا من الجهاد
الاصغر الى الجهاد الاكبر ويلي في حضرت
جابر سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ غزوہ کرنے
والے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم بہت اچھا
آنا آئے (کیونکہ) جہاد اصغر سے جہاد اکبر
کی طرف آئے یعنی مجاہدہ کرنا بندہ کل اپنے
ہوائے نفسانی سے اس طرح ہو کر اعمال میں
صاحب کلید کا قول اعدى عدوك الخ
میں کہتا ہوں کہ روایت کیا اسکو بہت ہی
مرفوعان الفاظ سے کہ تیرا سب سے بڑا
دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دو پہلوؤں
کے درمیان میں جیسا کہ کنوز الھمت الخ
میں ہے۔

شعر مشہور - ہرگز ترسید از حق و تقوی
گزید ترسید از دوسه جن و انس و ہر کہ دید
مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ حدیث کہ جو شخص
مدد حق سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز

ابو الشیخ فی الثواب والدلیلی
والقضاء عن واثق والعسکری
عن الحسن بن علی کلاهما
عن فروع العسکری من
خاف الله اخاف الله منه
کل شیء وهو عندنا عن ابن
مسعود من قوله بزیادة
الشن الاخر و قال
المندری فی ترغیبه
رفعه من کتاب فی البیاب

عن علی

وبعضها

یقوی بعضا

قوله

من

اراد ان

یجلس

مع الله

فیجلس

مع اهل

التصوف

ڈرتی ہے روایت کیا اس کو ابو الشیخ نے
ثواب میں اور ولیدی تھامی نے واثق سے
اور عسکری نے حسین بن علی سے مرفوعا
اور عسکری کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص
اللہ تعالیٰ سے خائف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ
ہر چیز کو اس سے خائف کر دیتا ہے اور
یہ حدیث عسکری کے نزدیک ابن مسعود
سے مع زیادت دوسرے جزو کے اولیٰ ہی
کا قول مروی ہے اور منذری نے اپنی
ترغیب میں کہا ہے کہ اسے مرفوع کرنا ممکن
اور اس باب میں حضرت علیؑ سے بھی مروی
ہے اور بعض روایت بعض کی تقویت
کرتی ہیں۔

قول صاحب مشنوی من اراد ان

یجلس مع الله فیجلس مع اهل

التصوف۔ مؤلف تشریف بہت پر ہیں

حسن رسالت سے یہ تخریج غرض پر ہوا

تس میں تس قوں کی تخریج نہیں کی

میں نے بڑھایا ہے کہ یہ مذہب متوفیوں

نہیں دیکھے گئے ہیں دوسرے منتوں

مذہب سے یہ قول جو ہو سکتا ہے وہ

فتا

اشرف علی

انظر

تحقیقہ

فی ترجمہ

التشرف

المسحی

بتکمید

التصوف

المتعلقہ

بہذا

المعتم

ماخوذ الفاظ یہ ہیں انا جلیس من ذکر فی
مقاصد حسنہ میں ہے کہ اسکو دینی نے
بلا سند حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً اسی لفظ
سے روایت کیا ہے اور بیہقی کے نزدیک
شعب الایمان کے باب ذکر میں حسین بن
حفص کی روایت سے اور وہ سفیان سے
اور وہ عطاء بن ابی مروان سے روایت
کرتے ہیں کہ مجھے ابی بن کعب نے روایت کیا
کہ موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے
جواب میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے
موسیٰ میں اس شخص کا جلیس ہوں جو میرا
ذکر کرے اور ابوالشیخ کے نزدیک عبد اللہ

ابن عمر کی روایت اور وہ کعب سے روایت کرتے ہیں اور ثور بن یزید کی روایت اور وہ عبدہ سے روایت کرتے
ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا: یا موسیٰ انا جلیس من ذکر فی ام اس حدیث سے حدیث مشن
س مخرج، ماخوذ ہو سکتی ہو۔ حدیث مقاصد سے حق تعالیٰ کا جلیس بن ذکر ہونا ثابت ایک مقدمہ تو یہ ہوا۔
دوسرے مقدمہ عقلی یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص سے دو جلیس ہوں تو وہ باہم بھی جلیس ہوتے ہیں یہ جب
نہ لہی ذکر کا جلیس ہے اور دوسرے شخص بھی ذکر کا جلیس ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کا بھی جلیس
ہوگا وہ بن ذر بن تصوف مروف ہیں تو بن تصوف کے جلیس کا جلیس حق ہونا ثابت ہو گیا
اوپر بھی تفسیر ہے حضرت مشہدی کے ارشاد کی کہ حدیث میں اہل تصوف کا تو لفظ نہیں گرا اہل ذکر کا
انفصاف سے مولف نے ان کے ورود کی یہ صورت ہے جو احقر نے لکھی غرض یہ روایت
بالمعنی ہے جو کہ مشن روایت بل لفظ کے معبر ہے۔

قول

الشام

من

عرف

نفسہ

فقد

عرف ربہ

خبر الدلی

مرفوعاً بلفظ

اذا عرف نفسه

عرف ربہ

کذا فی تفسیر الخ

قولہ ان سعد الغیث

اخرج عن ابي هريرة

الاخلاق عن ابي هريرة

مرفوعاً یا معاشر الانصار

ان سعد الغیث وناخیر

والله خیر منی واخرج

بخاری وایماہ احمد

عن المغيرة مرفوعاً

صاحب کلید کا قول من عرف

نفسہ فقد عرف ربہ روایت کیا اسکو

دلی نے مرفوعاً بن الفاظ سے اذا عرف نفسه

عرف ربہ اسی طرح ہے کنوز الحقائق میں

تشریف لکھا ہے کہ مقاصد میں ابو الطغرین

کا قول اس حدیث کی نسبت نقل کیا ہے

ان لا یعرف من مرفوعاً وانما یحکی عن یحییٰ

بن معاذ یعنی من قوله ان نودی کا قول

کیا ہے ان لیس ثبات والله اعلم

یا وجود غیر ثابت کہنے کے اس کے معنی کو اس

تاویل سے صحیح کیا ہے من عرف نفسه

بالحمد وث عرف ربہ بالقدوم ومن

عرف نفسه بالقاء عرف ربہ بالقاء

قول مشہور ان سعد الغیث الخ

نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابو ہریرہ

مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اے گروہ خدا کے

بیشک سعادت غیرت و زین و زین

ان سے ہی زیادہ غیرت و ارجوں و ارجوں

مجھے ہی زیادہ غیرت و ارجوں و ارجوں

امام احمد نے غیرہ بن ثبیر سے روایت

روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا

التجيم من غير سعد
و'نا غير منه والله غير
مسي ومن اجل غير الله
حرر الفوا احش ما ظهر
منها وما بطل ما احد
احب اليه العذر من
الله الحديث كذا في
كذا العمال

قوله من كان لله كان الله
روى الطبراني في المعجز
وابن ابی الدنيا ومن طريقه
المهقي في الشعب فروقا
من انقطع الى الله عز وجل
كفاه الله تعالى كل
مؤنة ورزقه من حيث
لا يحتسب ومن انقطع
الى الدنيا وكله الله
اليه سناد
منقطع وفيه ابراهيم
بن الاشعث تكلم فيه
يوحنا بن يحيى قال العراقي

۳۶

کیا تم سدا کی غیرت سے تعجب کرتے ہو اور
میں انہی بھی زیادہ غیرت دار ہوں اور اس کا
مجھے بھی زیادہ غیرت دار میں اور غیرت الہیہ
کے سبب اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی باتوں کو حرام
فرمایا ہے انہیں جو ظاہر ہیں وہ بھی اور جو
باطن ہیں وہ بھی اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو
اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر محبوب ہو یا صلح
ہے کمتر اعمال میں

قول مشہور من كان لله كان الله
طبرانی نے صغیر میں اور ابن ابی الدنیا نے
اور ابن ابی الدنیا کے طریق سے پہنچی نے
شعب میں مرفوعا روایت کیا ہے کہ جو شخص
سب سے منقطع ہو کر اللہ عز وجل ہی کا ہو کر
اللہ تعالیٰ اس کی تمام مشقتوں میں کفایت
فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق
دیتے ہیں جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں
ہوتا اور جو شخص بالکل دنیا ہی کا ہو کر اللہ
اور کو دنیا ہی کے حوالے کر دیتا ہے
اس کی سناد منقطع ہے اور اس کی سند میں
ابراہیم بن اشعث ہے جس میں ابو حاتم نے
کلام کیا ہے جیسا کہ عراقی نے کہا ہے

کذا فی شرح الاحیاء

قولہ گفت پیغمبر صحابی نجوم

فی المشکوۃ عن عمر

قال رسول اللہ صلی

علیہ السلام اصحابی کالجیم

قبایم اقتدایتہم احتیام

رواہ زرین

قولہ گفت طبری ابن رافعی مصطفیٰ

روی جعید بن حمید

عن ابی سعید وابن

عسا کر عن وائلہ مرفوعا

بسند حسن طبری لمن رافعی

ولمن رافعی من رافعی وطن

رافعی من رافعی من رافعی

کذا فی الجامع الصغیر

للسیوطی

قولہ ابن ربیع نفحات رو

الطبرانی بسند ضعیف

عن محمد بن سلمہ مرفوعا

ان لربکم فی ایاہم حکم

نفحات فقر منوۃ لعدان

اسی طرح ہے شرح ایضاً میں۔

شعر مشنوی گفت پیغمبر کہ صحابی نجوم

مشکوۃ میں حضرت عمرؓ سے روایت کیا کہ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے

اصحاب مثل ستاروں کے ہیں انہیں سے

جس کسی کا بھی اقتدار کر لو (دین کا) راہ

پالو گے روایت کیا اسکو زرین نے۔

شعر مشنوی گفت طبری ابن رافعی مصطفیٰ

جعید بن حمید نے ابوسعید سے اور ابن

عسا کر نے وائلہ سے مرفوعاً بسند حسن روایت

کیا ہے کہ بڑی خوشحالی ہے اس شخص کے

بائے جس نے جھک کر دیکھا ہے اور اسکے

بائے بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو

دیکھا اور اس کے بائے بھی جس نے میرے

دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا

ہے۔ اس طرح ہے سیوطی کی جامع صغیر میں۔

قول مشنوی۔ ان لربکم نفحات۔ مبرانی

نیز بسند ضعیف محمد بن سلمہ سے مرفوعاً

روایت کیا ہے کہ بیشک تمہارے ہر دم

میں تمہارے رب کے کچھ فیوض جوتے ہیں

سو تمہارے لئے آواز دہرا کر و شاید میں سے

في الشتاء وذلك ان الله
تعالى خلق آدم
من طين والطين
يلين في الشتاء
وروى الامام احمد
مسنداً بسند حسن ابو يعلى
عن ابي سعيد مرفوعاً
الشتاء ربيع المؤمن اياه
قوله استن حانة الزوال للفتنة
اجزاء قوخذ من مجموع
هذه الروايات الاولى
قوله صلى الله عليه وسلم
والذي نفسي بيده لو لم القز
ما زال هكذا حتى تقوم الساعة
حزننا على رسول الله صلى الله عليه
وسلم رواه الامام ابو بكر
محمد بن يحيى بن خزيمة و
الترمذي في الثانية في
رواية الترمذي فما هو الا
ان قد علمنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقد مات في الجنة

پیدا کیا اور گارا جاڑوں میں نرم ہو جاتا ہے
اور امام احمد نے اپنی سند میں بندہ حسن اور
ابو یعلیٰ نے ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا
ہے کہ جاڑا مومن کے لئے ربیع ہے
دوسری روایت میں ہے کہ مقصود ربيع
اس برکتی ہے جو مشابہ ربیع کے ہو اور ہر
خریف اس کے شاہ نہیں ہیں اس کے
لئے حکم مقابل ہو گا واللہ اعلم۔
قول مشنوی۔ استن حانة الزوال اس قسم
میں کئی خبر ہیں جو روایات ذیل کے مجموعہ
سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

پہلی روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ ارشاد قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے اگر میں اس کو اپنے سے
چھٹا نہ لیتا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے غم (فراق) میں اسی حالت (اگرچہ نماز
میں تھا) یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جاتی
روایت کیا اسکو امام ابو بکر محمد بن اسحق
ابن خنیزم نے اور ترمذی نے بھی
دوسری روایت ترمذی کی روایت
میں ہے بس اتنی ہی بات ہوئی کہ اس

الثالثة في البخاري فكان النبي
صلى الله عليه وسلم اذا
خطب يقوام الى جزم
منها فلما صنع له المنبر
فكان عليه فسمعت ذلك
صوتاً في الرابعة في بعض
الروايات المروي عن سعد
اقبل رسول الله صلى الله
عليه وسلم حتى جلس على
المنبر فلما فقد الجزم حزننا
افزع الناس ام الخامسة
في رواية ابي القاسم البغوي
فقال صلى الله عليه وسلم انشا
مغرسك في الجنة فيا كل
منك الصالحون وان نشا
نعيد لك رطباً كما كنت
فاختار الاخرة على الدنيا
السادسة وقد ورد
في رواية محمد
ابن سعد فحار الجزم
حتى تصدع وانشق

(منبر) پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے
اور کلام نہ پایا اور اس تہن نے آپ کو
(لپٹے پاس) نہ پایا (پس آپ سے روئیں
آواز شروع ہو گئی تیسری روایت
بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
معمول تھا کہ جب خلیفہ پڑھتے تھے تو کجور
کے ایک تہہ سے لگ کر کھڑے ہوتے
تھے جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا آپ اس پر
تشریف فرما ہوئے تو (راوی کہتے ہیں)
میں نے اس تہہ کی آواز (گری کی) سنی
چوتھی روایت حضرت سعد کی بعض
روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے یہاں تک کہ منبر پر بیٹھ گئے
پس جب آپ کو اس تہہ نے نہ پایا تو ایسی
دروناک آواز سے رویا کہ لوگو کو پریشان کر دیا
پانچویں روایت ابو القاسم بغوی کی روایت
میں ہے کہ اس (سنت) سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے
تو جکو حبت میں گلو دوں سونیک لوگ
تیرا بھیل کہا یا کریں اور اگر تو چاہے
تو ہم پر کجور ابر کر دیں جیسا تو پہلے

فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسِيَ
بَيْدَهُ حَتَّى سَكَنَ وَكَانَ
إِذَا صَلَّى صَلَّى إِلَيْهِ
ذَلِكَ الْجُزْءُ السَّابِعُ
أَخْرَجَ الْأَمَامُ أَحْمَدُ فِي
مُسْنَدِهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خُطِبَ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَسْتَدْفِرُ ظَهْرَهُ
إِلَى خَشْبَةٍ فَلَمَّا كَثُرَ
قَالَ ابْنُ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ
يُخَوِّذُ مِنْ خَشْبَةٍ إِلَى
مَنْبَرِهِ الثَّامِنَةِ
وَفِي الدَّارِمِيِّ مِنْ حَدِيثِ
بُرَيْرَةَ فَاصْبِرْ لِمَا لَمْ يَنْبِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَبَّيْكُمْ بِقَوْلِ فَقَالَ بَلْ
تَعْرِضُ فِي جَنَّةٍ
وَسُورَةُ التَّوْبَةِ
عَنْ شَرَحِ الْأَجْمَعِ

۳۱

اوسنے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔
چھٹی روایت۔ محمد بن سعد کی روایت
میں وارد ہے کہ وہ ستون ایسا چلایا کہ
پسٹ گیا اور شق ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (منبر سے) اترے اور اپنے پنا
دست مبارک پہیل بیان تک کہ (روایت
سے) ہم گیا اور آپ جب نماز پڑھتے
تھے تو اس ستون کی طرف پڑھتے تھے
یعنی اسکو سترو بناتے تھے (ساتویں روایت
ام محمد نے اپنے مسند میں حضرت انس
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے
تھے تو اپنی کمریک لکڑی سے لگایے تھے
جب لوگ دیا دہو گئے آپ نے فرمایا
کہ ایک منبر بناؤ تاکہ اوپے کھڑے
ہوئیے اور دوڑ تک پہنچ سکے (لوگوں
نے آپ کے لیے منبر بنایا غلط روایت
اور دارمی میں بریرہ کی روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف کان لگایا
اسکی بات سننا چاہتے تھے اس نے عرض
کیا کہ میں نے کچھ گفتیں لگائی تھیں اور کلمات شرع
ایجا میں ہیں

قوله كنت يغبرني تولدني فليما منفقان

روى الشيخان عن أبي هريرة

قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم

ما من يوم يصيب العباد

فيه إلا ملكان

ينزلان فيقول

أحدهما اللهم

اعط منفقاً خلفاً

ويقول الآخر

اللهم احط ممسكاً

تلفاً كذا في المشكوة

قوله لشارح الفقر فخر

في المقاصد الحسنة قال

شيخنا هوياطل موضوع

والدليل عن معاذ بن جبل

رفعه تحفة المؤمن في الدنيا

الفقر وسنة لا بأس به

قوله فخر بن عبد الرحمن

الجاهل روى أبو زرعة بن

عمر فروة ما رأيت من

ناقصات عقل ولا دين

أغلب نذی نب منكن

قول مشكوة كنت يغبرني تولدني

يا منفقان ما لا بخاري وسلم في حضرت

أبو هريرة عن رواية كذا رسول الله

صلى الله عليه وسلم في كذا كذا كذا

أبداً ليس موتاً جميعاً كذا كذا كذا

هوذا وظاهره كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

الحديث فلت وليست عاد
منه معنى الرواية المذكرة

قوله حبیبی وبعی
فی الزبعین للشاہ
ولی اللہ رو بسند
مرفوعاً
جاء التی

نعمی وبعی
قول المزارع عن ابی
سبوح فی قول
فب امت مخرجه نزاع
مرفوعاً قال صل الله
علیه وسلم ان اول
ما خلق الله القلم فقال
اكتب فخری بما هو کائن
فی الزبد وقال القوم
حسن صحیح غریب و
ندشنو عن ابن
عباس ان مراد ما هو
نائباً عن مراد
وحدود بو عسیر
مرسلاً عن راسخ
من حدیث عن علی نقی

کیونکہ نہیں کیا الحدیث اس سے روایت
مذکورہ کے معنی مستفاد ہوتے ہیں۔

قول منشوی حبیبی وبعی حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب کی زمین میں انکی
سند سے مرفوعاً مروی ہے کہ تمہارا
کبھی چیز سے (حد سے زیادہ) محبت کرنا
اندھا اور سرانجام دیتا ہے (کہ محبوب کی
برائی چشم و گوش میں نہیں آتی)

صاحب کلید کا قول غالیاً سید
الی قول قیامت ترمذی نے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور
اوس سے فرمایا لکھ۔ پس اب تک جو ہو نیوا
ہے اوسکی (کتابت کی) ساتھ وہ (قلم)
جاری ہو گیا ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث میں
صحیح غریباً اور در مشورہ میں حضرت
ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد
(ما ہو کائن الی لابید سے) و غیر
میں جو قیامت تک ہو نیوالی ہیں (پس
بد سے مرقیامت مونی، اور اس طرح
ابن عباس نے مرفوعاً روایت کیا ہے
جیسا کہ حاشیہ ترمذی میں علی قاری
سے منقول ہے۔

قوله شاور من في
المقاصد الحسنة
حديث شاور من
وخالفوا من لم اذ
مرفوعاً ولكن عند
العسكري من قول
عمر خالفوا النساء
فان في خلا فهن
البركة ام محصلاً
وفي القوائد المجمع
مرفوعاً ملك
الرجال حين اطاعة
النساء فان
في خلا فهن
البركة اخرج
الطبراني والحاكم وصححه
قوله مرفوعاً كاتبة في
في لباب النقول
في سورة الزعام منه
اخرج ابن جرير عن عكرمة
في قوله ومن قال
ما نزل الله ما نزل الله
قال نزلت في عبد الله بن

قول صاحب ثنوی۔ شاور من
مقاصد حسنة میں ہے کہ حدیث شاور من
وخالفوا من میں نے مرفوعاً نہیں دیکھی
لیکن عسکری کے نزدیک حضرت عمرؓ کا
قول ہے کہ عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ
انکی مخالفت میں برکت ہے ام محصلاً
اور خواف المجمعہ میں مرفوعاً ہے کہ مرد ہلاک
ہو جائیں گے جسوقت عورتوں کی اطاعت
کر لے لگیں گے کیونکہ ان کے خلاف
میں برکت ہے رعایت کیا اسکو طبرانی
اور حاکم نے ف مرفوعاً کہتا ہے کہ یہ جہاں
اکثر عورتوں کے اور اکثر عورتوں کے ہے
۳۵ وہ جس عورت میں فہم اور دین ہو اور اسکی
راسے دیکھو گے وہ مستحق ہے خود حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امور میں حضرت
ازواج مطہرات سے مشورہ لیکر عمل فرمایا۔
قول صاحب ثنوی۔ مرفوعاً
کاتب وحی ذیل باب النقول سورۃ تہ
ہے ابن جبیر سے مرید سے سنت
کے میں ہیں ومن قال ما نزل
مائل ما نزل الله عنك ہے۔ کہ
عکرمہ نے کہا یہ یہ بیت عبد بن ابی
صحیح کے باب میں مائل ہیں چنانچہ پر یہ

سبحانہ ثمراتہ صلی اللہ
علیہ وسلم مع عثمان ووجدہ
الاسلام يوم فتح مكة -
قول اللہ رحمہ سیکون
فی مشکوٰۃ مرفوۃ نقد
کان فیما قبلکم من الامم
محدثون فانیت فی امتی
احد فانہ عمرہ
منفوق علیہ۔

قوله صحیح مؤمن

حقاً یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی غزۃ تبوک
وقم الخلیفین نقصین
وانی انقل کلیتہما عن
الرحمۃ المہدۃ کت اب
ابن ہشام ویدف حجاز
عن محمد بن صالح
الانصارۃ فی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی
سنتہ وکتابہ وفتاویہ
ابن ہشام وکتابہ وفتاویہ
فی سنتہ وکتابہ وفتاویہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۶

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں حضرت عثمان کے ساتھ حاضر تھے
اور اسلام کی تجدید کی۔

صاحب کلید کا قول سیکون الخ
مشکوٰۃ میں مرفوۃ ہے تم سے پہلے امتوں میں
صاحب الام لوگ تھے سوا گو کوئی میری امت
میں ایسا ہوا اور ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ
یہ امت سب ان سے افضل ہے (تو عمرؓ بھی)
ضروری ہیں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔

قول صاحب مشکوٰۃ اصیحت مؤمن

حقاً یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی آخر القصة۔ صاحب تشریف کہتا ہے
کہ یہاں دو قصوں میں غلط واقع ہو گیا ہے
دریں دونوں کو درست مہدۃ کی کتاب
ابن ہشام سے ایک ایک نقل کرتا ہوں
سویک تصدیق ہے کہ محمد بن صالح انصاری
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے عوف بن مالک سے ملاقات
کی اور فرمایا۔ عوف بن مالک تم نے
کس حالت میں حبش کی واپسی کی اور تم نے
کہیں لے کر۔ میں یہ صبح کی کہ میں بچتے
مومن ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ کہ قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔

حقیقۃ

فی تینہ

فما حقيقة ذلك
قال يا رسول الله
اطلقت نفسي
من الدنيا
واسهرت ليلى
واظلمات
حواجر عكافى
انظر الى عرش
ربي وكافى انظر
الى اهل الجنة
يتزادرون
فيها وكافى انظر
الى اهل النار
يتضاغون
فقال رسول الله
صلى الله عليه
وسلم عرفت
اولقنت فالزم
رواه ابو بكر
ابن تيمية ولاخر
عن زين العابدين

اجس سے اس کی قیامت کا حق ہونا معلوم ہوتا ہے
سزا بخوار ہے، اس (قول) کی کیا حقیقت ہے
اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے
اپنے نفس کو دنیا سے آزاد کر دیا اور راتیں
جاگنے میں گزاریں اور وہ بیسیاس میں
گزر رہی دفائدا دوزخ مراد ہے کہ وہ ہمیں
دو پہر کو زیادہ بیاس لگتی ہے اور کثرت
استحضار عالم آخرت میری یہ حالت ہے
(کہ) گویا میں اپنے پروردگار کے عرش
دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھ
رہا ہوں کہ اس میں ہم ملاقات کر رہے ہیں
اور گویا اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ ہمیں
جمع جلا رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ واقعی تم نے حقیقت کو پہچان
لیا یہ فرمایا کہ واقعی تم کو حقیقت کی تعلیم
کی گئی (پس تمہارے دوسری بات حق ہے)
پس سی رہے رہتا، اور دوسرا قصہ یہ ہے
کہ یہ غیر سے روایت ہے کہ اور انہوں نے
عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مجھ کو خبر دیجئے
کہ اللہ تعالیٰ کی علامت الٰہی ایسے
شخص کے مصنف ہو سکے جو جاہل (یعنی اس)

قال يا رسول الله

لنخب في ماعلة

الله فيمن يريد

وما علامته

فيمن لا يريد

قال لي كيف أصبحت

يا زيد قدنت

أصبحت أحب

أخيراً أهله

إن قدرت عليه

بأدرك إليه

وإن فاستخرجت

وحننت إليه

قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم

فذلك علامة

من فيمن يريد

وإن فاستخرجت

وحننت إليه

قوله "شقي" بـ "لام" فـ "سبح"

في "بـ" "صغير" "صغير"

۳۸

محبت کریں) کیا اور کاسطرح) اللہ تعالیٰ کی
علامت ایسے شخص کے متعلق جبکو وہ چاہیں
کیا ہے اپنے مجھ سے (یعنی زید سے) فرمایا
اے زید تم نے کس حالت میں صبح کی میں نے
عوض کیا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ
آخر سے اور اہل غیر سے محبت رکھتا ہوں
(اور اگر اکسپر (غیر سے) قدرے پانا ہوں
تو اسکی طرف دوڑتا ہوں اور اگر وہ (یعنی غیر)
مجھ سے قوت ہو جاتی ہے تو اکسپر منوم
ہوتا ہوں اور اسکی طرف مشتاق ہوتا ہوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ
اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اس شخص کے متعلق
جبکو وہ چاہتے ہوں اور اگر نکلو اس کے
خلاف کے لیے چاہتے تو اس کے لیے
تکوتیار کرتے (یعنی ویسا ہی سامان کو دیتے)
روایت کیا اور کورزین نے وف ہیں
روایتیں شطر اول کے کتاب الریاء کے
اول میں اور آخر تم کے قریب میں قدرے
تفاوت سے گزر چکی ہیں۔

قول صاحب مشکوٰۃ الشقی "و اسکو
اہم سیوطی نے جامع صغیر میں طبرانی کی سنن

الطیباتی مرفوعاً بسند
 صحیح ما لفظ السعید
 سعد فی بطن امہ
 والشقی من شقی بطن امہ
 قوله ابیت عندی
 اعجم الفخاری عن
 ابی ہریرۃ عن
 النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم قال
 ایاکم والوصال
 مرتین قبل انک
 قواصل قال فی
 ابیت یعنی رہے
 وسیقینہ فاکلفوا
 من العمل ما تطیقون

قوله مدینۃ علم روی لما کم
 والطیباتی و ابو الشیمہ وغیرہم
 کلہم من حدیث ابی سعید
 الضریر عن الامام ع عن مجاہد
 عن ابن عباس عن مرفوعاً
 انما مدینۃ العلم وعلو باہما

بند صحیح ابن النافع سے مرفوعاً ورو کیا ہے
 کہ سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں
 سید ہو جائے اور اس طرح شقی وہ ہے
 جو اپنی ماں کے پیٹ میں شقی ہو جائے۔
 قول صاحب مثنوی ابیت عند
 دبی، امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے
 اور ترمذی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کیا ہے۔ اپنے فرمایا کہ (صوم) وصال
 اپنے کو بچانے دو بار فریاد عمن کیا گیا
 آپ تو (صوم میں) وصال فرماتے ہیں
 اپنے فرمایا میں تو اس حال میں راست
 گذارتا ہوں کہ میرا آپ تک کہ کھلا ملا دیتا
 (اسے) کھلوں طہری کہا نا چنانچہ ترک کر دینا مضر
 نہیں۔ ورنہ کھلوں ہوگا سو عمل کا تنہا ہی بار
 انشاء و جلی طاقت رکھتے ہو۔

قول صاحب مثنوی مدینہ علم ما کم اور
 صبرانی وروایت شیخ و غیرہم نے سب نے
 ابی سعید الضریر کی روایت سے کہ انہوں
 عشر سے۔ انہوں نے جو چاہتے انہوں نے
 اس حدیث سے مرفوعاً روایت کیا ہے
 کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے

درداڑہ ہیں سرچشمہ علم میں داخل ہو وہ
درداڑہ سے داخل ہوا کہ سند کی تفصیل
مقامد حسنہ میں ہے۔

قول من احب الله والبغض لله
کہ جو شخص اللہ ہی کیلئے محبت کرے اللہ ہی کے
لیئے بغض رکھے اللہ ہی کے لیے دے اللہ
ہی کے لیے دینے سے باقور کے اوس نے
ایمان کو کامل کر لیا اسکو ملازم سیوطی نے
جامع صغیر میں اپنی امامہ سے فرمایا ابو داؤد سے
اور ضیاء مقدسی کی روایت سے وارد کیا ہے
پہر اسکی تصحیح کی ہے۔

قول صاحب مشنوی لا یسم فینا نبی
مرسل الا صاحب تشرف کہتا ہے
کہ اس حدیث کی تحقیق شرط اول کتاب
بحائب القلوب کی پانچویں جہی حدیث
کے بعد گزر چکی ہے اور اس طرح مشنوی کی
بعض دوسری احادیث کی تحقیق بھی۔

فمن اتى العلم فليتبأ الباب
وتفصيل الاسناد في
المقامد الحسنة۔

قولہ من احب لله وبعض لله
حدیث من احب لله ولبغض
لله واعطى الله و منع الله
فقد استكمل الايمان
اوردة العلامة السیوطی
فی الجامع الصغیر عن ابی
امامة مرفوعاً بروایة ابی
داؤد وایضاً المقدسی ثم صححه

قولہ لا یسم فینا نبی مرسل
قال صاحب التشرف من
تحقیق الحدیث فی شرط الاول
کتاب بحائب القلوب منه
بعد خمسة احادیث اوستة
وکن لک تحقیق بعض اخر من اثنا
(النسوی)

تخریج بعض روایات الطبرانی دہ فی الدفتر الساس من المثنوی المعنوی او شرح کلید من نفس کلید

قول الشارح حدیث علماء امتی
کانبیاء بنی اسرائیل قلت انه
وان لم یبق لفظاً لکنہ مصحح معنی
کا حقیقہ فی المقاصد الحسنہ

قول الشارح حدیث

قال الله تعالى

اعطيهم من علمي على

روى البيهقي عن

ام الدرداء في

فضل هذه

الامة قال رسول

الله صلى الله

عليه وسلم عن الله

تبارك وتعالى قال

يا عيسى اني باعث من

بعدك امة اذا اصنام

ما يمجون حمد والله

وان اصابعهم

صاحب کلید کا قول۔ حدیث علماء امتی

کانبیاء بنی اسرائیل میں کہتا ہوں کہ یہ

حدیث کو لفظاً منقول نہیں لیکن معنی

صحیح ہے جیسے کہ مقدمہ میں بتاتے ہیں کہ صاحب

صاحب کلید کا قول۔ حدیث قال الله

تعالیٰ اعطیہم من علمي علی

کی فضیلت میں ام الدرداء رضی عنہا سے روایت

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

سے ارشاد فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تمہارے

بعد ایک ایسی امت قائم کر دوں گا کہ

جب انکو کوئی محبوب حالت پیش آدگی

وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور اگر انکو

کوئی ناگوار حالت پیش آوے گی تو وہ

اوپر سے ثواب کی امید رکھیں گے اور صبر

کریں گے حالانکہ انہیں نہ علم ہوگا نہ عقل

ہوگی اور انہوں نے عرض کیا اے رب

یہ بات انکو کیسے میسر ہوگی حالانکہ انہیں

معنی صحیح ہے
جیسے کہ مقدمہ میں
بتاتے ہیں کہ صاحب

ما یکرهون احتسبوا
و صبروا و الاحله
ولا عقل فغال
یا رب کیف یکون
ما الهم ولا حله
ولا عقل فغال
اعطیهم من حلمی
و علی بن فی لما نکتة

قول الشارح حدیث ان محمد
کل تقی 'ورده فی جامع الصغیر
ان خیر المؤمن کثیر الخصال من الخیر فی
قوله یجاءد کثیر یوزین شاکر
الی حدیث

یجاءد مصر
مر هبذ راسب
سجود
نخبر فی کبر
ک

و تش
مور

علم ہو گا نہ عقل ہو گی ارشاد ہو گا کہ میں تو کو
اپنے علم اور علم میں سے دیدوں گا اس طرح
ہے مشکوٰۃ میں ف یعنی ان کے علم علم
ضعیف سے کام لینے میں کتاب کا حصہ
کم ہو گا وہب کا حصہ زیادہ ہو گا دوسری
امتوں میں اس کا عکس ہے یہ وجہ ہے
تخصیص کی ورنہ جس میں علم و علم ہوا ہے
وہ عطائے حق ہی ہے۔

قول صاحب کلید حدیث آل محمد
کل تقی اسکو جامع صغیر میں لیا ہے
واریا ہے اور کنز العمال میں طبری
قول مشہور ہے یجاءد کثیر یوزین
شہ ہے اوس حدیث کی طرف کہ میں
جن ہر مہر جس طرف سے پاتا ہوں اور
میں کیا عرف اشارہ فرمایا اسکو طبری
سے روایت کیا اسی طرح ہے کثیر اعمال
رج ہنشا میں ف اس حدیث کے
معنی میں شہراؤں میں کتاب الصلوٰۃ
تہذیب چلی ہے

تہذیب چلی ہے

اشارۃ الی الحدیث المرفوع

ان الله خلق خلقه

فی ظلمۃ فالق حلیم

من نوره فمن اصحابہ

من ذلک النور اهتدوا

ومن اخطأ ضل سوا

احمد والترمذی

کذا فی المشکوۃ

قولہ نے نبی سر موجود محمدہ الخ

اشارۃ الی الحدیث المرفوع

وبعضہ السجۃ شجرۃ فی

الجنة فمن کان متخیا امر

بغصن منها فلو یترکہ

الغصن حتی یدخل الجنة

والشجر شجرۃ فی النار

فمن کان متخیا اخذ

بغصن منها

فلم یتربح

بغصن حق

یدخل النار

یروۃ الترمذی فی

یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی طرف

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلمت میں

پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا جو جگہوں میں

سے کچھ پہنچ گیا وہ ہدایت پاوے گا

اور جگہوں کو نہیں پہنچا وہ گمراہ ہو گا۔

روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے

اسی میں ہے مشکوۃ میں ف یہ پہنچنا

یہ پہنچنا اضدادی شیخ ترمذی کا اختیار کیا

قول صاحب مشنوی نے نبی فرمود جو درخت

یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی

خبر اور ان کے اندر یہ میر کائنات

ست سے جنت میں۔ جو شخص

کئی دن رہے وہ اس درخت کی یکشنبہ

کو پلے ہوئے ہے وہ شایع اس کو

نہ چوڑے گی جب تک کہ دیکھتے ہیں

وہ کل نہ ہو گی۔ درخت ہے

درخت میں جو شجر بن گیا ہے۔ یہ

درخت کی ایک شجر کو پلے ہوئے ہو

وہ شجر دیکھ نہ چوڑے گا جب تک

نہ ہو درخت میں۔ یہ درخت ہے

یہ درخت ہے جس میں شجر بن گیا ہے۔ یہ

شعب الایمان کن فی المشکوۃ

قول الشارح

فی الرمل

حدیث مسلم

المرفوع کان

نبی من الانبیاء

یخط فہن

و فوق خطہ

فذاک

کذا فی المشکوۃ

قولہ مصطفیٰ فرمودہ انی قولہ

سرنا یا صبی فی المقاصد

الحسنۃ صفا فی تحقیق حدیث

ما من نبی نبی الا بعدہ لا رابعین

قال ابن الجوزی موضوع

قول الشارح لو تعلمن ما اعلم

فی اعشیمۃ عن جامعہ تصفی

قال صلی اللہ علیہ وسلم

لو تعلمون ما اعلمت لفرحتم و فرحتم

بعد الموت و لکنتم صفا

عن ابن الجوزی

اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

صاحب کلید کا قول۔ دربارہ رمل کے

مسلم کی مرفوع حدیث ہے کہ انبیاء میں

ایک نبی تھے جو خطوط بنایا کرتے تھے (جیسے

رمل میں خطوط ہوتے ہیں) جو خط (رمل)

اولی (کے خط) کے موافق ہو ٹیکسٹ (اور

جو خط موافق ہونا معلوم نہ ہو وہ ممنوع ہے اور

چونکہ کوئی سند صحیح موجود نہیں اس لئے

موافقت ثابت نہیں کئے جواز ہی نہیں)

اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

قول صاحب سنوی مصطفیٰ فرمودہ انی قولہ

برنا یا صبی متا صدمہ میں ہوا اس حدیث

کی تحقیق میں کہ کوئی نبی پالیس برس کی عمر

سے کم میں نبی نہیں بنائے گئے

ابن الجوزی نے اسکو موضوع کہا ہے۔

صاحب کلید کا قول ماسیمہ میں

جامع صغیر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اقامت

تکلو بعد موت کے پیش آنے والے ہیں اگر

تکلو انکی پوری خبر ہو جاوے تو کبھی کہا نا

غیرت سے نہ کہاؤ (اور غیبت غیبت نہ کیا نا اور غیبت

ولا دخلتم بیتا تستظلمون بہ
ونسرتم فی الصعدات
تکدمون صدراکم ویسکون
علی انفسکم رواہ ابن عبد البر
ابی الدرداء کذا فی المنہج نقوی
قوله لا یجوز فی البیع ان
لا یخبر عیونک اشارة
الی الحدیث قال رجل
للسی صلی اللہ علیہ وسلم
انی اخذت فی البیوع
فقتل اذا بایعت فقتل
لا خلافہ ولی اخیار ثلثة
ایام من فی الہدایہ
اخرجه النعمان موصیہ
فجمع سورۃ صلی اللہ علیہ
وسلم فیہ
فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لا خلافہ
واخرجه شافعی والبیہقی
وہن صاحبہ
الحدیث والبیہقی

اور کسی گہم میں سایہ ڈھونڈنے کے لئے دخل
جو امر مشکل کی طرف نکل جاؤ اپنے سینے کو فتح
ہوئے اور اپنی جانوں پر (یعنی حالت پر)
رویا کرو رعایت کیا اسکو بہن مساکرے
ابو الدرداء کے اسے پہنچا ہے منہج قوی میں
قول صاحب منہج لا یجوز فی البیع
ان لا یخبر عیونک شامہ ہے حدیث کی
طرف کیا شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا میں بیع میں ہو کا کیا ہوا ہوں پھر
بعد میں پتا ہوا آپ نے فرمایا جب بیع
کیا کرو یوں کہدیا کرو کہ دہو کہ کی باتیں
مجھ کو تم میں تک اختیار ہے (خواہ بیع کو یا
رکھوں خواہ فسخ کروں) اس طرح ہے ہر ایسے
اور کہنے کے مضمون روایت کیا ہے
اور اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا
یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بیع کرو کہ دہو کہ
کہدیا کرو کہ دہو کہ کی بات نہیں اور روایت
یہ ہے کہ نبی نے فرمایا
— — — — —

الرواة لابن حجر ۲۴۹

قولہ نوہ عالم

کسور الحقائق

للمنادے

عن انعمی

نور العالم

عبادۃ

و نفسہ

تسبیح

ج ۱ ط ۱

قولہ ناردوزخ الم فی حدیث

البحاری مختص

المؤمنون من النار

فیما سئل علی دغرة

الوقایع و غیرہ

و دعاؤن لم یمنی بسنة

بعنة و انما فی عالمہ

اوامہ معظما لک فی اللہ

لا یجذبہ بآلة رقبہ و قد

انقرن اوادق شرہ

انسنہ و ہذا فی حدیث

۳۴

اسی طرح ہے ابن حجر کے نصب الراية میں

قول صاحب شغونی۔ قوم عالم الم سادہ

کے کنوز الحقائق میں غریبی سے منقول ہے

کعالم کاسرنا جاد و تنجہ اباہن کاسرنا لیس سنج

ہے۔ ف عالم سے مراد مفسد ہے چونکہ اس کی

نیت ہمتا میں بھی یں ہی کی ہوتی ہے

اسلئے اس کا اوم پر بھی طاعنا کے لئے

اس کو ماضی میں اس کے من اللہ است

ہو نہ کہ مستو نہ رہتا ہے جو حقائق سے ہر شکری

اسلئے اس پر ہی شریعت کے قیام کا ہے

قول صاحب شغونی۔ سیر فی الجبل کشیدہ

بادشاہ فیضیہ وادخانہ۔ زمرہ حوزہ نشر

نشریات انارکا باہن مغربہ کا نیست

و بعد خبر سے ناشر ملے۔ ہرگز و لہ

و جبریت۔ بنائی کس حدت میں ہے

کمزورین۔ زخم سے رہائی پائی۔ ایسے پیش پر

رو کی پیش پر۔ مہمان ملک و ن چلا گیا

سب کھینچتے ہیں اور پاک کر لے جا دیں گے

و سوقت میں کجست میں و ضل ہوئی

ہرگز و ہرگز سے گئی اور مرقات میں

نہرہ۔ ہرگز و زاریت ہو تو قرآن میں کہ گویا

شرائیت فی شرح الاحیاء
 للزبیدی بروایت المحکم
 القرمزی فی نوادر
 الاصول وین وایة
 اصام الرازی کلمة
 فوائده عن ابی امامة
 مدفوعاً ان الله
 لا یعذب قلباً وعی
 القرآن ۳۷ و ۳۸
 المتفق علیہ وحرر
 الله تعالى علی النار
 ان تأکل اثر السجود
 فکل ان اثر السجود
 اثر السجود

قولہ حدیث الصدق

صلواتہ علیہ والکذریة
 فی الحاشیة ما تقریبه
 عن الزمذنی محمد بن
 وحسہ الترمذی وجمہ

قولہ حدیث جزیامؤمن فان فوره
 اطفأ ناری اورده فی المقاصد

اللہ تعالیٰ اپنے قلب کو دوزخ کا عذاب
 دیں گے جس نے قرآن مجید کو یاد کیا ہوگا۔
 روایت کیا اسکو شرح مسند میں اور یہ حکم
 مرفوع ہے پہر میں نے زبیدی کی شرح اچھا
 میں سیکر ترمذی کی روایت جو نوادر الاصول
 میں لکھی ہے اور امام مازنی کی روایت
 جہان کے قوانین میں ہے ابوامامہ سے
 مرفوعاً دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قلب
 عذاب نہیں دیں گے جس نے قرآن یاد کیا
 ہوگا اور بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے
 کہ اللہ تعالیٰ نے نار پر سجات کو حرام
 کیا ہے کہ وہ عہدہ کے اثر کو کھا دے پس
 آدمی کے تمام بدن کو آگ کھائے گی۔
 بحسن اثر مجہد کے۔

قولہ مشنوی۔ حدیث الصدق

صلواتہ علیہ والکذریة ما تقریبه
 ہے کہ حدیث ترمذی اور احمد ابی
 سے روایت کی گئی ہے اور ترمذی نے
 اسکی تحسین کی اور حاکم نے اسکی تصحیح کی

قول صاحب مشنوی حدیث جزی
 یا مؤمن فان فوره اطفأ ناری ہوکو

الحسنة باب التاء مرفوعاً
 بلفظ تقول التاء والتمن من
 يوم القيامة جزياً ممن فقد
 اطفأ نوراً لم يورثه الكبر للفقراء
 وكامل ابن عبد بنو ادراكه صل
 للحكماء الذم في احد الرواة
 فيه منصوب بن حار قال فيه
 بعضهم انه ليس بالحق وقال
 بعضهم منكر الحديث قال بعضهم
 في الحديث ارجوان يكون
 صحيحاً مخلصاً بمعناه
قول المصنف حديث اؤد
 في المقام الحسنه
 عن الخطيب وجعفر
 السراج وابن
 مردبان والديلمي و
 الطبراني والحراني
 والبيهقي من تضعيف
 عيسى بن محمد
 تبع الطرق
 ولفظه

۳۸

مقام حسنہ باب التاء میں مرفوعاً کبیر طبرانی
 سے اور کامل ابن عدی سے اور نوادراصل
 حکیم ترمذی سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا
 کہ دفع مومن سے قیامت کے روز کہے گی کہ
 اے مومن (جلدی سے) گدجا تیرا نور میر
 شعلہ کو بجھائے دیتا ہے اور اس میں ایک
 راوی منصور بن عمار ہے اس کے باب میں
 بعض نے کہا ہے کہ قوی نہیں اور بعض نے
 منکر الحدیث کہا ہے اور بعض نے اس پیش
 کے بار میں یہ کہا ہے کہ مجھ کو میدہے کہ
 صحیح ہوگی یہ اس کا خلاصہ مضمون ہے
قول صاحب کلید حدیث اور مقاصد
 حسنہ بن خطیب اور جعفر سراج سے اور
 ابن مردبان سے اور دیلمی سے اور طبرانی
 سے اور السراج ابن عقیق سے مع ایسی
 تضعیف کے جو تعدد طرق سے منجسہ
 ہو سکتی ہے اس کو وارد کیا ہے اور اس کے
 یہ الفاظ ہیں جو شخص عاشق ہو جاوے
 پر عقیقت رہے (کہ کوئی فعل خلاف شرع
 نہ کرے حتیٰ کہ معشوق کا تصور تک قصداً
 نہ کرے اور اس کی بات چیت کرنا یا اس کو

(باقی آتی ہے) دیکھنا تو بڑی بات ہے)

من عشق ففقد
فكتم صغير ففقد
فهو شمس
قوله دين عبا نزا
گزید اشاره الی
الروایة المشهورة
عليكم بدین
الجماعیة
لفظه في المقاصد
الحسنة واشت
معناه مما
عند الدایلی
من حدیث محمد
بن عبد الرحمن
بن البیلابی
عن ابيه عن
ابن عمر مرفوعاً
ان كان آخر
الزمان واختلف
الاهواء فعليكم
بدین اهل

اور (عشق کو) پوشیدہ رکھے (اک مشرق
بنام نہ ہو)؛ اور (فریق پر) جس سر پہ
مہ جاوے۔۔۔ وہ شمسِ مہتاب ہے
قول صاحبِ ثنائی: دینِ مجاہدِ رگزید
اشارہ ہے روایتِ مشورہ کی طرف
کہ تم بڑھئیوں کے وین کو نہ مچکڑو۔
مقامِ حسد میں انا افظا کی توفیق کی ہے
مگر اس مضمون کو، جس حدیث سے
ثابت مانا ہے جو دینی کے نزدیک
محمد بن عبد الرحمن بن بسینانی کی نسبت
سے ہے وہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں وہ ابنِ عمر سے
مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب
آخری زمانہ ہو گا اور اہل اور مختلف پیدا
ہو جاویں تو اس وقت دیہاتوں
اور عورتوں کا دین اختیار کج ہو۔
(یعنی دین میں سادگی اختیار
کرنا بہت ترقیق سے کام
مست یسنا کہ اس سے
شبہات پیدا ہوتے
ہیں اور

البادیۃ
والنساء وابن
البیہقی
ضعیف جدا
وعند رزین
لعمر بن الخطاطب
ثوکر علی
الواضحہ لیلہا
کنہا رہا کو نو
علی دین
الاعراب
والعلماء
الکتاب طحطا

۵۰

ابن ابیہالی بہ ضعیف کا احادیث کے نزدیک صحیح
عمر کی روایت کا کہ تم لوگ بہت فتنہ پرور
گئے جو کہ انکی رات بھی شل اور کھنکھ ہے (یعنی کھنکھ)
کوئی خبر داتا رہیں (تم لوگ یہاں تلوں کے اور
لوگوں کے مصلو کیوں پر رہنا کہ یہ لوگ
چون چسپا نہیں کرتے چنانچہ دیہاتوں
کا حال تو طاہر ہے اور لوگوں سے
مراد کم عمر لڑکے جو عاۃ کم علم ہوتے
ہیں اور حدیثوں سے مراد ایسے لوگوں
کے مسلم جنکو میا بھی کہتے ہیں ان
سب کی عدم تدریق میں ایک ہی
شان ہے (تخریج روایات و فقر
سادس مشنوی و کلید ختم ہوئی۔

ضمیمہ ۱ فی تحقیق بعض الروایات المتفرقة المذکورہ فی رسائل القو

حدیث لولا
لما خلقت
الافلاک
فلا یوجد
هذا اللفظ ومعنا

حدیث لولا انما خلقت الافلاک
میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ان الفاظ
سے نہیں ملی مگر اس کا مضمون اوس
حدیث سے ثابت ہے جس کو
دینی نے مسند الفردوس میں

ثابت ہمارا والد علی
فی مسئلہ الفردو
عن ابن عباس عن
یقول اللہ عز و
وجلانی لولا
لما خلقت الدنیا
ولولا لما خلقت
الجنة واورده فی
المواہب عزالی
ابن طغر بایلفظ
لولا ما خلقتک
خطاباً لادم علیہ
السنة واخلقت
سماء الارض اذنا
قال العزیز عن
المکرم بالکتوبات
الجذیة فی حاشیة
الحصة الثانية
من الدرر الاول
حدیث من کثر
سواد قوم فهو منهم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قسم
ہے اپنی قدرت اور جلال کی
(اے محمد) اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا
کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے
میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اس
حدیث کو مواہب میں ابن طغر بک
کی طرف منسوب کر کے اس لفظ
سے وارد کیا ہے کہ اگر وہ (یعنی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں
تکلیف ہی پیدا نہ کرتا یہ آدم علیہ السلام
سے خطاب کیا گیا۔ اور نہ آسمان
کو پیدا کرتا اور زمین کو پیدا کرتا۔
اسی طرح کہا ہے علامہ محمد مراد
کلی نے مکتوبات مجتبیہ کی عربی
میں نمبر اول کے حصہ ثانیہ کے حاشیہ
میں اور اس سے زیادہ میرے
رسالہ طالع و طالع
میں ہے۔

حدیث۔ من کثر سواد قوم فهو منهم
یعنی جو شخص کسی قوم کے مجسم کو

قال العلامة محمد

فراد المذکور اتفاقاً

حاشیۃ الکتاب

المذکور ورواہ ابو یعلیٰ

عن عبد اللہ بن مسعود

مرفوعاً بزيادة من

وصی عمل قوم کان

شریک من حل بہ

حدیث یحتمل بہ

الشبهة ومن حد

حدوهم من الضم

اہل الریاء فی منہم

مثالی القبول من علی

امیر المؤمنین من حد

قبل او مثل من حد

عن الاسلام ورواہ

فی من لا یحضر الفقیہ

باب النوادر کذا

فی سאלۃ النجم

بالذور الحدید

مجلد ۳ ص ۳

مجلد ۳ ص ۳

پڑھائے دعائی ہی میں سے ہے علامہ محمد فراد
نے جن کا اہی ذکر جو کتاب مذکور کے حاشیہ
میں کہا ہے کہ روایت کیا اسکو ابو یعلیٰ نے
بعد اللہ بن مسعود سے مرفوعاً اس زیادت
کیساتھ اور وہ زیادت یہ ہے کہ (جو شخص
کسی قوم کے عمل سے رہی جو تباہی وہ بھی
اس کا شریک ہوتا ہے جو اس پر
عمل کرتا ہے۔

حدیث جس سے شیعوں پر اور
جو صوفیہ اہل رسوم میں سے
قبروں کی نقالیں بناتے ہیں اوں کے
طریقہ پر چلتا ہوا ہے صوفیہ
پر احتجاج کیا جا سکتا ہے حضرت
امیر المؤمنین علی رضی سے روایت
ہے کہ جس نے کوئی قبر ایجاد
کری یا کوئی نعل بنالی
اس میں صنوبری قبر اور تعزیر و
ضریح وغیرہ سب آگئے (وہ اسلام
سے خارج ہو گیا اسکو من لا یحضرہ
الفقیہ کے باب النوادر میں وارد کیا ہوا ہے
رسالہ النجم دور جدید جلد ۳ ص ۳ میں۔

تخریج بعض الروایا من المقاصد
الحسنة مع التلخیص علی
ترتیب الحروف الہجائیة

حلیث ایتہ من کتابہ
اللہ خیر من محمد والہ
لما قف علیہ واورد
الطبرانی من حدیث
ابن مسعود موقوفاً
کل ایتہ فی کتاب اللہ
خیر مما فی السماء
والارض ام

وقلت فی الخویش
نوع من التعرض
بمسألة تفاضل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
والقرآن فالتصریح
غیر ثابت والثابت
غیر صریح ونظراً
الی الکلمات حصل
فہ ثلثة اقوال
الاول فضل القرآن

مقاصد حسنکی روایات کی تلخیص کی
تخریج بحروف ہجاء کی ترتیب پر

حدیث کتاب اللہ کی ایک آیت محمد اور
آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے افضل ہے
میں اس حدیث پر مطلع نہیں ہوا اور میرا فی نے
ابن مسعود کی روایت سے موقوفاً وارد کیا ہے
کہ کتاب اللہ کی ہر آیت ان تمام چیزوں سے
افضل ہے جو آسمان و زمین میں موجود ہیں
ف میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ان میں مسئلہ
سے گونہ تعرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن میں کون افضل ہے جس روایت
کی دلالت اسپر صریح ہے وہ ثوابت
نہیں اور جو ثابت ہے اسکی دلالت
عموم سے ہے ہمیں بدلیل احتمال تلخیص کا
بھی ہے اب بدلیل میں وجود عدم دونوں کا
احتمال ہے اسلئے مسئلہ مختلف قیہ ہے جس
تین قول ہیں۔

(۱) افضلیت قرآن کی مطلقاً (۲) فضلیت
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقاً
(۳) اخذیل اس طرح کہ کلام کے دو مرتبے ہیں

۱۲۸۵ھ
ذیقعدہ ماہ
۱۲۸۵ھ

والشافی فضل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
والثالث التفصیل
بان الکلام النفسی
افضل منه لکونہ
صفة اہلیتہ و
افضلہا علی الخلق
ظاہر و هو افضل من
الکلام اللفظی لکونہ
مخلوقاً و افضلہ علی
المخلوقات ظاہر للسئلۃ
ذات نموض و قد مر و انک
علی ای قول کان
غیر و انعم فالوقوف
اسلم و ابعث عن الجأفة
و قد قال اللہ تعالیٰ
ولا تفق ما لیس لک
ب علم و قد مر فی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من
الخوض فی مسئلہ
العد لکن العلة بعینہا

۵۴

نفسی اور نفسی۔ اول آپ کے افضل ہے کیونکہ
صفات الیہ میں سے ہے اور موجود غیر مخلوق
افضل ہے مخلوق سے اور شافی سے آپ افضل
ہیں کیونکہ وہ مخلوق ہے اور حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں ایک
بار میں نے ناز طالب علمی میں اس مسئلہ کو امام
فی حدیث میں پیش کیا تینوں جواب حاصل ہوئے
فلاول من مولانا الشنگوی والثانی من مولانا
محمد یعقوب والثالث من مولانا سید احمد
المدنی اور ان جوابوں کے بعد حضرت
شنگوی اتفاق سے کمرہ دیوبند میں تشریف
لائے پھر کسی طالب علم نے پوچھ دیا مولانا
وخط میں ایسے سوایت پر کیا فرمایا اور حقیقت
بر سبب تحقق و احوط و اسلم ہی ہے کہ
بلاضر و رشتہ کوئی سوائے کیا جاوے خصوصاً
ہے بزرگ اس ضمن بحث کرتا صفات الیہ
تاکہ راجع ہووے اور وہ بھی دلائل تحفینہ
و لقیہ سے جنس علمی کا احتمال بہت قریب
ہو آیت ما لیس لک بہ علم عرنا اور
حدیث نبی عن الخوض فی مسئلہ القدر
خصوصاً ایسے مباحث سے ناہی ہے۔

حل بیث الابدال لہ
طریق عن انس مرفوعاً
بالفاظ مختلفہ کما مضیۃ
نحو قال بعد ما ساق
الاسانید بحسن ما تقدم
لاحمد من حدیث شریح
یعنی ابن عسید قال ذکر
اہل الشام عند علی وھو
بالعراق فقالوا انھم یا
امیر المؤمنین قال لا انی
سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لا بدال لیکون
بالشام وھم اربعین رجلاً
یسبقھم القبط وینصہم
علی الاعمال ویضرب عن اہل الشام
بھم العذاب رجلاً من روات
الصحیح الا شریح او حواشی
وفد ہم مہر ہوقد مر من
علی شمر رجح السخا وے
وقفت علی علی راف
واللہ اھل

ترجمہ ابدال کی حدیث کے باطن مختلفہ
حضرت انس سے مرفوعاً کئی طریق ہیں اور
سب ضعیف ہیں پھر ان اسانید کو میان کو کے
یہ کہا ہے کہ ان سب مذکورہ سابق سے حسن
وہ طریق ہے جو امام احمد کے نزدیک شریح
ابن عسید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت
علی کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا اور حضرت
علی خواتین میں تھے لوگوں نے عرض کیا
کہ اوپر لعنت کیجئے اسے امیر المؤمنین انہوں
نے فرمایا نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابدال شام
میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس شخص ہیں ان کی
سوا کسی ہوتی ہے اور ان کی برکت اور اس کا اتمام کیا جاتا
ہو اور ان کی برکت اس شام سے ظاہر کیا جاتا
ہے ام اور اس حدیث کے روات صحیح کے
روایت سے ہیں بجز شریح کے مگر وہ بھی تقدیر
اور ان کا سماع ان حضرات کی ہی ثابت ہے
جو حضرت علی سے ہی قدیم تر ہیں اس لیے
حضرت علی سے انکا سماع مستبعد نہیں
پھر سخاوی نے اس حدیث کے حضرت علی
پر موقوف ہونے کو ترجیح دی۔

ف وهو اصل ما اشتق في القوم
من القول بالابتناء كقولهم اربعين
وكولهم اصحاب كرامات من نزول
الغيث الانتصار من الاعداء
وصرف العذاب بهم لكن الحديث
ساكت عن بعض تصرفاتهم على
الارض والطيور على الهواء و
۲ مثلها وغير ذلك لها
والتواتر مثبت لها فلا
تنكر

۵۶
حديث ابغض الحلال الى الله
الطلاق ابو داود في
سننه عن محمد بن يونس عن
معرف بن واصل عن عمار
ابن دثار رفعه بلفظ ما احل
الله شيئاً ابغض اليه من
الطلاق - وهذا امر سل
ف السرفيه ان بعض
الاشياء خير معصية
لكنه مشابه للمعصية

تسبیح

ف یہ حدیث اصل ہے اس قول کی جو
صوفیہ میں مشہور ہے یعنی ابدال کا ہونا اور
الحکا چالیس ہونا اور ان کا صاحب کرامات
ہونا جیسے انکی برکت ہارٹش کا ہونا۔ اور
وہمنوں کا دفع ہونا اور عذاب کا ٹل جانا
البتہ حدیث ان کے اور تصرفات کے ساکت
ہے جیسے علی ارض اور ہوا پر اثرنا وغیرہ وغیرہ
لیکن حدیث اسکی نفی ہی نہیں کرتی۔ اور
تواتر و اوقات کا اسکا اثبات کرتا ہوا ہے
ان تصرفات کا یہی انکار دیکھا جاوے گا۔

ترجمہ حدیث حلال چیزوں میں سے
سب سے زیادہ ناپسند اللہ تعالیٰ کے نزدیک
طلاق ہے روایت کیا اسکو ابو داود نے
اپنی سنن میں احمد بن یونس سے اور نہی
معرف بن واصل سے انہوں نے عمار
ابن دثار سے اور انہوں نے اسکو ان الفاظ کے
مرفوع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی چیز
کو حلال نہیں کیا جو اس کے نزدیک طلاق
سے زیادہ ناپسند ہوا و یہ مرسل ہے ف
رازا میں یہ ہے کہ بعض اشیاء معصیت تو
نہیں ہوتیں لیکن مشابہ معصیت کہتی ہیں۔

فبالنظر الی کونہ غیر معصیت یکلون مباحا
وبالنظر الی کونہ مشابہا بالمعصیۃ یکلون
مبغوضا لان المشابہۃ یقتضی هذا
البغض والطلاق كذلك وكونها
غیر معصیۃ ظاهرا ما كونها مشابہا
بالمعصیۃ فلان صورۃ صورۃ
الظلم من الاید اموالا ضرار
والایحاش لکنہ لیس بظلم
لان قصدہ امتناع نفسه
عن الضرر لا یقاع غیرہ فی
الضرر ومن ثم تری ان المشابہۃ
یمنعون اتباعهم عن کثیر
من المباحات التي شأها هذا
كشغل الرابطة الذی صورۃ
صوب مقصودیه الحق عند المشاف
التي یوشک ان توفع فی الشراء
حل بیث اختلاف امتی رحمة
الپیامتی فی المدحل من
حدیث سلیمان بن ابی
کریمۃ عن جویدر عن الغضائ
عن ابن عجب س قال قال

سومعیت ہونے کی بنا پر تو وہ مباح
ہوتی ہیں اور شاہ معصیت ہونے کے سبب
وہ مبغوض ہوتی ہیں کیونکہ یہ مشابہت بخیریت
کو مقتضی ہے اور طلاق ایسی ہی چیز ہے چنانچہ
اس کا معصیت نہ ہونا تو ظاہر ہے باقی مشابہ
معصیت ہونا وہ اسلئے ہے کہ اسکی صورت
ظلم کی صورت ہے یعنی ایذا و ضرر دینا
لیکن ظلم نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد اپنے
کو ظلم سے بچنا ہے نہ کہ دوسرے کو ضرر
میں واقع کرنا اور اسی مقام سے تم مشابہت کو
دیکھتے ہو کہ اپنے تابعین کو بہت سیے بھاتا
سے روکتے ہیں جن کی ایسی ہی شان ہے
جیسے مثل راہد ہے بلکہ صورت شاعل کے
تذریک خلق کے مقصود (بالذات) ہونکی
سی صورت ہے جو بعید نہیں کہ کسی شاعل
کو شرک میں واقع ہوئے

۵۷

ترجمہ حدیث سیری است کہ اختلاف
رحنہ ہے اسکو بہت ہی نے مدخل میں سلیمان
بن کریمہ کی روایت سے نقل کیا ہے وہ
جو میر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ضحاک
سے اور وہ بن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مہما اوتیکم من کتاب اللہ
 فالعمل بہ لا عن رلاحد
 فی ترکہ فان لم یکن فی
 کتاب اللہ فیسنة منی
 ماضیة فان لم تکن
 سنة منی فما قال اصحابی
 ان اصحابی بمنزلة البقوم
 فی السماء فایما اخذتم
 بہ اھتد یتم وختلاف
 اصحابی لکم رحمة ومن ہذا
 الوجه اخرجہ الطبرانی
 والدیلمی فی مسندہ یلفظہ
 سواء وجوبہ بضعہ جمل
 واصحابہ عن ابن عباس
 منقطع **ف** وکن لک اختلا
 مسألتک للشائم کلہا رحمتہ
 والا مرفیہ او مع من یختل
 مذکور فی الحدیث لا کھما
 لم یختلف حلا
 ورحمة

۵۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 تمکو جو حکم کتاب اللہ سے ملا ہے اسکو
 ترک کرنے میں تو کسی کے پاس کوئی عذر نہ
 نہیں اور اگر وہ حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو
 میری سنت پر عمل کرنا چاہیے (جو وہ کتاب
 نبوت کے ہاقد ہو) کتاب اللہ میں یہ قید
 نہ لگانا اسوجہ سے ہے کہ اس کا ثبوت تو
 بنا برتو اثر قطعی ہے) اور اگر میری سنت ہی نہ
 ہو جو میرے اصحاب کو نقل ہوں (اوں پر عمل کیا
 جائے) کیونکہ پیر و ما پیر ہیں جو آسمان میں ستارے
 ہیں کبھی بیلوگے و فابالوگے اور پیر و ما پیر
 ہمارے کو رحمت ہے اور اسی طریق سے اسکو
 طبرانی نے روایت کیا ہے اور دیلمی نے
 بھی اپنی سند میں برابر اوسے کے لفظ
 اور جو میر (راوی) بہت ضعیف ہے
 اور حاکم (کی روایت) ابن عباس سے
 منقطع ہے **ف** یہی حالت ہے
 اختلاف مسائل شیوخ کی کہ وہ بھی رحمت
 ہے اس میں اس اختلاف مذکور حدیث
 سے ہی زیادہ وسیع ہے کیونکہ مشائخ
 میں طلال و حلال کا اختلاف نہیں اور

واهل الفتاوی مختلفون فی
 الحل والحرمۃ والسر فی کون هذا
 الاختلاف رحمة ان الاستعداد
 مختلفۃ فمن رجل یتستفید من مسلک
 وآخر یتستفید من آخر کما ان السر
 فی کون اختلاف اهل الفتاوی
 رحمة توسعة لا مر علی الامۃ
 حل یش ادبی
 دبی فاحسن تادیبی
 العسکری فی
 الامثال
 من جهة السدی
 عن ابی عمارۃ عن علی
 بعد ما ساق القصة
 قال فقلنا یا بنی الله
 نحن بنو اب واحد
 ونشأنا فی بلد واحد
 وانک لتکلم العرب
 بلسان لا نفهم
 اکثره فقال ان الله
 عز وجل

اہل فتاوی کا ایسی ہی اختلاف ہے۔ اور
 اختلاف مشلخ کے رحمت ہونیکا مادیہ ہو
 کہ (طالین کی استعدادیں مختلف ہیں
 پس ایک شخص ایک مسلک سے مستفید
 ہوتا ہے دوسرا دوسرے جیسا کہ اہل
 فتاوی کے اختلاف کے رحمت ہونیکا
 یہ راز ہے کہ امت پر وسعت ہو جائے
 ترجمہ حدیث مجملہ اللہ تعالیٰ نے ادب
 سکھایا سو خوب ادب سکھایا اسکو
 عسکری نے امثال میں سدی کے طریق
 سے نقل کیا ہے انہوں نے ابو عمارہ سے
 انہوں نے حضرت علی سے ایک قصہ کے
 وارہ کرنے کے بعد روایت کیا ہے کہ حضرت
 علی فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول
 ہم سب (یعنی آپ اور ہم) ایک ہی دادا
 کی اولاد ہیں اور ایک ہی شہر میں ہمارا
 سب کا نشوونما ہوا مگر آپ اہل عرب کے
 ایسی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں کہ ہم سب
 اکثر حقہ نہیں سمجھتے (چنانچہ بہت حدیثوں
 میں صحابہ کائنات کی تفسیر کا پوچھنا
 منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حق عزوجل نے

ادبى فاضل اديب
 ونشأت في بني
 سعد بن بكر
 (ف) دل الحديث
 انه متى عم التعلق
 مع الله زاد الله تعالى
 في كماله تعالى الظاهر
 في الاثر كذا لا دركات
 والفصاحة والقوة
 والطلاقة والنظافة
 والاعتدال في كل شيء
 وهذا مشاهد وبعين
 هذه الزيادة بتمام بعض
 الامتيازات الظاهرة مما
 لا يجمع للاخير كذا قد
 قدر الله تعالى
 نشأ جديده صلى الله عليه
 وسلم في بني سعد
 حديث اذا اتاكم كريم قوم
 فاكرموا ابن ملجة في سنته
 من حديث سعد بن مسleme

۹۰

جملہ ادب کھلایا ہے۔ پھر خوب ادب کھلایا
 ہے (اصل وجہ تلوید ہے) اور اس کے ساتھ
 ہی پر کچھ ظاہری سامان ہی اس کا پیش
 فرادیا چنانچہ میر انشود نما (اوضاع کی تقریر
 سے) بنی سعد میں ہوا (اس لئے ان کی زبان
 ہی اس میں اضافہ ہوا) حدیث اس پر
 دلالت کرتی ہے کہ جب حق تعالیٰ کیساتھ
 تعلق صحیح ہو جائے اللہ تعالیٰ اکثر شخص
 کے کمالات ظاہر ہیں ہی ترقی فرماتے ہیں
 جیسے اور کات اور فصاحت اور قوت
 اور کفایت اور انتظام اور ہر شے میں مہارت
 اور ہر اکل مشاہدے اور کس ترقی میں بعض
 ایسے اسباب ظاہر کا جمع ہو جائے جیسے
 ہو جائے۔ جو اوروں کے لیے جمع نہیں
 ہوتے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ
 علیہ وسلم کے لیے رضاع کے سلسلہ میں بنی
 سعد میں انشود نما نامہ مقدم فرادیا (جہاں
 ثقات کی وراثت میں اور وصت ہو گئی)
 ترجمہ حدیث جب تمہارے پاس
 کسی قوم کا سفر شخص آوے اس کا اکرام
 اس کا بن ماجہ لڑائی میں سید بن سلمہ اور کثرت

عن محمد بن عجلان
عن ناعم عن ابن عمر
رفعه بعد اوسنہ
ضعیف ف و هذا
والمشائم كالعادة اللان
لا يفرقون بين المسلمين
فيه هو مقتضا لان الحديث
الا ما استثناه لدليل العج
الحديث اذا احب
الرجل اخاه
فليغفره انه يحبه
البخاري في الادب
المفرد و ابوداؤد
واللفظ له والترمذي
والنسائي والمخرون
كلهم من حديث
ابن عبيد
عن المقدم

ابن معد
يكره
مرفوعاً

اونہوں نے ناف سے اونہوں نے ابن عمر
سے روایت کیا ہے اونہوں نے اس کو
اسی طرح مرفوع کیا ہے اور اسکی سند ضعیف
ف یہ امر شاخ میں مثل عادت لازمہ کے
ہے اس میں وہ سلمان اور کافریں فرق نہیں
کرتے اور متنعی اطلاق حدیث کا ہی یہی ہے
مگر جسکو دلیل شدہ ہی نے مستثنیٰ کر دیا ہو۔

جیسے محاسب اسلام الابروریت

ترجمہ حدیث جب کسی کو اپنے بہائی کو
سے محبت ہو (جن کا منشا دین ہو) منہ
جیسا لفظ اخاء اس طرف مشیر ہے) تو اسکو
چاہیے کہ اسکو غفر کرے کہ مجھکو تجھ سے
محبت ہے (تاکہ اسکو بھی محبت ہو جاوے
پھر اس سے اسکی محبت بڑھ جاوے
اور ای طرح اس دوسرے کی بھی) اور اسکو
بخاری نے ادب مفرد میں روایت کیا ہے
اور ابوداؤد نے بھی اور الفاظ ابوداؤد
کے ہیں اور ترمذی نے بھی اور نسائی نے
بھی اور ادروں نے ہی ان سب نے
ابن عبید کی حدیث سے اور اونہوں نے
مقدم بن معد کی روایت سے اس حدیث مرفوعاً

فإن لمكان خاصية
هذا الخبر ازدياد
الحب دل الحديث
على أن الزيادة في الحب
في الله لا ينافي المحبة
لان المقدمة
ساقطة الى المقصود
لا عائق عنه
وهذا الحب كالطبيعي
لاهل الطريق مع شيوخهم
ومن انتهى الى شيوخهم
الحديث اذا حضر العشاء
والعشاء فابدأ بالعشاء
قال العراقي في شرح الترمذي
ان اصل له بهذا اللفظ
واصل الحديث في
المتفق عليه بلفظ اذا وضع
العشاء واقامت الصلوة
فابدأ بالعشاء
فحملوه على حالة
الاشتياق الشديد وهو على

۶۲

نقل کیا ہے و چونکہ اس خبر میں نے کی قیامت
یہ ہے کہ محبت اور بڑھ جاتی ہے (جیسا کہ
ابھی مذکور ہوا) اس بنا پر کہ حدیث سے
یہ معلوم ہوا کہ مخلوق سے اللہ کے واسطے محبت
کرنا یہ خود حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کے
متنافی نہیں جس کا راز یہ ہے کہ مقدرہ مقصود
کی طرف رہنمائی کیا کرتا ہے اس سے مانع
نہیں ہوتا اور ایسی محبت اہل طریق کو اپنے شیخ
کے ساتھ اور جو لوگ شیخ کی طرف منسوب
ہوں ان کی ساتھ مثل اہل طبعی کے ہوتی ہے
(جس کا مطلوب ہونا حدیث سے مفہوم ہو جائیگا)
حدیث جب عشا کا وقت اور شب کا کھانا
دونوں جمع ہو جائیں تو کہانے کو مقدم کرو۔
عراقی نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ اس
لفظ سے حدیث کی کوئی اصل نہیں اور اصل
حدیث کی بخاری و مسلم کی روایت سے
اس لفظ سے ہے کہ جب شب کا کھانا
(دستر خوان پر) رکھا جاوے اور نماز یہی
تیار ہو تو کہانے کو مقدم کرو۔
ف علماء نے اس حدیث کو شدت شکی
(طعام) پر محمول کیا ہے اور اس تقدیر پر

اصل علیہ الصلوٰۃ من اہتمام
 جمیعۃ الباطن والخریج
 الشرفی وھو اصل عظم فی
 الطریق الا اذا عارضہ
 دلیل خاص فیوخذ بالدلیل
 الحلیث ارجو من
 الناس ثلاث عن بن
 قوم ذل غنی قوم افتقر
 عالمنا بین جمال الحدیث
 عن ابن الجوزی فی المصنوع
 وقال غایب من کلام الفضل
 ابن عیاض من جملۃ
 الحاکم قال سمعت اسمعیل
 ابن محمد بن الفضل یقول
 سمعت جبک یقول سمعت
 سعید بن منصور یقول
 قال الفضیل بن عیاض
 ارجو احزیر قوام
 ذل وغنی افتقر
 وعالمنا بین
 جمال

یہ اصل ہے صوفیہ کے او میں رسول کی کہ جو جمعیت
 باطن کا اور شوائش سے بچنے کا خاص اہتمام کر
 ہیں اور طہسین (باطن) میں ایک اصل حکیم
 ہے مگر کوئی خاص دلیل اس کے معارض ہو جاوے
 تو دلیل ہی پر عمل کیا جاوے گا

حدیث - عین منقولہ پر خاص طور پر ارجح
 کرو ایک شخص جو کسی قوم میں پہلے معزز ہو
 اور اب دلیل ہو گیا ہو اور ایک دوسرے پہلے غنی
 تھا اور اب متلع ہو گیا ہو اور تیسرا وہ عالم جو
 جاہلوں میں نہیں گیا ہو ابن جوزی سے یہ

۶۳

موضوعات میں منقول ہے اور انہوں نے
 کہا ہے کہ فیض بن عیاض کے کلام سے
 معروف ہے اور حاکم کی جہت اسکی سند
 بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسماعیل
 بن محمد بن الفضل سے سنا ہے وہ کہتے تھے
 کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے وہ کہتے
 تھے میں نے سعید بن منصور سے سنا ہے
 وہ کہتے تھے کہ فضیل بن عیاض نے کہا
 کہ کسی قوم کے او میں سنہ پر مرم کر دو جبکہ
 ہو گیا ہو اور اس غنی پر جو متلع ہو گیا
 اس عالم پر جو جاہلوں میں نہیں گیا ہو

ف قلت وورد معناه
مرفوعاً بلفظ امرنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان غزى لنا
مننا لحم وسق من تخمهم
الروايات الواردة في
الفرق بين المتنوع من اول الشطر
الثاني فان رحمة هؤلاء الثلاثة
هو عين تنزيلهم منا لحم و
امثال هذه الروايات كلفظنا
الحديث الاصل المقدس
لا تقدس احدوا وانما يقدر
المزعم له مالك في المتواطع
يحيى بن سعيد ان ابا الدرداء
كتب الى سلمان الفارسي ان
سلم الى الارض المقدسة
فكتب اليه سلمان ان الارض
وذكره وهو مع كون موقوفا
منقطع لكنه في تاسع
المجالسة للدينوري
من حديث يحيى
ابن سعيد

۶۳۷

میں کہتا ہوں یہ یسوع مرفوعاً بھی ان لفظوں سے
وارد ہوا ہے کہ حکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو ان کے درجوں
پر رکھیں اور یہ حدیث رسالہ ہڈ کے شطر ثانی
میں شنوی کے دفتر اول کی روایات کی تخریج
میں گزر چکی ہے ان تین شخصوں پر رحم کرنا
اؤ کو اون کے درجوں پر رکھنا ہے جیسا کہ
ظاہر ہے اور اس قسم کی روایتیں رکھنا
اس جماعت میں مثل الغلط ہی کے ہے
حدیث - مقدس زمین کیسی کو مقدس نہیں
بناتی آدمی صرف اس کا محل مقدس
بنانا ہے امام مالک کے موطا میں یحییٰ بن
سید سے روایت کیا ہے کہ ابو درداء نے
سلمان فارسی کو لکھا کہ ارض مقدسہ کی طرف
آؤ سلمان نے اؤ کو لکھا کہ مقدس زمین ان
اور اس حدیث کو ذکر کیا (مطلب یہ کہ پھر
انہیے کیا فائدہ) اور یہ حدیث باوجود موقوف
ہونے کے منقطع ہی ہے (کیونکہ یحییٰ بن سید
کی ابو اللہ دار سے بلا واسطہ روایت نہیں)
لیکن مجالسہ دینوری کے نویس جزیں یحییٰ
ابن سید کی روایت سے ہے

عن عبد اللہ بن ہبیرۃ
قال کتب ابو الدرداء و ذکر
بزیارۃ و ارض البہاد
و قال فی المقاصد
بعد المخرج علی ادفوا
موتاکم وسط قوم
صالحین فان المیت
یتادی بجار السوء
کما یتادی الحمی بجار
السوء و لکن لم یزل
عمل السلف الخلف
علی ہذا و ما یروے
کون الارض المقدسۃ
لا تقدس احدا
انما المقدس عملہ
قد لا بنا فیہ
وجہ عدم المناقاة
ظاہر فان اصل
التقدس انما هو بالعل
ولا ینفی فصل الارض و
برکتہا و لا اعتناء بہ ایضا

کہ وہ عبد اللہ بن ہبیر سے نقل کرتے ہیں
اور انہوں نے کہا کہ ابو الدرداء نے لکھا
(تو انقطاع نہ کیا) اور اس حدیث کو ذکر کیا
اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ارض جہاد کی طرف
آؤ اور مقاصد میں اس حدیث پر جسے
کیا ہے کہ اپنے مردوں کو قوم صالحین کے
دریان فن کیا کرو کیونکہ میت کو جسے
پڑوس سے ایسی ہی اذیت ہوتی ہے
جیسے زن کو جسے پڑوسی سے اذیت
ہوتی ہے پر جسے منع کرنے کے کہا ہے
کہ (گویہ حدیث مجروح ہے) لیکن عمل صالح
و خلعت کا ہمیشہ سے اسی پر رہا ہے
(جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے اصل
نہیں ہے) باقی اس فصول میں جو مروی
ہے کہ ارض مقدسہ کی کو مقدس نہیں
بناتی آدمی کو صرف اس کا عمل مقدس
بناتا ہے وہ اس عمل کے منافی نہیں
ف وجہ منافی نہونیکی ظاہر ہے
کیونکہ اصل تقدس تو عمل ہی ہے مگر اس
کسی زمین کی فضیلت و برکت کی نفی
نہیں ہوتی۔ اور اصل طریق کا یہی عمل ہے

من محمولات

اہل الطریق

حلیث الارواح جوی

مجنونة فما تعارف

منہا اتلفت وما تناکر

منہا مختلف مسلمہ فی

الادب من صحیحہ من

حدیث عبد العزیز

ابن محمد الدردار و

عن سهل عن ابیہ ومن

حدیث جعفر بن برقان

عن یزید بن الاصم

کلاہما عن ابوہریرۃ

مرہ فرما فواصل

لدخل المناصبۃ فی النفع

الباطنی فان مدلولہ علی اللغۃ

بالمشاہد و مدلولہ علی اللغۃ

علی المناصبۃ الی غیر ذلک

حدیث استعینا

بطعام النہر علی حیام النہر

والقبیلۃ علی قیام الیل

کہ اس کا اقتنا کرتے ہیں (یعنی صلہ ہمارے

پاس دفن کرنے کا)

حدیث روین متبع لشکر ہیں انہیں

جنہیں تعارف ہو گیا انہیں الفت جاتی

ہے اور جنہیں تعارف نہیں ہوا ان میں

اختلاف ہوتا ہے مسلم نے اپنی صحیح کی

کتاب الادب میں عبد العزیز بن محمد

دراوردی کی حدیث سے روایت کیا کہ

انہوں نے سہل سے انہوں نے اپنے

باپ سے اور نیز جعفر بن برقان کی حدیث

سے انہوں نے یزید بن اہم سے اور

ان دونوں نے ابو ہریرہ سے الفاظ

مذکورہ سے مروی روایت کیا ہے

ف یہ حدیث اہل ہو اس مسئلہ

کی کہ نفع باطنی میں مناسبت کو دخل

ہے کیونکہ نفع باطنی کا مدار مشاہدہ سے

افت پر ہے اور الفت کا مدار مناسبت

پر ہے جسکو تعارف تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث سحر کے کہانے سے دن کے

روزہ پر اور قیلولہ سے شب بیداری

پر مدخل کر در روایت کیا اسکو

ابن ماجہ فمسندہ والحاکم وصحیح
من حدیث الإمام العبدی
ثنا زعم بن صالح عن سلمة
ابن جھرام عن عکرمۃ عن ابن
عباس رفعہ بهذا
اصل لما اعتاده اهل
الطریق من القیلولة

حدیث استعینوا علی
الفسخ واثبتکم بالکفان فان کل
ذی نعمت محسود الطبرانی فی
معاجمہ الثلاثة وعنه عن غیر
ابونعیم فی الحلیۃ من حدیث سعید
ابن سلام العطار عن ثور بن یزید
عن خالد بن معدان عن معاذ
ابن جبل رفعہ بهذا وکن الخرجہ
ابن ابی الدنیا والبیہقی
فی الشعب والعسکری فی
الامثال والخلع فی فوائدہ
والقضاہی فی مسندہ
وسعید کذبہ احمد

وعیرہ

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور صالح نے اپنی
صحیح میں ابی عامر عتدی کی حدیث سے وہ
کہتے ہیں کہ حدیث کی ہم سے زعم بن صالح
نے سلم بن وہرام سے اونہوں نے مکرہ
سے اونہوں نے ابن عباس سے اونہوں نے
ان الفاظ سے مرفوع کیا ہے یہ اصل ہے
اہل طریق کی عادت قیلولہ کی۔

حدیث۔ اپنی حاجات کی کامیابی
پر کھان سے مدد حاصل کرو اسلئے کہ ہر صاحب
نعمت محسود ہو تلبس روایت کیا ہو
طبرانی نے اپنے تینوں معجم میں اور ابونعیم
نے طبرانی سے اور غیر طبرانی سے بھی
حلیہ میں سعید بن سلام عطار کی حدیث سے
وہ روایت کرتے ہیں ثور بن یزید سے
وہ خالد بن معدان سے وہ معاذ بن
جبل سے اونہوں نے فقط مذکور کے ساتھ
مرفوع کیا اور اس طرح سکوا بن الدنیا نے
اور شعب بن ہثیم نے اور امثال میں
عسکری نے اور اپنے فوائد میں طبعی نے
اور سعید میں قضاہی نے روایت کیا
ہے اور سعید (مذکور) کو احمد وغیرہ نے

وقال في العجل لا بأس
به ثم ساق طرقاً
أخرى غير طريق سجد
ثم قال والأحاديث
الواردة من التحدث
بالتعمم محمولة على
ما بعد وقوعها فلا
يكون معارضة لهذه
نعم ان ترتب على تحقق
بها حصة فالتكتمان
أولى **ف** من مادة
أهل الطريق كتمان
الحاجة والفقر البلاء
واظهار التعمم المن
من الله تعالى ومن
العبد وحديث
ألا مريد بالكتمان
يشمل هذا الكتمان
ولا يبالى الشمول تعليله
بالحسنة فانها
من

کاذب کہا ہے اور عجل نے اولن کے
بارہ میں کہا ہے کہ اس کوئی مضائقہ
پیر (عجل نے) اور طریق بیان کیے ہیں
علاوہ طریق سجد کے پیر انہوں نے
کہا کہ جو حدیثیں اظہار نعمت میں وارد
ہوتی ہیں وہ مابعد وقوع نعمت مجہول
ہیں سو وہ اس حدیث کے معارض نہیں
البتہ اگر (بعد وقوع نعمت کے بھی) آئے
انہما پر صد مرتب ہونے لگے، تو پیر
(بعد وقوع کے بھی) کتمان ہی اولیٰ ہے
ف اہل طریق کی حاکمیت ہے حاجت
اور فقر و صیبت کا پوشیدہ رکھنا
بھی اور نعم اور من کا ظاہر کرنا بھی خواہ
وہ من اللہ ہو یا من اہل بدہوں
(تو دونوں حدیثوں پر ادون کا عمل ہے)
اور امر بالکتمان کی حدیث اس کتمان
(تذکرہ کو بھی شامل ہے) لگاس کتمان
کی حالت خوف حد نہیں) اور اس
شمول سے اس کا معنی بالمحسودیت ہونا
(جیسا حدیث میں مذکور ہے) آتی نہیں
کیونکہ وہ (محسودیت) منجملہ حکمتوں کے

احد والحکمہ لاجلہ یتفق للحکم
بانتظامها

حالیث الاسلام ویلوا
ولا یعلی الذی قطعت النکاح
من سنته والروایاتی فی
مسندہ ومن طریقہ ایضاً
فی المختارۃ کلاهما من جملة
شباب بن خیاط الصفہ
ثنا حشر بن عبد اللہ بن
حشر بن حدیف ابی عن
جری عن عائذ بن عمرو
المرزی رحدہ عدا ورمی بالطبرانی
فی الاوسط والبیہقی فی
الدلائل عن حماد اصلہ
سہل فی تالیفہ واسطہ عن
معاذ کلاهما بمرفوعاً
وعلق البخاری فی صحیحہ
فالتقاء الحدیث کانتہ
حال لازمة للفقہ فانہم
لا یبالون مخالفتہ احد
بعد ثبوتہم علی الحق وهو

ایک حکمت حکمت نہیں (بکے ساتھ معلول
نیسا واثباتاً وائرمواد) چکے اتقلع سے
حکم (معلول) فتنی ہو جاوے۔

حدیث اسلام غالب رہتا ہے مغلوب
نہیں ہوتا روایت کیا اسکو عائشہ نے اپنی سخن
کے کتب النکاح میں اور روایتی نے اپنی سند
میں اور روایتی کے طریق سے فیما رے غنا
میں اور ان دونوں نے شباب بن خیاط
صفری کی جہت وہ کہتے ہیں کہ ہم سے شعی
بن عبد اللہ بن حشر نے حدیث کی وہ کہتے
ہیں کہ مجھے میرے باپ سے حدیث کی میرے
دادا سے انہوں نے عائذ بن عمرو مرزی سے
اونہوں نے اس نقطہ سے مرفوع کیا اور طبرانی
نے اسکو اوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں
عمرو سے اور سلم بن ہبل نے تاریخ واسطہ
میں ماوردی سے دونوں نے اس نقطہ سے اسکو
مرفوع کیا ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں
اسکو تعلقاً وادویاً کیا ہے اس حدیث
کا اعتقاد صدیقہ کے لیے مثل حال لازم کے
ہے کہ نہ کہ وہ حضرات بعد ثبوت علی الحق کے
کیسی مخالفت کی یہ وہ نہیں کرتے اور ان میں

مشاہد منہم۔

حدیث اشرا للناس بلاہ
 الا نبیاء ثم الامثال فاما مثل
 الترمذی فی جامعہ من حدیث
 عاصم بن بہزہ عن مصعب
 ابن سعد عن ابیہ قال قلت
 یا رسول اللہ اوالناس اشرا بال
 قال الا نبیاء ثم الامثال
 فاما مثل الحدیث وکل ما عند
 الناس فی الکبریٰ وعندنا
 ما جئت فی الفتن من سننہ
 والراہی فی الرقاق من
 مسندہ واخرجہ احمد
 ابن حنبل وابن مزیع و
 ابو یعلیٰ وابن ابی عمر
 فی مسانیدہم کلہم من
 حدیثہ عاصم وقال الترمذی
 انہ حسن صحیح وصحہ
 ابن جان واما احکم
 واخرجہ ایضاً من حدیث
 العلاد ابن المسید

اس کا شاہد کیا جاتا ہے۔

حدیث سب سے زیادہ ابتلا والے انبیاء
 ہوتے ہیں پھر اذن کے بعد جو فضل ہو پھر
 (اوس کے بعد) جو فضل ہو روایت کیا اسکو
 ترمذی نے اپنی جامع میں مام بن بزل کی
 حدیث سے اوسہوں نے مصعب بن سعد
 کی حدیث سے اوسہوں نے اپنے باپ سے
 وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
 سب آدمیوں سے زیادہ ابتلا والے کون ہیں
 اپنے فرمایا انبیاء پھر (اذن کے بعد) جو فضل
 ہو پھر (اوس کے بعد) جو فضل ہو پھر حدیث
 اسی طرح سے یہ حدیث نسائی کے یہاں ہے
 کبریٰ میں اوس ابن ماجہ کے یہاں اذن کی
 سنن کے کتاب الفتن میں اور مسند دارمی
 کے نقای میں اور روایت کیا اسکو احمد بن
 حنبل نے اور ابن مزیع نے اور ابن ابی عمر نے
 اپنی مسندوں میں ان سب مام کی حدیث
 سے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اور
 ابن جان اور مام نے اسکو صحیح کہا ہے
 اور مسند مام نے اسکو علاد ابن
 مسیب کی حدیث سے روایت

عن مصعب الطبرانی من
حدیث خاتمة رفعنا مثلنا
بلاد الانبياء ثم الصالحون
الحديث دل على ان
الابتلاء ليس من علامات
الطهر كما يزعم بعض الجلاء
بل هو من علامات القبول في
الاغلب ان لم يكن لازما
وهو عام للبلاء الجسماني
كالمرض والفقر والبلاء
النفساني وهو الهم ودينوا
كان او اخر ويا وقل
من يخلو عنه من اهل الله
وان امكن الخلو لغلبة
الشوق او الرجاء مع
صحة البدن وسعة المال
الحديث طلبة الخير عند حسان الوجه
في التمسوا وقال فاللام حديث التمسوا
الخير عند حسان الوجه وقال صاحب
المقاصد لا يرفع المؤمن الحكيم بضعه
الا ما ينير من نوره مع هذا لا يثبت الحكيم

کیا ہے اور انہوں نے مصعب اور طبرانی
کے نزدیک فاطمہ کی حدیث سے جبکہ مرفوع
کیا ہے یہ لفظ میں کہ سب زیادہ ابتلاؤں کے
انبیاء ہیں۔ پھر صالحین الحدیث قہ حدیث
اسپر زائل ہے کہ کسی حدیث میں مبتلا ہونا عذر
کی علامت نہیں جیسا بعض جہلاء خیال کرتے
ہیں بلکہ اغلب حالات میں علامات قبول سے
ہے گو قبول کے لیے لازم نہیں اور یہ بلا عام
ہے (بہر حال کوئی) بلا جسمانی کو بھی جیسے مرض
اور فقر و بلا نفسانی کو بھی جیسے غم اور تنگدستی
ذہنی ہو یا اخروی ہو اور اہل اشد میں سے
لیے بہت کم ہیں جو کسی نہ کسی بلا سے خالی
ہوں اگرچہ خالی ہونا ممکن ہے اس لمحہ سے
کہ کسی پر شوق غالب ہو یا رجا غالب ہو کہ
کوئی غم اور فکر نہ ہو اور ساتھ ہی صحت بدنی
اور وسعت مالیہ بھی ہو اس لیے جسمانی بلا کا
حدیث خیر (واجبت ردائی کو غم و
لوگوں کے پاس تلاش کرو صاحب مقاصد نے
نے اس حدیث کا مرفوع اور ضعیف لاسنید
ہونا ذکر کر کے کہا ہے کہ باوجود ضعف کے
اس متن پر موضوع ہونے کا حکم درست نہیں

على المتن بالوضع كما اشار
اليه شيخنا اخوه صاحب
المقاصد اشعار السلف
في ذلك قلت ولا يضر
الضعف في امثال هذا و
الحديث ان حنته على حسن
المخلق يغم الخاء وسكون اللام
فهو على الاصل والاعلى
لما تقر في علم الفرائد ان
الحسن الظاهري دلالة على
الحسن الباطني وكذا القيمة و
يمكن التعلق لعارض او احيانا
ومن ثم لا يجوز الجزم بالحكم
هذا العلم عليه حمل السعد
في تنقيح بقوله

گنہ عذوق دال عقیوب اہل سنی بود متور غریب ا
فمن الحدیث اصل لما تمسك السعد في الظن
بالصق تتسكهم بالموضوعات ان حملته
بالمناقضهم لئلا يوالاه بمعنى طاعة فلو
فعل كل واحد عليه حمل بن عباس كما في المقاصد

(باقی آئندہ)

ہو سکتا جیسا ہمارے شیخ نے بھی ہی فرمایا ہے ہر صاحب
مقاصد نے اس باب میں سلف کے اشعار ذکر
کئے ہیں **ف** میں کہتا ہوں کہ ایسے مضامین
میں ضعف (دلیل کا) مضر نہیں اور اس حدیث
کو اگر خوبصورتی پر محمول کر دو تو یہ حکم باعتبار اصل
غالب احاطہ کے ہے جیسا کہ علم فرستہ میں مقرر
ہو چکا ہے کہ ظاہری حسن علامت ہے باطنی
حسن کی اور اسی طرح ظاہری رشتہ رشتہ باطنی
ہے باطنی رشتہ کی اور اس کے خلاف بھی
کسی عارض سے یا اچاننا ہونا ممکن ہے اور
اسیود سے اس علم کے احکام کا جزم جائز نہیں
اشیخ سعدی نے اپنی جہان کے اس شعر میں
اسی پر محمول کیا ہے گنہ عذوق دال عقیوب
اھل سنی بود متور غریب ماہر سنی حدیث میں اصل ہے
سعدی کے تسک کی پس فیہ تسکنا لہو نزلت لکھنا
نہ کیا پاک وادار کو خود غنی پر اپنی لکھتہ معنی پر محمول کر
دینی اور شعر کے پاس حاجت لیا جو حاجت سنکر
خندہ پیشانی سے پیش آوی تو یہ حکم کلی ہے۔ اور
حضرت ابن عباس نے اسی پر محمول کیا ہے
جب مقاصد میں نقل کیا ہے۔

(باقی آئندہ)

الحديث أكثر أهل الجنة
 إليه البهيم في الشب
 والبزارة والديلي في مستند
 والحل في فوائد كاهن
 حديث سلامة بن سرج
 ابن خالد قال قال عقيل
 حدثني ابن شهاب عن
 أنس أن رسول الله صلى الله
 عليه وآله قال وذكره وسادة
 فيه لين ولم يسم من جلاله
 عقيل إنما أخذ من كتبه
 لكن هو عند القضاة من
 حديث يحيى بن أيوب ثنا
 عقيل به وجاء عن
 سهل بن عبد الله
 التستري في تفسيره
 هم الذين ولدت قلوبهم
 وشغل بالله عز وجل
 وعن أبي عثمان قال
 هو الأبله في دنياه
 الفقيه في دينه

حدیث۔ اکثر مثنی لوگ اہل جنت ہوتے
 ہیں اسکو بہت سی شے میں اور بزار اور دیلی
 نے اپنے مستند میں مذکور ہے اپنے فوائد میں
 روایت کیا ہے اور ان سب کے سلامہ بن سرج
 ابن خالد کی حدیث کے روایت کیا ہے سلامہ کہتے
 ہیں کہ عقیل نے (جو کمان کے باپ کے دادا ہیں)
 کہا ہے کہ میرے ابن شہاب نے حدیث بیان
 کی حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اے اس حدیث کو ذکر کیا اور سلامہ
 میں ذکر کثرت ہو اور انہوں نے اپنے باپ
 کے دادا عقیل سے سنا ہی نہیں صرف ان کی
 کتابوں سے لیا ہے لیکن یہ حدیث تصانیع کے
 میان یحییٰ بن ایوب کی روایت سے اس طرح
 ہے کہ ہم سے عقیل نے یہی حدیث بیان
 کی ہے (تو اطلاع ہی جاتا رہا) (اگے ابلہ
 کی تفسیر ہے) اور سهل بن عبد اللہ تستری
 سے اسکی تفسیر میں منقول ہے وہ وہ لوگ
 ہیں جن کے قلوب شیعہ اور جن قتالی کے
 ساتھ مشغول ہو گئے ہیں اور ابو عثمان سے
 روایت ہے انہوں نے فرمایا وہ ہے جو
 اپنی دنیا میں بے سمجھ ہو اور اپنی دین میں سمجھدار

وعن لاذناعی قال هو
 الاعمى عن الشر البصير
 بالخير اخرجنا البيهقي
 في الشعب (ف) و
 ترى اكثر اهل الله بهذا
 المشان واما الانيام
 عليهم السلام ومن كان
 عبدا لله كالانيام
 فلهم شان اخر
 من الكياسة والفراسة
 والنبط في كل امورة
 السياسة التي وكل الله
 تعالى اليهم
 الحديث اکتروا
 ذکر الله حتی یقولوا عجنی
 احمد ابو یعلی والبیہقی
 فی الشعب وغیرہا من حدیث
 ابن وہب عن عمرو بن
 الحارث عن درلیم الجلی
 عن ابی العیثم عن
 ابن سعید فرحا وصحیحا

اور افذاہی سے منقول ہے انہوں نے
 کہا وہ وہ شخص ہے جو شر سے ناپائیدار یعنی بغیر
 ہوا و خیر کا مینا یعنی باخبر ہوا ان اقبال
 بیہقی نے شعب میں نقل کیا ہے (مجموعہ اقبال
 کا حامل یہ ہے کہ چونکہ وہ حق تعالیٰ اور زمین
 کے ساتھ زیادہ مشغول ہے اس لئے دنیا کی طرف
 اس کو توجہ اور اس کی باتوں کی خبر نہیں کہتا
 (ف) تم اکثر اہل اللہ کو اس شان کا دیکھو گے
 لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام اور جو شخص
 انبیاء کی طرح بندگان خدا کی سیاست و اطلاع
 کرتا ہے اس کی دوسری شان ہے یعنی ریکی
 اور فراست اور ہر امر میں بیداری تاہم حکمت
 سیاست مرتب ہو جو خدا نے ان کے سپرد کی
 حدیث ذکر اندکس کثرت سے کو کہ
 لوگ مجھوں کہنے لگیں روایت کیا اس کو
 احمد اور ابو یعلیٰ نے اور بیہقی نے شعب
 وغیرہ میں ابن وہب کی حدیث سے
 انہوں نے عمرو بن الحارث سے انہوں نے
 صالح البواسم سے انہوں نے ابو ایوب
 سے انہوں نے ابو سعید سے مرفوع
 کر کے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

والیہ یقین من حدیث عمر بن مالک
عن ابی الجوزاء رفعہ مرسلاً اکثر
ذکر اللہ حتی یقول
المنعافون انکم مراون
ف دل علی ان لا یترکوا
الذکر ولا یقل ولا یخفی
خوف ملامۃ الطعن
او الریاء وہذا هو
مسلك المحققین
علی عکس ما علیہ
الضعفاء من الاخفاء
والتقلیل ثم یطرق
منہ الشیطان الی حسل علی
الترک وهذا الید منہ عظیم
یتنبہ لہ اهل البصائر
الحلیث اکرموا الخبز
فی المستدراء للحاکم من طریق
القطان عن کرمیۃ بنہ ہمام عن
عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال **ف** ومن ثم تری اکثر
اهل الادب یمتحنون بصون الخبز

طوط مسوب کر کے (اور یہ بتی نے اسکی تعمیح کی
عمر بن مالک کی روایت سے وہ ابو جوزاء
روایت کرتے ہیں اور جنہوں نے اسکو مرسلاً
مرفوع کیا ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔
یہاں تک کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ
تم ریاکار ہو۔ **ف** حدیث اسپر داں ہے
کہ کسی کے طعن یا طامات یا اس کے خوف
سے ذکر کو نہ ترک کرے اور نہ اس کا اخفاء
کرے اور محققین کا مسلک یہی ہے بلکہ
اس طریق کے جو ضغائنے تجزیہ کیا ہے
کہ اخفا کرتے ہیں یا تعلیل پہ اس سے
شیطان کو ایک راہ ملے کہ اس کو
ترک پر آمادہ کرتا ہے اور یہ اس کا ایک
بڑا فریب ہے جس پر اہل بصیرت متنبہ
ہو جاتے ہیں۔

حدیث ردئی کا ادب کرو مستدرک
میں ماکم سے غالب بن قطان کی روایت
سے ہے وہ کرمیہ بنت ہمام سے روایت
کرتے ہیں وہ حضرت عائشہ سے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا **ف**
اور یہ وجہ سے تم اکثر اہل ادب کو دیکھتے ہو

عن الدوس ونقل في
المقاصد قول بعض
العلماء المحنطة ۱۵۱
دليست اشتكت الى
ربها ومنه يكون
القحط

الحديث ان الله يبعث
لهذه الامة على راس
كل مائة سنة من
يحيي دلها دينها
ابوداؤد في الملاحم
رئيسه عن ابي هريرة
فيما احله عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم
بمن اوقد اخرجه
الطبراني في الاوسط
وسنده صحيح ورجال
كلهم ثقات وكذا
صحاح الحاكم وقوله
فيما احله ليس لبشك
في السبل قد جعل صله معلوما

۷۶

کہ دعویٰ کو پاؤں میں آنے سے بچانے کا
بہت اہتمام کرتے ہیں اور مٹا کر سند
میں بعض طلاء کا قفل نقل کیا ہے کہ گویوں
جب پاؤں میں آتا ہے تو خدا تعالیٰ سے
شکایت کرتا ہے اور اس کے سبب قحط
ہو جاتا ہے۔

حدیث اللہ تعالیٰ اس امت (کی
اصلاح) کے لیے ہر صدی کے سرے پر
ایسا شخص مقرر فرمادے گا جو اس کے
لیے دین کو تازہ کر دے گا اسکو ابوداؤد نے
ملاحم میں (اپنی سند کے ساتھ) ابودھریرہ سے
روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کوئی راوی کہتے
ہیں کہ میرے علم میں ایک ایسے موصول ہے
اور اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت
کیا ہے اور سند اسکی صحیح ہے اور اس کے
سبب رجال ثقہ ہیں اور اسکی صلح حاکم نے
اسکی تصحیح کی ہے اور راوی کا یہ کہنا کہ میرے
علم میں اسکی صلح ہے یہ اس حدیث کے
موصول ہونے میں شک کیونہیں بلکہ انہی نزدیک
اس کے موصول ہونیکا یقینی ہونا بتلایا ہو۔

ف وقد كان في كل
مائة من جد الدين
بمعنى تهنيتيه عما
ادخلوه في
من غير ه والا ه تمام
باد خال ما اخرجوه
من فيه وقد
كان بعض المجددين
من الصوفية

الحديث ان بلاد
كان يبدل الشين في الاذان
سينا قال المزني فيما نقله
عن البرهان السعفاقي انه
اشتهر على السنة العوام ولم
نزه في شئ من الكتب وسيأتي
في سين من السين الممهلة ثم قال في سين
سين بلال عن الله شين قال ابن كثير انه
ليس له اصل ولا يعجم وما يوجد في
بعض كتب التصوف فليس بحجة انما اوردوه بناء
على حسن الظن بالمرادى فمهم
معذرون فيه

ف - اور حدیث کے موافق (ا ہر صدی
میں ایسا شخص ہوتا ہے جس نے دین کی
تعمید کی ہے اور تعمید کے معنی ہیں کہ دین کو
وہ چیزوں سے صاف کر دیا جو کہ غیر دین
تھیں اور لوگوں نے دین میں داخل کرنی
تھیں اور جو دین کی چیزیں دین سے خارج
کر دی تھیں اور ان کو داخل دین کر دین کا اہتمام
کیا اور بعض مجتہدین حضرت مخدوم سے
بھی ہوئے ہیں

حدیث بلال رضی اللہ عنہ کی جگہ اذان میں
سین کہتے تھے سننی نے بران سے
نقل کیا ہے کہ عوام کی زبان پر یہ مشہور ہو گیا
ہے کہ ہم نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا
اگے سین میں بھی اس کا ذکر آوے گا پھر
سین میں یہ کہا ہے کہ بلال کا سین اتنے کے
نزدیک شین ہے کہ ابن کثیر نے کہا ہے
کہ اس کی کچھ اس میں اور یہ صحیح نہیں۔

ف - اور بعض کتب تصوف میں جو پایا
جاتا ہے وہ حجت نہیں مگر انہوں نے
راوی کے ساتھ حسن ظن کی بنا پر لکھ دیا
ہے اس لئے وہ معذور ہیں۔

ان میں سے بعض ہیں جو تصوف

مردم صوفیہ میں ہیں

محمود و بیٹ و بیٹ

الحديث بعثت في زمن
 الملك العادل
 ثم قال في الواو وولدت
 في زمن الملك
 العادل لا اصل له
 وقال الحلي في الشعب
 انه لا يعرف
 وما يوجد في بعض الكتب
 فهو حجاب له آنفاً
 الحديث بعثت في زمن
 كائن عند القضاء في سنة
 من حديث مسعر بن كدام
 عن المنبث الاثر سمعت
 كرا دو سمعت ابن مسعود
 سمعت النبي صلى الله عليه
 وسلم يقول جفا القلم
 بالمشقى والسعيد
 وفرغ من اربع من
 الخلق والخلق والاخل
 والرزق وكن الخرجه
 الدليلي بلفظ

۷۸

الكتاب والقرآن

حديث میں عادل بادشاہ (نوشیروا)
 کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں اسکی کچھ اصل
 نہیں اور حلی نے شعب میں کہا ہے کہ
 صحیح نہیں اور بعض کتابوں میں جو پایا جاتا
 ہے جیسا بوستان میں ہے
 سرگزیدہ بدورش بنارم چننا
 کہ سید بدورانی نوشیرواں
 اس کا جواب ایسی (اوپر) گزر چکا ہے
 یعنی صن بن باراوی کی بنا پر نقل کر دیا
 حدیث مشک ہو چکا قلم ہونیوالی
 چیز پر قضائی کی سندیں مسعر بن کدام
 کی روایت سے جسکو وہ منبث الاثر
 سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔
 میں نے کر دوں سے سنا وہ کہتے ہیں
 میں نے ابن مسعود سے سنا وہ کہتے ہیں
 میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
 فرماتے تھے کہ قلم مشک ہو چکا ہے شقی
 اور سعید پورا چار چیزوں سے وہ فارغ
 ہو چکا صورت سے اور اخلاق سے اور
 وقت موت سے اور رزق سے اللہ علیہ
 روایت کیا ہے اسکو دینی نے اس نقطہ سے

جری بدل جہ و فتال
فی تعریف عن الطبرانی
ربسندہ (عن ابن عباس
الحديث الطویل) وفيه
قد جت القلوب بما هو كائن
ف واستحضار الحديث يتر
في التوكل والتغافل قوة
تراها في الصوفية
الحديث حب الوطن من
الایمان لراقف حلیہ۔ ف
والعذر ما سبق اتفاقاً ان
بلا لا وفي بهت

الحديث الحدة
تعتبر في خیار امی
هو في مسند الحسن بن سفيان
من جهة الليف عن
زويد بن نافع قلت
لابی منصور الفارسی یلما
منصور لولا حدة فيك
فقال ما یسر فی مجدتی
کن او کن او قد قال رسول الله

کہ قلم حل چکا ہے بعرض اس لفظ کے کہ قلم
خفاک ہو چکا اور علامت معرفت کے تحت میں
کہا ہے کہ طبرانی سے اسکی سند کے ساتھ
ابن عباس سے ایک طویل حدیث میں
یہ بھی ہے کہ قلم خفاک ہو چکا ہے ہونے
والی چیز پر **ف** اس حدیث کے مستحضر
رکنے سے توکل اور تغافل میں قوت
ہوتی ہے جبکہ تم صوفیہ میں دیکھتے ہو۔

حدیث وطن کی محبت ایمان میں داخل
ہے میں اس حدیث پر مطلع نہیں ہوا
ف اور عذر دہی ہے جوابی ان بڑا
میں اور بہشت میں گزرا۔

حدیث تیز مزاجی میری است کہ
نیک لوگوں کو پیش آتی ہے یہ حدیث
حسن بن میمان کی سند میں اس کی بہت
سے منقول ہے وہ زوید بن نافع سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو نصر فارسی
سے کہا کہ اگر تمہارے اند میں تیز مزاجی نہ ہوتی
(تو خوب ہوتا) انہوں نے فرمایا جس کو
اس تیزی کے بدلہ اتنا آسانے تب بھی
میرے لیے موجب مسرت نہ ہو مگر اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم
الحمدۃ تعتری خیالاً متقی
(وسامہ بعضہم یزید بن
ابی منصور و حکم علیہ
بالصحبۃ) وفی بعض الروایات
بلفظ لیس احد اولی بالحق
من صاحب القرآن لغز القرآن
فی جوہر و یوجہ مثل هذا
الحق و اهل الله حقیقتہا الغیر
علی الحق حقیقتہا اظہار حاکم تروا تکلف

الحديث الخلق حیا

الله فاحب الخلق الى الله من

احسن الى عیالہ الطبرانی

والکثیر لا وسط و ابو نعیم

الحلیۃ و البیہقی و الشعب

کلام من حدیث ابن

عن الاسود عن ابن

مسعود بلہ مرفوعاً

ورواه البیہقی ایضاً

و ابو نعیم و ابو حلی

و البزار و الطبرانی

۸۰

فیہ حقائق الخلق و عیالہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیزی
میری امت کے نیک لوگوں کو پیش آتی
ہے (اور بعض نے اس کا نام یزید بن منصور
کہا ہے اور ان کو صحابی کہا ہے) اور بعض
روایات میں یا لفاظ میں کوئی شخص تیزی کا
مستحق قرآن والے سے زیادہ نہیں ہو جو
عزت قرآن کے **ف** بعض اہل اللہ
میں ایسی تیزی پائی جاتی ہے اور اسکی
حقیقت حق پر غیبت ہے اور اس کے
طاہر کرنے کی حقیقت ترک تکلیف ہو۔
حدیث۔ مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیالہ
(کے مشابہ) ہے سوائے تعالیٰ کے نزدیک
مخلوقات میں جس کے زیادہ محبوب وہ ہے
جو اسکی عیالہ کے ساتھ احسان کرے
روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر اور وسط
میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے
شعب میں ان سب نے ابراہیم کی روایت
سے اور وہ اسود سے روایت کرتے ہیں
اور وہ ابن مسعود سے مرفوعاً اسی لفظ سے
(جدا و پرند گور ہوا) نیز اسکو بیہقی اور
ابو نعیم اور ابو حلی اور بزار اور طبرانی نے اور

والحارث بن ابی سلمۃ
 وابن ابی الدنیا والعسکری
 واخرون من جهة
 يوسف بن عطية عن
 ثابت عن النضر مرفوعاً
 بلفظ فاجهم ان الله
 انفعهم لعياله
 وهو عند الدليلي
 من حديث
 بشير بن رافع
 عن يحيى بن ابي
 كثير عن ابن سلمة
 عن ابي هريرة رضى
 بلفظ المخلوق كلهم
 عيال الله وتحت كنفه
 فاحب المخلوق الى الله من
 احسن الى عياله ومخير
 هذا الكلام قاله
 العسکری علی المجاز و
 التوسم كان الله لهم
 المستضمن بآرائه

حارث بن ابی اسامہ ابن ابی الدنیا اور
 عسکری نے اور ہی بعضوں نے یوسف
 ابن عطیہ کی جہت سے روایت کیا ہے وہ
 ثابت سے روایت کرتے ہیں
 اور حضرت انس سے
 مرفوعاً ان لفظوں سے کسب میں زیادہ
 محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص
 ہے جو اسکی عیال کو سب سے زیادہ نفع پہنچا
 وکے اور یہ حدیث دہلی کے نزدیک بشر
 ابن رافع کی روایت سے اور وہ یحییٰ بن
 کثیر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن سلمہ
 سے اور وہ ابی ہریرہ سے جنہوں نے
 اسکو مرفوع کیا ہے ان الفاظ سے ہے
 کہ خلق اللہ سب اسکی عیال ہے اور اسکی
 حفاظت (اور ذمہ داری) میں ہیں یہ نیز
 تفسیر عیال کے ہے پس سب سے زیادہ
 محبوب مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 وہ ہے جو اسکی عیال کے ساتھ احسان
 کرے اور اس کلام کا محل بیابا عسکری
 نے کہا ہے مجاز اور توسع پر ہے مگر جب
 اللہ تعالیٰ بندوں کے رزق کا سامن اور

العباد الكافل لهم كان
المخلق كالعيال له
فوعبر عن معنى
العيال العارف
الروعي بلفظ الاطفال
في قول ع۔

اوليا اطفال حقہ اور پسر
وہو علی الجہاد ایضاً جامع
التربية الجماعية للمخلق
كلهم والروحانية للاولياء
خاصة والمنعم عام للارباب
والدين وهو كلال من
الطبع لاهل الله ينفعون
الناس الممن منهم والحق
بالارباب الانعام كما يحتاجون
اليه دينياً كما ان اولادنا
بعد الاذن الشرعي فيحضون
غيرهم عليه بعد نه افضل
الاعمال كما قال الشيرازي
طريقه بجز خد خست خلق نیت
تیسیم وعبادہ وخلق نیست

۸۳

کنیل (یعنی ذمہ دار) ہے تو مخلوق
مثل او کی عیال کے ہوئی ف اولی
معنی کو مولانا رومی نے لفظ اطفال سے
تعبیر کیا ہے اپنے اس قول میں ع
اولیا اطفال حقہ اے پسر
غائبی و حاضر ہی میں ما خیر
اور یہ بھی مجاز ہی پر محمول ہے (بطور تشبیہ)
اور وجہ جامع تشبیہ کی تربیت ہے
جماعی توکل مخلوق کے لیے اور روحانی
خاص اولیاء کے لیے اور نفع عام ہے
دنیوی ہو یا دینی اور یہ فیصلت (نفع سانی
مخلوق) اہل اللہ کے لیے مثل امرئیس کے
ہے وہ آدمیوں کو بھی نفع پہنچاتے ہیں
مومن کو بھی کافر کو بھی بلکہ مویشی اور بہائم
کو بھی اولی کے حوالے میں خواہ وہ مت
دنیوی ہو یا دینی ہو مگر ان کی شرعی کے
بعد اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب
دیتے ہیں اور اس کو نفع الاعمال شمار
کرتے ہیں جیسا شیخ شیرازی فرماتے ہیں ع
طریقہ بجز خد مت خلق نیست
تیسیم وعبادہ وخلق نیست

وہم فی هذا کلام
آخر بن بالحدیث و
دخل فی الاذن الشرعی
اذن الشیوخ للتدین
من اهل الطريق
فلابد لهم من اذن
الشیوخ لا نهمهم
العارفون بالحدود
الشرعیة المبرور
بالوسائل النفسانیة
فیما صورته
طاعة الہیة
ومعناه طاعة
نفسانیة فتعقل
ولا تعجل۔

الحديث خير الامور
اوسطها ابن السمعاني في ذيل
تاريخ بغداد بسند مجهول عن
علي مرفوع عابه وهو عند
ابن جرير في التفسير من قول مطرف
ابن عبد الله ويزيد بن

یعنی سے طریقت فقط خدمت خلق ہے
تسبیح و سجادہ و دلق ہے)
اور یہ حضرات ان سب امور میں حدیث
پر عمل کرنے والے ہیں اور ان کی شرعی (کی
جدا و تفسید لگائی ہے اس میں مبتدی
صاحب طریقت کے لیے شیوخ کی اجازت
بھی داخل ہو گئی سوا ان کے لیے اذن شیخ
کی بھی ضرورت ہے کیونکہ حدود و کثرت
کو شیخ ہی جانتے ہیں اور دس اور لسانہ
کی ادن ہی کو بصیرت حاصل ہے جو ایسے
احمال میں مل جاتے ہیں انکی صورت تو
طاعت خداوندی ہوتی ہے اور انکی
حقیقت طاعت نفس ہوتی ہے خوب
سمجھ لو اور (اپنی رائے پر عمل کرنے میں)
جلدی مت کرو۔

حدیث سب امور میں افضل اوساط ہیں
روایت کیا اور کو سمعانی نے ذیل تاریخ
بغداد میں سند مجهول کے ساتھ حضرت
علی سے مرفوعاً ان ہی الفاظ سے اور یہ
حدیث ابن جریر کے نزدیک اور انکی
تفسیر میں مطرف بن عبد اللہ اور یزید بن

مرة الجعفی وکذا
 اخرجہ البیهقی
 عن مطرف الدلیجی
 بلا سند عن ابن
 عباس مرفوعاً
 خیر الاعمال وسطها وشرها
 بعد اکلہ لم یفرأ ولم
 یقرأ وکان بین
 فلتقواما رفرور الای
 والامایف ویدر
 تریة المحققین
 علی هذا المور
 الحدیث خیر الذکر
 الخوخیر الرق ما یکفی
 ابویعلی والنسکری من
 حدیث محمد بن عبد الرحمن
 ابن ابی لبابة
 عن سعد بن ابی قح
 رفعه بعد اوصحه
 ابن حبان وابوعوانة
 والمعنی ان اخذ العمل

۸۴

مرجعی کا قول ہے اور اس میں یہی ہے
 سے نقل کیا ہے اور وہی نے بلا سند ابن
 عباس سے مرفوعاً ان الفاظ سے نقل کیا
 ہے کہ سب اعمال میں افضل اور سہ ہے
 اور یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن
 مضمون صحیح ہے کیونکہ اس سب مضمون
 کی شہادت حق تعالیٰ کا ارشاد در کتاب ہے
 کہ وہ لوگ نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ تنگی
 کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا ان کے
 درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (اور اسکے
 علاوہ اور آیات و احادیث ہیں) ف
 او محققین کی تربیت کا اسی اصل پر مدار ہے
 حدیث۔ سب افضل ذکر وہ ہے
 جو غنی ہو اور سب افضل رزق وہ ہے
 جو کافی ہو جاوے روایت کیا اسکو
 ابویعلیٰ اور نسکی نے محمد بن عبد الرحمن
 ابن ابی لبابہ کی روایت سے اور انہوں نے
 سعد بن ابی وقاص سے اور انہوں نے
 مرفوع کیا ہے ان ہی نقلوں سے
 اور تصحیح کی اسکی ابن حبان اور ابوعوانہ
 نے اور مطلب اس کا ہے کہ عمل کا اخلاص کرنا

وعدم الشهرة ولا مشاركة
الى الرجل بالاصحاب خیر
من صدقة واسلم في الدنيا
والدين والقليل من المال
الذي لا يشغل عن الآخرة
خير من الكثير الذي يلهي
عنها **ف** وهذا اصل من
يرجح الخفي من الذكر القول
الفصل انه افضل في نفسه
وفضل الجهر لمصلحة لا تفصل
بالخفي او لغلبة الحال وانظر
الى ما مر قريبا من حديث اكثر واكثر
حق يقولوا مجنون وما كتبت عليه
الحديث دارهم
مادمت في دارهم
ما علمته ولكن جارف
الزوجة من ارهاقها
اخرجه ابن حبان
في صحيحه عن سمرة
ف قلت لما ورد
الامر بالمداواة للزوجة

اور شہرت اور کثرت خانی نہ ہونا اسکی ضد سے
بہتر ہے اور دنیا اور دین میں اسلم ہے۔ اور
(ابن حبان) مال قلیل جہا آخرت سے فائل نہ کرے
اور کثیر سے بہتر ہے جہا اس سے فائل نہ کرے
ف اور یہ حدیث اصل ہے اور ان لوگوں کی
جو ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہیں انکے میں قول
فیصل یہ ہے کہ فی نفسہ تو یہی افضل ہے اور جہر
کی فضیلت ایسے مصالح سے ہے جو خفی سے
مائل نہیں ہوتیں یا ذوق و شوق کے غلبہ سے
(بلا قصد) جہر موعا وے اور اس حدیث کو
مع میرے کہے ہوئے مضمون کے دیکھو جو قریب
۸۵ ہی گزری ہے یعنی اکثر و اکثر استحقاق بقولنا مجنون
حدیث۔ لوگوں کی مداراۃ کو جو جب
تم ان کے گہر میں ہو۔ مجکو یہ حدیث معلوم نہیں
ہوئی۔ لیکن روجہ کے اب میں یہ حدیث
آئی ہے کہ اسکی مداراۃ کرو تو اس کے ساتھ
بسر کر سکتے ہو اور زیادہ کاوش کرنے سے
بوجہ اس کے ضعف عقل کے یا شقاق
ہو گیا یا افتراق) روایت کیا اسکو ابن حبان
نے اپنی مجمع میں سمرہ سے **ف** میں کہتا
ہوں کہ جب (اس حدیث میں) روجہ کی

لضعف عقلها ولا احتياج
الى معاشرتها فمن كان لها
مثل حال الزوجية في
ضعف العقل ولا احتياج
اليه تعدى الحكم
اليه فثبت معذورهم
مادمت في ذارهم
ماخذ لقول
الروحي ۱۰

لا تغافلهم جيبی دارهم
یا غریبا نازلا فی دارهم
وهذا هو دیدن
الحکماء من اهل
الله۔

الحديث الذال
على الخبير كفا على
الصكري وابن جيمع و
من طريقه المنذري من
حديث طلحة بن عمرو
عن عطاء بن ابن عباس
مرفوعا في حديث

۸۶

مدارة كالحكم دارو ہوا ہے اس وجہ سے کلاسی
عقل ضعیف ہے اور اس کے ساتھ گزر کرنے کی
تکو حاجت ہے تو جس شخص کی حالت ضعیف
عقل اور اس کی حاجت واقع ہونے میں
وجہ کی کسی حالت ہو (اشتراک ملتے)
یہ حکم اس کی طرف بھی متعدی ہو جاوے گا
پس یہ حدیث سنی ثابت ہو گئی اور بہت مشد
مولانا رومی کے اس شعر کا لفظ ہے ۱۰
لا تغافلہم جیبی دارہم

یا غریبا نازلا فی دارہم
اور یہی طریقہ ہے حکماء اہل اللہ کا کہ عقول
مدارہ کرتے ہیں جن میں بڑی حکمت اپنے
قلب کو تشویش سے محفوظ رکھنا ہے
جسکی صاحب طریق کو محنت حاجت ہے۔

حدیث کیسی اچھی بات کا بتلانے
والا ایسا ہی ہے جیسا اوس کا کرنے والا
(یعنی ثواب میں) روایت کیا اسکو عسکری
نے اور ابن جیمع نے اور اس کے طریق
سے منذری نے طلحہ بن عمرو کی روایت
و خطا سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن
عباس سے مرفوعا ایک حدیث میں ہے

لفظہ کل معروف
 صدقة والدال
 علی الخیر کفاعله واللہ یحب
 اخافۃ اللہ فان
 واخرجه مسلم بمعناہ
 عن ابی مسعود روفیث
 طویل، قال صلی اللہ
 علیہ وسلم من دل علی
 خیر فله مثل اجر فاعله
ف ودخل فی ذلک
 دلالۃ الطالب
 علی الشیخ الکامل
 بل هو اصل کل خیر۔
الحديث الدینا
 مزرعة الآخرة
 لمراقف علیہ **ف** قلت
 ولكن معناه فی القرآن
 قوله تعالیٰ وابتغ فیما
 انالک الله الدار الآخرة
 ولا تنس نصیبک
 من الدنیا الآتیۃ

الفاظ یہ ہیں ہر نیک کام صدقہ ہے۔ اور
 اچھی بات بتلانے والا ایسا ہی ہے
 جیسا اوس کا کوئی نیا لا اور اللہ تعالیٰ پریش
 آدمی کی مدد کرنے کو محبوب رکھتا ہے اور
 روایت کیا اس کے معنی میں کہ مسلم نے
 ابو مسعود سے (ایک طویل حدیث میں)
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
 شخص کوئی اچھی بات بتلا دے اس کو
 کرنے والے ہی کی برابر جزا ملے گا۔
ف کہ اس میں بھی داخل ہو گیا کہ علی علیہ السلام
 کی شیخ کامل کا پتہ بتلا دے بلکہ یہ تو سب
 اچھی باتوں کی اصل ہے (کیونکہ شیخ کامل
 ہی کی بدولت سب اچھی باتیں معلوم ہوئی ہیں)
حدیث۔ دنیا آخرت کی کمیت کی جگہ
 ہے میں سپرد آگاہ نہیں ہوا **ف** میں
 کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون قرآن مجید میں
 موجود ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے
 تجھ کو دنیا میں (جو دے رکھا ہے تو اس میں)
 آخرت کی بھی جستجو کر اور دنیا سے اپنا
 حصہ (آخرت میں لیجنا) فراموش
 مت کر +

الحديث حديث رد

الشمس على قال احمد

لا اصل له وتبعه ابن

الجوزي فاورد

في الموضوعات و

لكن قد صححه الطحاوي

وصاحب الشعاع

واخرج ابن منق

وابن شاهين من

حديث اسماء

ابنة عميس قلت

قال السيوطي في التعقيب

على الموضوعات باب المناء

في رواية حديث اسماء بنت

عميس في رد الشمس فضيل

ثقة صدوق اجتبه

مسلم ولا دبعة وابن ثعلب

وثقه خيرابي حاتم ورو

عنه البخاري في الادب

وابن حنبل من كبار الحفاظ

ونظم الناس له مختصراً

حديث حضرت علی کے لئے جب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

مشغول ہونے کے سبب صبر کی نمانہ

نہیں پڑھ سکے آفتاب کا وہاں ہو جانا

(جس سے وہ وقت میں نثار پڑھ سکے)

احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اسکی کچھ اصل نہیں

اور ابن الجوزی نے انکی موافقت کی اور اسکو

موضوعات میں لائے ہیں لیکن طحاوی اور

صاحب شفاء نے اسکی تصحیح کی ہے اور ابن

مندہ اور ابن شاہین نے اسکو ثابت نہیں

کی روایت اسکی تخریج کی ہے میں کتابوں

سیوطی نے تعقیبات علی الموضوعات کے

باب المناقب میں (اسما کی اس حدیث

کی اوّل راویوں کے بارہ میں جن کے سبب

حدیث مجروح کی گئی ہے) کہا ہے کہ فضیل

ثقة رہتا ہے اور اسکی مسلم اور اسکا

سنن اربعہ نے اجماع کیا ہے اور ابن شریک

کی توثیق یحییٰ بن عیسیٰ کے اور ول نے کی ہے

اور اس سے بخاری نے ادب میں روایت کی

ہے اور ابن عقیلہ کا برحفاظ سے ہو اسکی

لوگوں نے توثیق کی ہے اور مختصر

ف فلا تجعل تکذیب
 ما یروی من جلس
 الشمس بدما بعض اولیاء
 کما اشتهر من شرف
 الدین القلندر اند
 دعایا الہی تا قیامت
 بس نیاید افتاب
 شمس طلعت بدعہ
 کانت علی المراس
 فنادن الامر
 اھون من المجلس
 لانہ کان
 جسا صورا
 وحجابا معن
 فهو اقرب
 الی التصدیق -

الحديث روى المؤمن
 شفاء معناه عظیم فوق الصالحین
 قال صلى الله عليه وسلم لا شفاء
 ارضنا بریقہ بعضنا يشفي بعضنا
 باذن ربنا ف والريق

ف (مبایا تعلق واقع ہی ہو چکا ہے
 اور تخصیص الہی کی کوئی دلیل نہیں پس تم
 ایسے واقعہ کی جلد ہی تکذیب مت کرو جو
 بعض اولیاء کی دعاتے جس شمس کا قصہ
 منقول ہے جیسا حضرت قلندر صاحب کی
 حکایت مشہور ہے کہ انہوں نے (ناراض ہو کر)
 یہ دعا کر دی تھی یا الہی تا قیامت بر نیاید افتاب
 (پھر لوگوں کے معاف کرانے پر دعا کر دی
 تھی) پھر جب اونکی دعاتے وہ طلوع ہوا
 تو ٹھیک سر پر تھا (یعنی دوپہر کا وقت تھا)
 سو اس صورت میں واقعہ جس سے
 یہی سہل ہے کیونکہ وہ صورت جس تھا لیکن
 مستحق حقیقہ حجاب تھا (یعنی باوجود طلوع
 کے ٹھیک نہیں آیا) اور ممکن ہے کہ بیگم
 نہ آنا خاص (یہی سستی میں ہو) سو تصدیق
 سے بہت قریب ہے۔

حدیث مؤمن کا لایا شفاء ہے اس کا
 مضمون صحیح ہے (گو الفاظ ثابت نہیں)
 چنانچہ صحیحین میں حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ارشاد سے عابے شفاء کامل
 کرنیکی دعا مذکور ہے ف اسی سے

والسود كما لئلا دفين فثبت انهم معني
ما اشتهر بلفظ سورة المؤمن شفاء
وهذا التبرك بسورة الصالحين
والمشائخ معاندا في اهل الطريق بكثرة -
الحديث زرغباً تزدد جيا
البزاد والحارث بن ابى اسامة في
مسند يحيى ومن طريق ثابتهما
ابو نعيم في الحلية من حديث
طلحة بن عمرو عن عطاء بن ابى رباح
عن ابى هريرة به مرفوعاً وشم
ساق اسانيد متعددة وقال
يجمعوها يتقوى الحديث من
قال البزار انه ليس منه حديث
صحيح فهو لا ينافي ما قلناه
ف ومنه يوضح حكمة
اختفاء التحليلات عن السالك
احياناً كما اشار اليه
الحارث الشيرازي
بقوله

گر نیست غیبی ندهد
لذتی حضور

سور المؤمن شفاء کا مضمون یہی ثابت ہو گیا
اور اہل طریق میں بزرگوں کی کمائی ہوئی
چیز سے برکت حاصل کرنا کثرت سے
متاد ہے *

حدیث نافذ کر کے ملاقات کیا کرو
محبت میں ترقی کرو گے روایت کیا
اسکو ہزار نے اور حارث بن ابی اسامہ
اپنی مسندوں میں اور حارث کے طریق
سے ابو نعیم نے علیہ میں سلمہ بن عمرو کی
روایت سے وہ عطاء سے روایت کرتے
ہیں اور ابو ہریرہ سے مرفوعاً پر مقاصد میں
کئی سندیں ذکر کر کے بعد کہا ہے
کہ ان اسانید کے مجموعہ سے حدیث میں
قوت ہوتی ہے اگرچہ ہزار نے کہا ہے
کہ ہمیں کوئی حدیث صحیح نہیں لیکن یہ ہمارے
قول کے منافی نہیں (کیونکہ محبت کی نفی
سے ثبوت کی نفی نہیں ہوتی) **ف** اللہ
اس سے بعض اوقات سالک کے تجلیات کے
استیلا کی محنت بھی معلوم ہوتی ہے
جیسا کہ حارث شیرازی نے فرمایا ہے
گر نیست غیبی ندهد لذتی حضور

الحديث سيد القفا
خادمهم ابو عبد الرحمن
السلبي في اداب الصحبة
من روايته يحيى بن الكتم
عن المامون عن ابيه
عن حماد عن عتبة
ابن عامر عنه بهذا وفي
سند ضعيف انقطاع
في ويخبر ضعيفا
لعل السلف به
تاطعة لاسيما
اهل الطريق في
كل زمان حيث
يخدمون كذا
حتى خدمهم
بكل خدمة
يحتاجون اليها
الحديث الصراط
كحل السيف او كخرة
ان شمرق البهري في الشعب
عن اس بن مرقو عن

حديث جو کی قوم کا سردار ہوا اور کچھ
خادم ہے (یعنی اسکو خادم مہنا چاہیے)
روایت کیا اسکو ابو عبد الرحمن سلبي نے
اپنی کتاب آداب الصحبة میں یحییٰ بن الکتم
کی روایت سے اور انہوں نے اموشی سے
سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے
اولاد کے واسطے اور انہوں نے عقبہ بن عامر
سے اور انہوں نے اسی نقطہ سے مرفوع کیا
ہے اور اسکی سند میں ضعف اور انقطاع
ہے اس کے ضعف کا تذکرہ اس
ہو جاتا ہے کہ عموماً سلف کا اس پر عمل رہا ہو
خصوصاً اہل طریق کا ہر زمانہ میں رہے کہ وہ
سب کی خدمت کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے خادموں کی
بھی جس خدمت کی اونکو حاجت ہو (اویسی)
حدیث پر اس طرح عمل کرنا علامت ہے کہ کثرت
کی کچھ اصل معتد بہ ہے ورنہ غیر ثابت پر
عمل کیوں کرتے)
حدیث۔ بلصراط تلوار کی تیزی کی طرح
ہے یا بال کی باریکی کی طرح ہے روایت
کیا اسکو بہیقی نے شعب میں مسند
اس سے مرفوعاً اور کہا کہ یہ اسناد ضعیف ہے

وقال هذا اسناد ضعيف
قال فروع بن زياد القير
عن الحسن مرفوعاً ما الصراط
كحد الشعر أو كحد السيف
قال وهو مراد به صحیحۃ
انتہی **ف** قلت
وبن فہم استبعادہ
ما قال فیہ بعض اہل
اللطائف من القوم
ان الصراط مثال
للطريق الوسطا الذی
ولما كان الوسطا الحقیقۃ
غیر منقسم ظہر الصراط بصری
ما هو اذق من الشعر
فان الشعر منقسم عرضاً
وايضاً لما كان الوسطا الحقیقۃ
اصعب من كل شی فان الرکبۃ
الی جامعہ من الافراط و
التفریط قلنا یسلم منہ
احدكما قال صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم انما الدین احد لا غلیہ

بہت سی لے کہا ہے کہ یہ حدیث زیادہ قریبی
روایت کی گئی ہے اوہوں نے اس سے
مرفوعاً روایت کیا ہے کہ صراط بال کی
باریکی کی طرح ہے یا تلوار کی تیزی کی طرح
اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے ختم ہوا
کلام بہت ہی **ک**اف میں کہتا ہوں کہ اس کا
مستبعد ہونا اس سے دفع ہوتا ہے
جو اس باب میں صوفیہ میں سے بعض اہل
لطائف نے کہا ہے کہ صراط صویرت
مثالیہ ہے طریق دینی معتدل کی اور
چونکہ وسط حقیقی غیر منقسم ہوتا ہے اسکو
صراط ہی شکل میں ظاہر ہو گا جو بال سے
ہی باریک ہے کیونکہ بال تو عرض میں
منقسم ہوتا ہے نیز چونکہ وسط حقیقی پرقائم
رہنا چاہیے نہ زیادہ و شمار ہے کیونکہ
اس کے دونوں طرفوں یعنی افراط و تفریط
کی طرف مائل ہو جائیے بہت کم سالہ امتیاز
ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی ایسا شخص
نہیں جو دین کا تختی سے مقابلہ
کرے مگر وہ سپردین ہی غالب ہو گا۔

وقال استقيموا ولن تحصوا
وان تقبل الله تعالى من
العباد احدى العل برحمته
وعفوه كما قال صلى الله
عليه وسلم دو اوقار بوا
استعينوا بالغدوة والرهو
ولشي من الذلحة رواه
البخاري فلهذه
الصعوبة ظهرا
الصراط بصورة
ما هو احد من السيف
فان دفع الاستبعاد
وبيان امثال هذه النكت
مما يعامل به اهل
الاصلاح الضعفاء واهل
طريقهم في هذه الامور
التسليم بلا تكليف
الحديث عفا
تعف نساءكم وبنوا
آباءكم تبركم
ابناءكم

اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مستقیم رہو
تم سے اس کا احاطہ جنوں کے گا اگرچہ اللہ
اپنے عفو و رحمت سے بندہ سے اولیٰ درجہ
کے عمل کو بھی قبول فرماتا ہے جیسا کہ
ارشاد فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ ٹھیک ٹھیک رہو اور
قریب قریب رہو اور کچھ صبح کچھ شام اور
کچھ رات کے حصے سے مدد دیا کرو اور یعنی
ان اوقات میں کچھ نفل عبادت کریا کرو
پس اس دشوار ہونے کے سبب صراط
ایسی صورت میں ظاہر ہوگا جو تلوار سے
زیادہ تیز ہے پس اس تقریر سے وہ
استبعاد فرغ ہو گیا اور اس قسم کے
نکات کا بیان کرنا ایک طریق ہے
جس کے موافق اہل اصلاح ضعیف کے ساتھ
معاملاً کرتے ہیں ورنہ ان کا اصل طریق
ان امور میں بلا کیف تسلیم کر لینا ہوتا
الحديث تم عیفت رہو بتاری
عورتیں بھی عیفت رہیں گی اور اپنے
باپوں سے اچھا سلوک کرو تمہارے
بیٹے تم سے اچھا سلوک کریں گے سبکو

الطبرانی عن جابر والد البلی عن
علی بن مرفوعہ قال تزنا وقتہ لیلۃ
نسائکم وحقوا تعفت
نسائکم انسی فلان زنا
فزنت نسائکم المقصود
بیان اصل الاثر وان لم یترتب
لما وضو کا نہ یاخذ لقولہ الفار
المروی فی الخامن من المتفق
مع ذکر السرفیہ

ہر کہ با اہل کسارت فسق جو
اہل خجرا دان کہ توادست او
زانکہ مثل آن جزائے او شود
چون جزائے سینہ مثلش بود
و یقول الشیخ المشیرازی فی تفسیر
مکن بد بفرزند مرحم نگاہ
کہ ناگاہ فرزند آید تباہ
وقلایں جد قول من اقوال
اہل الضریقی لایستند الی
النصوص صریحہ او اشارہ
الحل فیہ علماء امتی
کا بنیاء بنی اسرائیل

۹۷

طبرانی نے حضرت جابر سے اور علی نے
حضرت علی سے مرفوعاً اس طرح روایت
کیا ہے کہ تم زنا مت کرو تمہاری بیویوں کی
لذت جاتی رہے گی (کیونکہ لذت
اشتیاق سے ہوتی ہے اور جب دوسری
جگہ اشتیاق ختم ہو گیا پھر لذت کہاں ہے)
محبت کی خواہش ہی اس نعمت کے
سلب کا سبب بنتی ہے، اور تم عفت
رہو تمہاری عورتیں بھی عفت رہیں گی
فلان خاندان والوں نے زنا کیا ان کی
عورتوں نے بھی زنا کیا مقصود
(زنا و عفت کے) اہل اخرا کا بیان کرنا
ہے اگرچہ کسی مرض کے سبب اس کا
ترتب نہ ہو اور غالباً یہ حدیث عارف
رومی و شیخ شیرازی کے اقوال (زنا کو)
حصہ عربی کا ماخذ ہو گا اور حضرات
اہل طریق کے اقوال میں سے کوئی
قول کم پایا جاتا ہو گا جو خصوصاً کثیر
صراحت یا اشارہ مستند ہوتا ہو۔
حدیث میری امت کے علماء
مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں ہمارے

قال شيخنا ومن
قبله الدمیری و
الزركشي ان ذلّا اصل
له زاد بعضهم
ولا يعرف في كتاب
معتبر **ف**
قلت لكن معناه
صحیح ثابت بحديث
العلماء ورشته
الانبياء والمقاصد
في هذا الحديث احمد
وابوداؤد والترمذی
وآخرون عن ابي
الدرهم مرفوعاً
بزيادة ان الانبياء
لم يورثوا دينار ولا
درهماً امنياً
ورثوا العلم صححه
ابن حبان والحاكم
وغیرهما وحسنه حمزة
الکنازی وضعه غیرهم

۹۵

شیخ نے کہا ہے اور ان کے قبل دیمیری
اور زکشی نے کہا ہے کہ اسکی کچھ اصل
نہیں بعض نے اتنا اور زیادہ کیا کہ یہ
حدیث کسی معتبر کتاب میں ہی معلوم
نہیں ہوئی **ف**۔ میں کہتا ہوں کہ
لیکن اس کا مضمون صحیح ہے
اور اس حدیث سے ثابت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے
مقاصد میں اس حدیث کے باب
میں کہلے کہ اسکا احمد و ابوداؤد
وترمذی نے اور دوسرے نے بھی
ابو الدرداء سے ان ہی الفاظ سے
مرفوعاً روایت کیا ہے مع اس بیات
کے کہ انبیاء نے میراث میں نہ دینا
چوڑا نہ درم چوڑا صرف علم کو میراث
میں چوڑا ہے اور اس حدیث کے
ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے صحیح
کہا ہے اور سنہ کنانی نے حسن
کہا ہے اور ان کے غیر نے ضعیف
کہا ہے بوجہ اس کے کہ اسکی سند میں

بالاضطراب فی سندہ
کلہن لہ شواہد یتقوی
الحديث الفقرا
غزری ویدافنہ
قال شیخنا ہوا بطل
موضوع قلت لکن
ورہ فی فضل الفقراء
احادیث لا تخصی
وبالفضل یقع الفخر
حدیث الفخر مدلول
الزما فی احادیث الفضل

۹۶

الحديث القلب بیت الرب
لیس لہ اصل فی المرفوع قلت
یعنی لفظاً فی المقاصد حجتاً
المیم فی تحقیق ما وسعنی ساقی
ولا ارضی ووسعنی قلب
عبدی المؤمن ما نصہ
وقد روی الطبرانی من حدیث
ابی عتبہ الخولانی رضہ
ان لله آتیۃ من اهل الارض
آتیۃ ربکم قلوب عبدا الصالحین

اضطراب ہے لیکن اس کے شواہد
متعدد ہیں جن سے اسکو تقویت ہوئی
حدیث فقر فخر ہے اور میں اس پر
فخر کرتا ہوں ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ
محیر ثابت اور موضوع ہے و نہیں
کہتا ہوں لیکن فخر کی فضیلت میں
بیشمار حدیثیں وارد ہیں اور فضیلت
ہی کی چیزوں سے فخر ہوتا ہے پس یہ
فخر والی حدیث فضیلت الی حدیثوں
کی مدلول التزانی ہو پس معنی یہ اہل
نہ ہوتی

حدیث قلب خانہ خدا ہر مرفوع
میں اسکی کوئی اہل نہیں میں کہتا ہوں
مطلب یہ ہے کہ لفظاً اسکی کوئی اہل
نہیں کیونکہ مقاصد کے حرف میم ماضی
ساقی الہی تحقیق میں یہ مضمون ہے کہ طبرانی
نے ابو عتبہ خولانی سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ اہل ارض میں اللہ تعالیٰ
کے بہت ظروف ہیں اور تمہاری وہ
کے ظروف اوس کے صلح بندوں کے
قلوب ہیں اور ان سب میں کبریا و مجرب و قابل

واجباً الیہ ایسے ماوارقہا فی مسند
بقیۃ بن ولید وہو مدنی لکن صرح
بالتحدیث ام قلت والا نیۃ و
البت متقاربان معنی و یقلد
فی کل الذکر والحبۃ ونحوہا لان
تعالی یجل عن ان یجل فی شرف
وعلیہ یجل ما وقع فی کلام بعض العتقا
سے برتو حست نگہ در زمین و آسمان
و سریم سینہ میراں کہ چون کردہ
و مثله ما سما فیہ القلب بیت اللہ
او عرش اللہ او ارض اللہ
او محل التجلی لہ
و ما فی معنایہ۔

الحلیث کا د الفقہان یکون
کفر احمد بن منیع مطرانی
بن ید الرقاشی عن الحسن
او انس بہ مرفوعاً و ہوا
عند ابی نعیم فی الحلیۃ
و ابی مسلم الکشر فی سننہ ابی علی بن
السکون فی مصنفہ ابی ہریرۃ فی الشعب
و ابن عساکر فی الکامل مطرانی بن ید

جوسب میں زیادہ نرم و دقیق ہوں اسکی
سند بن قیس بن ولید ہے جو درس ہے لیکن
اس نے حدیثی یا حدیثیہ کہا ہے و پیر
مضر نہیں انیریں کہتا ہوں کہ طرفت اور
خانہ دونوں معنی قریب قریب ہیں اور دونوں
میں ذکر یا حست وغیرہ لکھا جاوے گا دینی
حست الہ و آیتہ محبتہ اللہ کیونکہ اللہ
تعالی اس کے بالاتر ہے کہ وہ کسی شے میں
حلول فرماوے اور اسی پر محمول کیا جاوے گا
بعض عشاق کا یہ قول سے برتو حست
یا اور کوئی قول جس میں انہوں نے کہیں
ارض اللہ کہیں محل تجلی کہیں اس کا ہم
کہہ دیا ہے۔

۹۷

حدیث۔ عتاجی قریب ہے کہ کفر ہو جاوے
اور سکواحد بن منیع نے بزرگ قاشی کے
طریق سے روایت کیا ہے اور انہوں نے
حسن سے اس سے مرفوعاً اور یہ حدیث
ابو نعیم کے حلیہ میں اور ابو مسلم کندی کے
سنن میں اور ابو علی بن سکون کے مصنف
میں اور یحییٰ کے شعب میں اور ابو ہریرۃ
کے کمال میں (اوی) بزرگ کے طریق سے

عن النسب لا شك
وینید ضعیف
والنسائی وصححه ابن
جسان من حجة ابنی
عن ابي سعيد الخدري
مرهنا انه كان
يقول اللهم اني
اعوذ بك من الكفر
والفقر فقال رجل
وبعد لان قال
نعم وهذا
وما قبله من المرفوع
ضعيف الاسناد
قلت فصح الحديث
معنى وهو اذالم
يصبر لحريص
واعترض على ربه
وقلت لفظ
النسائي قال
صلی اللہ علیہ
وسلم اعوذ بالله

۹۸

حضرت انس سے مروی ہے بدوں شک کے
(جیسے پہلے حسن کا بھی شک تھا) اور نیز
ضعیف ہے اور نسائی کے یہاں ابن جسان
نے تصحیح بھی کی ہے اور ابوالہیثم کی جہت سے
اور ابوسعید خدری سے مرفوعاً اس طرح روایت
کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے اے اللہ میں
آپکی پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر سے
ایک شخص نے کہا اور یہ دونوں برابر ہیں
فرمایا ہاں اور یہ سب روایاتوں میں صحیح
ہے اور اس کے قبل جو مرفوع روایت
اتھی وہ ضعیف الاسناد ہے میں کہتا
ہوں کہ وہ ضعیف حدیث بھی ہوگی صحیح
ہوگئی اور یہ (فقر کا کفر کے قریب ہونا)
اس وقت ہے جب یہ شخص مبرور منہ
اختیار نہ کرے اور حق تعالیٰ پر اعتراض
کرے نیز میں کہتا ہوں کہ نسائی میں لفظ
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں کفر اور دین
سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ
کیا آپ دین کو کفر کی برابر کرتے ہیں
فرمایا ہاں اور یہ بھی ماقبل کے قریب ہے

من الکفر والدين قال رجل
يا رسول الله العدل الدين
بالكفر قال نعم الحدیث وهو
يعتار رباً قبله فان الفقر
ليستبعم الدين عادة والدين
ليستبعم الكفر نصلاً اذ فيه بعض خصائص
النفاق من خلل الوعد غيره فثبت معنى

الحديث كنت

كنز الا اعرف

فاجبت ان

اعرف فخلقت

خلقتا ففرقتهم

بنی فرعون فی قال

ابن تیمیہ

انه ليس من

كلام النبی

صلی اللہ علیہ

وسلم ولا یحرف

له سند صحیح

ولا ضعیف وتبعه

الزركشي وشيخنا

اسلئے کہ فقر عادت دین کو مستلزم ہے اور
دین (من وجہ) کفر کو نصلاً مستلزم ہے
کیونکہ اوس میں بعض خصائص نفاق کے
پائے جاتے ہیں جیسے وعدہ عسکری
وغیرہ پس فقر کے کفر تک پہنچانے کا
مضمون ثابت ہو گیا (اور یہی مضمون
تھا کاذا الفقر الا کا)

حدیث میں ایک خزانہ تھا جس کو کوئی

نہیں پہچانتا تھا میں نے چاہا کہ میں پہچان

جاؤں سو میں نے مخلوق کو پیدا کیا اور

اؤ لکھا اپنی پہچان دی پہراؤں میں نے مجھ کو

پہچانا ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے اور نہ اسکی

کوئی سند معلوم ہوئی نہ صحیح نہ ضعیف

اور زکشی اور ہار کے شیخ (جی اس

حکم میں) ابن تیمیہ کے تابع ہوئے

ف لیکن یہ مضمون صحیح ہے اور حدیث

ان اللہ جمیل بحسب الجمال سے مستنبط

ہے جیسا کہ احقر نے اپنی بعض تالیفات

بیان کیا ہے چنانچہ انکلت الدقیقہ کے

مضمون مشہور میں ہی مذکور ہے۔

الحديث ليس الخنزيرة
 الصوفية وكون الحسن البصري ليس
 من علي قال ابن دحية وابن الصلاح
 انه باطل وكذا قال شيخنا
 انه ليس في شيء من طرقها ما يثبت
 ولعمري وفي حديث صحيح ولا حسن
 ولا ضعيف ان النبي صلى الله
 عليه وسلم قال ليس الخنزيرة على الصلوة
 المتعارفة بين الصوفية كاحد
 من اصحابه والا امر احد من اصحابنا
 يفعل ذلك وكل ما يروى
 في ذلك صريحا فباطل
 ثم قال ولعمري قد شنعنا
 بهذا بل سبقه اليه جماعة
 حتى من لبسها واللبسها
 كالدمياط والذهي
 والهمكاري وابي حبان
 والعلائي ومغلطائي
 والعراقي وابن الملقن
 والنباسي واللبهاني وابن
 ناصر الدين الخ

۱۰۰

حدیث خنزیرہ صوفیہ کا پہننا اور حضرت
 حسن البصری کا حضرت علی سے پہننا ابن
 وحیدہ اور ابن الصلاح نے کہا کہ بالکل ثابت
 نہیں اور اس طرح ہمارے شیخ نے کہا ہے
 کہ اثبات خنزیرہ کے تین طریق ہیں ان میں
 سے ایک ہی ثابت نہیں اور کسی خبر صحیحہ
 یا حسن یا ضعیف میں وارد نہیں ہوا کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورتہ متعارفہ
 بین الصوفیہ پر اپنے کسی صحابی کو خنزیرہ
 پہنایا ہوا ورنہ کسی صحابی کو یہ حکم دیا کہ وہ اس
 کریں اور جو کچھ اس باب میں دیگر روایتیں
 آئی ہیں سب اس میں گریج کی قید و مفہوم میں
 کیلئے استنباط ہو سکتا ہے (پھر کہا ہے
 کہ اس معنی میں ہمارے شیخ جن جن لوگوں
 نہیں بلکہ اولیٰ سے پہلے ہی ایک عبادت
 اس طرف گئی ہے حتیٰ کہ جن ہندوؤں نے
 پہنا ہے اور پہنایا ہے (وہ بھی اس کو
 روایت سے ثابت نہیں فرماتے) جیسے
 دمیاطی اور ذہبی اور ہمکاری اور ابو حبان
 اور علانی اور مغلطائی اور عراقی اور ابن
 الملقن اور نباسی اور لبہانی علیٰ طریق ابن الخ

ف لکن مع ذلک مباح اذا
 لم یقتد بالنسبة بل هو اسم صالح
 مبنی علی المصالح کتعمیم المصلحین
 الفارغین من العلوم الدرسية
 هو اسم بین اصحاب الدرس۔
الحديث۔ تسعت
 حجة الهوى کیدی
 الی اخره البیتین
 وانهما من الاقناتین
 یدی النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم قال
 ابن تیمیہ ما اشتہر
 ۱ با محمد ورة انشک
 بین یدیہ صلی اللہ
 علیہ وسلم وانه
 تواجد حتی وقعت
 البدنة الشریفة
 عن کتفه فقام بها
 فقرأ الصفتا
 وجعلها رقا
 فی ثیابہم فهو کذب

ف لیکن باوجود اس کے بس خرقہ
 بیل ہے جب اسکو سونہ پہنایا
 بلکہ وہ ایک رسم صالح ہے جو بہت
 مصلح پر مبنی ہے جیسے فارغین علوم
 کو عامہ ہانڈنا اہل مدارس میں ایک رسم ہے
حدیث۔ تسعت حجة الهوى
 کیدی و دشعروں کے ختم تک (اور
 وہ دو شعر یہ ہیں۔

قد تسعت حجة الهوى کیدی
 فلا طیب لهما ولا سراقے
 الا احبیب الذین شغفت بہ
 فخذہ دقیتی و تریاقے
 اور یہ کہ یہ اشعار بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 رد پر و پڑ ہے گئے (اس کے متعلق)
 ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ یہ جو شعر ہے
 کہ ابو محمد ورنے یہ اشعار حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم کے رد پر و پڑ ہے
 اور آپ نے وجہ فرمایا حتی کہ آپ کی چادر مبارک
 آپ کے شانہ سے گر گئی اور اسکو فقرہ
 صفہ نے باہم تقیم کر لیا اور اپنے کپڑوں
 میں اس کے پیوند لگانے سو یہ قدر

باتفاق اهل العلم بالحديث
وما روى في ذلك فهو ضوم
قلت وهو ايضا عند
علماء الصوفية امر مباح
في نفسه لا عن اض
عمومة بشرائط
خاصة متعسرة
عندهم مضبوطة
في مقالا فممنها ان لا
يتنكب عليه فسادا
ظاهرا ولا باطنا فهذا الكلا
في السماء والوجد والتواجد اما
تقاسم الخرق للبركة فهو كلبس
الخرقة الذكرا تفارسم ناشرع
اعتقاد البركة ولما كان تحصيل البركة
من الاغراض المحققة لم يدخل هذا
التميز في ملازمة ملائمة فليكن كذا
ولا نصفا وياك ولا اعتراض ولا عتسا
في امر الصوفية ولولم يكن من الاسكان
الحديث كذا
عباد الله ركم و

۱۰۲

باتفاق محدثین غلط ہے اور جو کہ یہ اس باب
میں مروی ہے سب موضوع ہے
میں کتبہ مول کہ یہ بھی علماء صوفیہ کے نزدیک
اغراض مجموعہ کے لئے ایک امر فی نفسہ مباح
ہے مگر خاص شرائط کے ساتھ جو ان کے
مزدک متعہ ہیں اور ان کے کلمات میں
منضبط ہیں انہیں سے ایک یہ بھی ہے
کہ اوپر کوئی فساد ظاہری یا باطنی مرتب
نہو یہ کلام تھا اسلح اور وعد اور تلوید میں
باقی خسر قہ کا برکت کے لئے تقسیم کرنا
پس وہ بس خرقہ کی طرح جس کا ذکر انہی
اور بگذا ہے ایک رسم ہے جو اعتقاد
برکت سے ناشی ہے اور چونکہ برکت
کا حاصل کرنا اغراض مجموعہ سے واسطے
چین خرقہ کا پارہ پارہ کر دینا اسراف
اور اتلاف میں داخل نہیں سو تم صوفیہ
کے بارہ میں گو وہ متقدمین میں سے انہوں
ادب اور الصفات کا لحاظ رکھنا اور عرض
اور خبر مروی سے بچنا۔
حدیث اگر اللہ کے وہ بندے نہ ہوتے
(جو بڑھاپے سے) جھک گئے ہیں اور

صبیۃ رضع و بھائم لقم
 یصب علیکم البلاء
 صبا الطیالی الطبر
 وابن منہ وابن
 عک و احضون
 من حدیث مالک
 ابن حیدرہ وابن مسام
 الدیلمی عن ابیہ
 عن جدہ و ابو یعلی
 من حدیث
 ابی ہریرۃ
 کلاہمابہ
 مرفوعا فادل
 علی کون الدنی
 نافعا للشریف
 ومن شمرے
 اہل اللہ یرون
 انفسہم اخس
 من کل احد
 حتی من البھائم
 ویقاس النفع

دودھ پینے والے بچے نہ ہوتے اور
 چرنے والے بھائم نہ ہوتے تو تم لوگوں
 (معامی کی سزائیں) میں کی طرح عذاب
 پرستار وایت کیا اسکو طیالی اور
 طبرانی اور ابن منہ اور ابن عدی اور
 دو سکر محدثین نے مالک بن حیدرہ
 ابن مسامخ دیلمی کی روایت سے وہ
 روایت کرتے ہیں اپنے پاس سے
 اور وہ ان کے دادا سے اور ابو یعلی
 نے ابو ہریرہ کی حدیث سے دونوں
 نے اسی لفظ سے مرفوعاً روایت کیا
 ہے **ف** یہ حدیث اس پر دال ہے
 کہ ادنی سے اشرف کو نفع پہنچ جاتا
 ہے (چنانچہ بھائم تک سے آدمی کو
 یہ نفع پہنچا کہ اون کی بدولت وہ عذاب
 سے محفوظ رہا) اور ایسوجہ سے
 اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنے کو
 ہر شخص سے کمتر سمجھتے ہیں حتی کہ بھائم
 سے ہی اور نفع و نیوی پر نفع دینی کا
 قیاس ہو سکتا ہے کہ وہ ہی دنیوی
 شریف کو بعض اوقات پہنچ جاتا ہے

۱۰۳

اشرف علیہم

الدینی علی النفع الدینی۔

الحديث لوانكم

توكلون على الله حق

توكله لانه فكم عسا

يرزق الطير تغدو

خفافا وتروم بطائنا

احمل الطيالى في مستند

والترمن وابن ملحة

من حديث ابي تميم

الجيشان عن عمر بن

صفحة ابن خزيمة وابن

الحاكم والعلامة محمد

وهب بن منبه

قال سئل ابن

عباس عن المتوكل

فقال الذي

يحدث ويبدد

يزره بين المدا

ومن طريق

مغوية بن قرق قال

لغى عمر بن الخطاب

چنانچہ بکثرت مشاہد ہے)

حدیث۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل

رکھتے جیسا توکل کا حق ہے تو تم کو

اللہ تعالیٰ اس طرح رزق دیتا جیسا کہ

پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کو

(گھونسلوں سے مہو کے نکلتے ہیں

اور شام کو پیٹ بھر کر جاتے ہیں۔

روایت کیا اسکا احمد اور طحاوی نے

اپنے سندوں میں اور ترمذی اور

ابن ماجہ نے بھی ابونعیم حیدرانی کی

روایت سے اور وہ حضرت عمر بن

سے اسی لفظ کے ساتھ مرفوعاً

روایت کرتے ہیں اور تصحیح کی اسکی

ابن خزيمة اور ابن جان اور حاکم

نے اور عسکری کی روایت وہب

ابن منبه کی جہت سے یہ ہے کہ حضرت

ابن عباسؓ سے متوکل کے بارہ میں پوچھا گیا کہ

متوکل کون ہے انہوں نے فرمایا کہ شخص کہنی پر کوسہ

مٹی میں اپنا خیمہ ڈالے (یعنی اسباب معاش

کو اختیار کرے) اور معویہ بن قرق کی طریق

سے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اہل یمن کے

ناساً من اهل اليمن فقال
 ما انتم فقالوا متوكلون
 فقال كن بستم
 متوكلون انما المتوكل
 رجل القى حمة في
 الارض وتوكل
 على الله عز وجل
 حل على بركة التوكل
 وان ترك الاسباب
 ليس بشرط في التوكل
 وفي الحديث الاول
 اشارة اليه لان الطير
 لا يخلو عن نوع كسب
 فان الخلد وج من التوكل
 لطلب الرزق نوع
 من الكسب وفي فتول
 ابن عباس وعمر
 بدلت نعم وورد
 الاذن بترك الاسباب
 الظنية بشرائط خاصة
 في نصوص اخص

بعض لوگوں سے لے فرمایا تم کون ہو کہنے
 لگے متوکل ہیں سرمایا تم (اس دعویٰ میں)
 جو لے ہو کہ تم متوکل ہو متوکل تو صرف
 وہ شخص ہے جو دائر زمین میں ڈالے اور
 (ڈال کر) اللہ تعالیٰ پر توکل کرے (اپنی ترقی
 پر اعتماد نہ کرے) **ف** اس حدیث کے
 توکل کی برکت معلوم ہوئی (کہ پرندہ کی
 طرح روزی کسی آسانی سے لے اسی کا
 گویا ترجمہ کیا ہے فرید عطار نے۔
 بر توکل گر بو فیروزیت
 حق دہد مانند مرغای و زیت
 اور یہ ہی معلوم ہوا کہ توکل میں ترک اسباب
 شرط نہیں اور حدیث اول میں اس فقرہ
 اشارہ بھی ہے اس لئے کہ پرندہ ہی
 ایک گوشت کسب کے خالی نہیں کیونکہ آشیانہ
 سے طلب رزق کے لئے نکلتا ایک قسم کا
 کسب ہی ہے اور ابن عباس اور حضرت
 عمر کے قول میں تو اسکی تصریح ہے ہاتھ
 اسباب ظنیہ کی بھی خاص شرائط کے
 ساتھ دوسری نصوص میں اجازت
 آتی ہے۔

الحديث للسائل الحق
وان جاء على فرس احمد
وابو داود عن الحسين
بن علي بن مرقع وسند
جيد كما قاله العراق
وتبعه غيره وسكت
عليه ابو داود لكن
قال ابن عبد البر انه
ليس بالقوي اه شرف قال
وعن ابن عباس وعن
زيد بن اسلم رفعه
من سلا بلفظ عطا
السائل ولو جاء على فرس
اخرجه مالك في الموطا
هكذا اشرقا الدارقطني في
الا فراد من جهة الحسن بن علي
الحاشي عن الاعراب عن ابي بصير
مرقع اعلا ينعن احدكم
السائل ان يعطيه ان كان في
يد قلبان من ذهب وقال
تفرج به حسن عن الاعراب

حدیث سائل کے لئے حق ہے
اگرچہ گھوڑے ہی پر آیا اور روایت کیا
اسکو احمد ابوداؤد نے حسین بن
علی ہاشمی سے مرفوعاً اور اسکی سند
جید ہے جیسا کہ عراقی نے کہا ہے اور
دوسروں نے بھی ان کا اتباع کیا ہے اور
ابوداؤد نے اسپر سکت کیا ہے لیکن
ابن بخسار نے کہا ہے کہ یہ حدیث وہی
نہیں ہے اسکے بعد (مقاصد میں) کہا ہے
کہ ابن عباس اور زید بن اسلم سے مروی ہے
جسکو مرسل مرفوع کیا ہے ان الفاظ سے
سائل کو دو اگرچہ گھوڑے پر آیا ہو اسکو
مالک نے موطایں اسطرح روایت کیا ہے
اسکے بعد (مقاصد میں) کہا ہے کہ دارقطنی
کے بیان حسن بن علی ہاشمی کی جہت سے
اعراب سے اور وہ ابوہریرہ سے مرفوعاً
روایت کرتے ہیں یہ ہے کہ تم میں کوئی
شخص سائل کے دینے سے انکار نہ کرے
اگرچہ اس کے ہاتھ میں سونے کے ٹکڑے
ہوں اور (دارقطنی نے) کہا ہے کہ اس
روایت میں حسن اعراب سے متفق ہیں

وہو فی مسند الفردوس
 لشراوردہ عن ابن النجار
 بسندہ عن ابی عبد اللہ
 قال اعطانی عمر بن عبد العزیز
 ما لا اقبہ بالرقۃ فقلت
 یا امیر المومنین
 انک تبعثنی الی قوم
 لا عرفہم ولہم غنی وفقیر
 فقال یا ہذا کل من
 مدیدۃ الیک فاعطہ
ف وفي ظاہر الروایۃ
 تأییدہما علیہ بعض اہل
 القلوب من اعطاء کل
 من سألہما عن من
 ان یکون فقیرا او غنیاً
 ومنع الفقراء من اعطائہ
 المسائل الغنی لان سوال
 مثل هذا الرجل معصیۃ
 ولا اعطاء اعانة لعلی
 المعصیۃ ویحملون الحدیث
 علی ما اذا اشتغل

اور مسند الفردوس میں بھی ہے اسکے
 بعد (مقاصد میں) ابن النجار سے اون کی
 سند سے ابو عبد اللہ سے وارد کیا ہے
 وہ کہتے ہیں کہ جبکہ عمر بن عبد العزیز نے
 کچھ مالی دیا کہ میں اوس کو مقام رقبہ میں
 تقسیم کروں میں نے عرض کیا یا امیر المومنین
 آپ جبکہ ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں
 کہ میں پہچانتا نہیں اور ان میں غنی بھی
 ہیں اور فقیر بھی ہیں تو میں تقسیم کے وقت
 کیسے احتیاذ کروں گا مگر انہوں نے
 فرمایا ارے بھائی جو شخص تیری طرف
 ہاتھ پکڑے تو اوس کو دیدے۔

ف ان روایات کے ظاہر لفظاً
 میں تأیید ہے بعض اہل دل کے اوس
 معمول کی کہ وہ ہر اوس شخص کو دیدیتے
 ہیں جو ان سے مانگے خواہ قتال جہاد
 غنی ہو اور فقہار نے سائل غنی کے دینے
 سے منع کیا ہے کیونکہ ایسے شخص کا سوال
 کرنا معصیت ہے اور یہ دنیا اوس کی
 امانت کرتا ہے معصیت پر۔ اور وہ
 حدیث کو اوس حالت پر معمول کرتے ہیں

الفرس وغيره بحاجته الاصلية
ويمكن للموثق الاعتذار
منه بان قصد المعطلين
اعانة على المعصية
واعنا قصد انجام مالم
وان لزمنه المعصية
تسجبا واللازم لسبب الملزم
وبالجملة فالمسئلة
فيها مساع للاجتهاد
فليس لاحد ان يلوم احدا
الحديث ما روى من
شرب له ابن ماجه من
حديث عبد الله بن المؤمل
انه سمع ابا الزبير يقول
سمعت جابرا يقول سمعت
رسول الله صلى الله عليه
وسلم قد كره وسننه
ضعيف رشم سر
بر وايات في رشم
قال واحسن من هذا
كله ما اخرج

۱۰۸
باب ما روى من

کہ گھوڑا وغیرہ اوسکی حاجت اصلی میں مشغول
اور شخص اس میں توسع کرتا ہے وہ اس کی
سے یہ مذکر کر سکتا ہے کہ دینے والے کا
قصد کو امانت علی المعصیۃ کا نہیں ہے
اوس کا قصد صرف اوس کی حاجت کا
پورا کرنا ہے اگرچہ اوس سے بطور سبب
کے معصیت لازم آجائے اور لازم کا
حکم ملزم کا سائیں ہوتا ہے حال مسئلہ میں
گنجائش اجتہاد کی ہے سو کیسویہ حق
نہیں کہ دوسرے کو ملامت کرے۔

حدیث اب زمر اوسکی چیز کے
لئے نافع ہے جس کے لئے پیا جاوے
روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے عبد
المؤمل کی روایت سے کہ انہوں نے
ابو الزبیر سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے
حضرت جابر سے سنا وہ کہتے تھے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سنا ہے اس حدیث کا ذکر کیا اور اسکی
سند ضعیف ہے (پہر چند روایات
اس باب میں ذکر کر کے کہا) اور ان
سب سے احسن وہ حدیث ہے جس کو

الفاکھ من وایہ ابن ابی شحہ
 یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن
 الزبیر عن ابیہ قال لما حج
 معاویۃ فحجنا معہ فلما طأ
 بالبیض صلی عند المقام
 رکعتین ثم مر بن مزم
 وهو خارج الی الصفا
 فقتال اسنح علی منها
 دلوا یا غلام قتال
 فنزع لہ منہ دلوا
 فناقی بہ فطس بہ
 وصب علی وجہہ
 وراسہ وهو یقول زمر
 شعناء وہی لما شربک
 بل قال شیخنا انہ
 حسن مع کونہ موقوفاً
 رو قال قبلہ فی بعض
 الروایات لکن مثله
 لا یقال بالرای (شرح قال)
 ومرتبۃ هذا الحدیث
 باحتماع هذه الطرق

۱۰۹

فاکھی نے ابن اسحق کی روایت سے ذکر
 کیا وہ کہتے ہیں کہ محمد سے یحییٰ بن عباد
 ابن عبد اللہ بن الزبیر نے اپنے باپ سے
 حدیث بیان کی کہ حضرت معاویہ نے
 حج کیا اور اون کے ساتھ ہم نے بھی
 حج کیا سو جب بیت اللہ کا طواف
 کر چکے تو مقام ابراہیم کے پاس روکے
 پڑے پھر حفا کی طرف جاتے تھے زمرہ کے
 پاس گزرے اور فرمایا کہ اے ڈکے میرے
 امیں سے ایک ڈول نکال او انہوں نے
 ایک ڈول نکالا اور وہ حضرت معاویہ کے
 پاس لائے او انہوں نے پیا بھی اور اپنے
 چہرہ اور سر پر ڈالا بھی اور یہ کہتے جاتے
 تھے کہ زفرم شفا ہے اور وہ اسی چیز کو ناف
 ہے جس کے لئے بھی پیا جاوے بلکہ
 ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ حدیث باوجود
 معروف ہونے کے حسن ہے (اور اس کے
 قبل ایک دایہ موقوفہ کے متعلق کہا ہی
 کہ) لیکن ایسی بات رائے سے نہیں کہی
 جاتی (پہر کہا ہے) اور مرتبہ اس حدیث
 کا یہ ہے کہ ان طرق کے جمع ہو جائیے

یصلح للاحتجاج بہ وقد جز
 جماعة من الکبار
 التبرک بما زمرم کا مجمع
 علیہ للقوم والحامل لہم علیہ
 مع هذه الریایات الحب لله
 والمشاعة من البلد الحرام
 الحرام ولا صغیرا من سیدنا
 اسمعیل وسیدتنا
 هجرة علیہما السلام
 الحلیث ما رآه المسلم
 حسنا فهو عند الله حسن
 احمد فی کتاب السنہ و
 وہم من عزاة المسند
 من حدیث ابی وائل
 عن ابن مسعود قال ان
 الله نظر فی قلوب
 العباد فاختار
 محمداً صلی الله
 علیہ وآلہ وسلم
 فبعثہ برسالته ثم
 نظر فی قلوب العباد فاختار

۱۱۰

وہ احتمال کے قابل ہو سکتی ہے اور اس کا
 تجربہ اکابر کی ایک (بڑی) جماعت نے
 کیا ہے **ف** اب زمرم سے برکت
 حاصل کرنا صوفیہ میں مثل امر جماعی کے
 ہے اور ان کے لئے داعی اس کا ان
 روایات کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت
 اور اس کے شاعر کی یعنی مکہ کی اور بیت اللہ
 کی اور اس کے مقبولین کی محبت یعنی
 حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ
حدیث جس چیز کو مسلمان اچھا
 سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی
 ہے روایت کیا اس کو احمد نے کتاب السنہ
 میں اور میں نے اس کو مسند کی طرف منسوب
 کیا اس نے غلطی کی (اور یہ روایت)
 ابی وائل کی حدیث سے (ہے) وہ ابن
 مسعود سے روایت کرتے ہیں انہوں نے
 فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے) بندوں کے
 قلوب میں نظر فرمائی سو محمد صلی اللہ
 وسلم کو منتخب فرمایا اور آپ کو رسالت
 کے ساتھ مبعوث فرمایا پر بندوں کے
 قلوب میں نظر فرمائی سو آپ کے لئے

لہ اصحاباً بالجملہ ہم انصار نبیہ
 ووزراء نبیہ فمأثرہ المسلمین
 حسناً فهو عند الله حسن
 ومأثرہ المسلمون
 قبیحاً فهو عند الله
 قبیح وهو موقوف
 حسن وکن آخر جہ
 البزار والطیالسی
 والطبرانی وابونعیم
 فی ترجمہ ابن مسعود
 من الحلیۃ بل هو
 عند البیہقی فی الاعتقاد
 من وجہ آخر عن
 ابن مسعود۔ **ف** الحدیث
 کالنص فی تفسیر المسلمین بالاعتقاد
 ثمان حمل علی الاستغراق
 مختصراً لاجماع وان حمل علی
 الجنس یتقید بالاجتہاد
 الدلائل فیضید حجۃ القیاس
ف ان قبل ان
 حجۃ القیاس

اصحاب کو منتخب فرمایا اور ان کو اپنے
 دین کا مددگار اور اپنے بنی کا وزیر بنایا
 پس جس چیز کو (یہ) مسلمان (یعنی اہل بیت)
 اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 اچھی ہے اور جس چیز کو (یہ) مسلمان
 بری سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے
 اور یہ حدیث موقوف اور حسن ہے
ا حدیث اس طرح اس کو بزار اور طیالسی اور
 طبرانی اور ابونعیم نے حلیہ میں ابن مسعود
 کے ترجمہ میں روایت کیا ہے بلکہ یہ
 حدیث بیہقی کے نزدیک اعتقاد میں
 دو سر طریق سے بھی ابن مسعود
 مروی ہے **ف** یہ حدیث تقریباً
 اس میں نص ہے کہ مراد مسلمین سے
 حدیث میں اصحاب ہیں پر سب صحابہ
 مراد لئے جاویں تو حدیث خاص ہوگی
 اجماع کے ساتھ اور اگر مطلق صحابہ مراد
 لئے جاویں تو دوسرے دلائل سے
 اوس میں اجتہاد کی بھی قید ہوگی پس حدیث
 قیاس کے تحت ہونی کو مفید ہوگی اگر
 اس پر یہ سوال کیا جاوے کہ قیاس کی

لا يختص بالصحابۃ فما الوجه
فی هذا التخصیص قلنا التخصیص
من حیث ان را یم مقدم علی
راے غیر ہم من القایسین
وهذا الوجه یتشع علی
قول ابی حنیفۃ رحمہ ان
تقلید الصحابی واجب
ولما انضم معنی الحدیث
سقط احقیاج الغلاۃ
به فی بدعاتہم ورسومہم۔
الحديث سمع العینین
بباطن اعملتی السیابین
بعد تقبیلہما عن سماع قول
المقنن اشہد ان محمد
رسول اللہ مع قولہ
اشہد ان محمد عبد
ورسولہ رضیت باللہ رباً و
بالاسلام دیناً وبعجداً صلی اللہ علیہ
وسلم نبیا قلت اور صاحب
المقاصد فی الباب عدۃ
اقسام من الروایات

۱۱۳

ہونا صحابہ کے ساتھ خاص نہیں پھر اس
تخصیص کی کیا وجہ ہم جواب دیں گے
کہ تخصیص اس اعتبار سے ہے کہ انکی
راے دو سر مجتہدین کی رائے پر مقدم
ہے اور یہ وجہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب
پر ملتی ہے کہ صحابہ کی تقلید مجتہد پر
یہی واجب ہے اور جب حدیث کے
معنی واضح ہو گئے تو یہ روایات اور رسوم
(کے استحسان) میں اہل فلوکار اس
حدیث سے استدلال کرنا باطل ہو گیا۔
حدیث جب موزن اذان میں
اشہدان محمد رسول اللہ کہے اور سکو
سنکر زبان سے یہ کہے اشہدان محمد
عبدہ ورسولہ رضیت باللہ رباً و
بالاسلام دیناً وبعجداً صلی اللہ علیہ
وسلم نبینا۔ اور شہادت
کی دونوں جگہوں کے پوروں کے
اندرونی حصہ کو جو حکم کردونوں آنکھوں پر
پھیرے میں (اس کے متعلق) کتابوں
کہ صاحب مقاصد کس باب میں
کئی قسم کی روایات لائے ہیں

المرفوع من حدیث ابی بنی
 الصدیق رضی اللہ عنہ الدلیلی ثم
 قال لا یصح وقال ابن ولایم
 فی المرفوع من کل هذا
 الشئ والمنقول عن الخضر
 علیہ السلام عن کتاب
 موجبات الرحمة وعزائم
 المغفرة لابن العباس
 احمد بن ابی بکر الرضا
 الیافی للتصنیف بسند فیہ عجایب
 مع القطاعہ (فلم یصح) والموفق
 علی الحسن عن الفقیہ محمد بن حمید
 الحویلی بسند والمنقول عن
 المشائخ محمد بن البابا والحد
 احد القدماء من انصرین
 وبعض بطون العراق والجم
 وابن سالم ومحمد بن ابی
 نصر البخاری اقوالهم
 وور فی فضله فی الاول
 فقد حلت علیہ
 شغلته فی سائرھا

ایک مرفوع دلیلی سے وہ ابو بکر صدیق کی
 حدیث ہے اسکو ذکر کر کے کہا ہے کہ
 یہ صحیح نہیں اور (علی الاطلاق) یہ بھی کہا ہے
 کہ مرفوع کے باب میں ان روایات کے
 متعلق کوئی روایت بھی صحیح نہیں دوسری
 قسم جو خضر علیہ السلام سے منقول ہے
 ابو العباس احمد بن ابی بکر رداویانی
 کی کتاب موجبات الرحمة وعزائم المغفرة
 سے ایسی سند سے جمیل بہت سے
 جہول راوی ہیں اسکی ساتھ تطلوع
 ہی ہے پس یہ بھی صحیح نہ ہوئی تیسری
 قسم جو حضرت حسن پر موقوف ہے فقیہ
 محمد بن سید خولانی سے اسکی سند کے
 ساتھ چوتھی قسم جو مشائخ سے خود ان کے
 اقوال منقول ہیں جیسے محمد بن بابا اور
 محمد جو ایک قدیم مصری ہیں اور بعض شیوخ
 عراق یا عجم کے اور ابن صالح اور
 محمد بن ابی نصر بخاری یہ چار قسمیں غیر
 انیس سے قسم اول یعنی مرفوع میں تو
 اس محل کی فضیلت میں یہ وارد ہوا ہے
 کہ میری شاعت اس کے لئے ثابت

حفظ العين عن السرقة العمد
ودفع الال عنها هذا المختصر
ما في المقاصد اما حكم هذا
العمل فظاهر وهو ان
ان فعل باعتقاد الثواب الذي
له مثبت دليله كان بدعة
وزيادة في الدين واكثر
من يفعله في زماننا
اعتقادهم كذلك فلا شك
في كونه بدعة وان
فعل بنية الصلة
المدنية فهو
نوح من الطب فيجوز
في نفسه لكن
لوا فضي الى ايهام
الغربة كما
هو المظنون من
العوام في هذا
الزمان يمنع
منه مطلقاً
الحديث من احدث له

۱۱۴

ہوگی اور باقی روایات میں صحت یہ ہے
کہ اسکی انجمنیں آشوب اور کوری سے
محفوظ رہیں گی اور اگر درد ہو جاتا ہے
یہ خلاصہ ہے مقاصد کے مضمون کا باقی
رہا اس کا حکم سورۃ قراۃ عشر عید سے ظاہر
ہے وہ یہ کہ اگر یہ عمل باعتقاد ثواب اور
دین کا کام سمجھ کر کیا جاوے جسکی کوئی
دلیل ثابت نہیں ہوئی تو بدعت اور روایت
فی الدین ہے کیونکہ غیر دین کی چیز کا بھی
حکم ہے اور جس زمانہ میں جو لوگ یہ عمل
کر رہے ہیں اکثر کرام طور سے یہی عقائد
ہے۔ سو اس کے بدعت ہونے میں کوئی
شک نہیں اور اگر صحت ہذیہ یعنی حیات
چشم کی نیت سے کیا جاوے۔ وہ ایک
قسم کی طبی تدبیر ہے سورہ فی غفرہ جائز ہے
(کیونکہ یہ اعتقاد فاسد نہیں) لیکن اگر یہ
سبب ہو جاوے الہام قربت کا جیسا
عوام زماہ سے یہی احتمال غالب ہے
تو اس سے مطلقاً بلکہ انتظام واجب
کے منع کیا جاوے گا
حدیث جبکہ کوئی ہدیہ دیا جاوے

ہدیۃ وعندہ قوم فہم شریکاء
 فیہا عبد بن حمید فی
 مسندہ و عبد الرزاق
 والطبرانی والبنعیم والحلیۃ
 عن ابن عباس الطبرانی
 فقط وکن اسحق بن
 راہویہ وابوبکر الشافعی
 فی الغیلا نیات من حدیث
 الحسن بن علی والعقیلی
 من حدیث عائشۃ کلہم
 مرفوعاً فقال العقیلی
 انہ لا یصح فی ہذا الباب
 عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 شیء وکن اقال البخاری
 عقب ایرادہ لتعلیقاً
 فقال وینکر عن ابن
 عباس ان جلساءہ
 شریکاء انہ لم یصح
 ولكن هذا العبارة
 عن مثله لا یقتضی
 البطون بخلافها

۱۱۵

اور اسکے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوں وہ سب
 اس میں شریک ہیں روایت کیا اسکے
 عبد بن حمید نے اپنی سند میں اور الطبرانی
 اور طبرانی نے ہی اور ابو نعیم نے علیہ
 میں ابن عباس اور انہیں سے مرفوع
 طبرانی نے اور ایسے ہی اسحق بن راہویہ
 نے اور ابوبکر شافعی نے غیلا نیات
 میں حسن بن علی کی حدیث سے اور
 عقیلی نے حضرت عائشہ کی حدیث
 سے ان سب نے اسی لفظ سے مرفوعاً
 اور عقیلی کہتے ہیں کہ اس باب میں
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث
 صحت کو نہیں پہونچی اور ایسا ہی بخاری
 نے اس حدیث کو تعلیقاً لاکر کہا ہے
 یعنی اس طرح کہا ہے کہ ابن عباس سے
 ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے ہم جلسہ
 شریک ہوں گے (سب) صحت کو نہیں
 پہونچا اور لیکن یہ جہارت (لم یصح) بخاری
 جیسے شخص سے حدیث کے بے اصل ہونے
 متقنی نہیں (کیونکہ ان کے یہاں صحت
 کی سخت شرطیں ہیں) بحکات اس کے

من العقيلي وعلى كل حال
 فقد قال شيخنا ان
 الموقوف اصح -
ف قلت معنى الحديث
 اذا كان قصد التبرك
 القوم في الحديث كما هو
 الغالب في ما يوق كل
 ويشرب ومع ذلك فقد وضعها
 بين يدي شيخنا المجلس
 ادبا ويعلم ذلك بالقرائن
 اما اذا كان قصده
 الاصله الى معين كما هو الغالب
 في نحو الثياب والعتد
 فلا وجه لتركه غير مع فان
 الملك من احكام التملك
 فاذا كان التملك خاصا
 كان الملك خالصا فاصح نعم
 لو فرضنا على اهل المجلس جميعهم
 كان اقرب الى المصلحة واداب الصيغة كما
 هو المعتاد للقوم في اكن
 الاحوال لا مقتض قواے +

۱۱۶

کہ عقلی (المصحح) کہیں کہ وہ مقتضی ہے اصل
 ہونیو کہ ہوگا) اور ہر حال ہمارے شیخ نے
 کہا ہے کہ حدیث موقوف زیادہ صحیح ہے
ف میں کتابوں کی حدیث کا یہ مضمون
 اوس رت میں ہے جبکہ ہدیہ دینے والے کا
 مقصود سب لوگوں کے شریک کرنے کا
 ہو جیسا کہ اپنے پینے کی چیزوں میں غالب ہے
 لیکن باوجود اس کے وہ ہدیہ ادب
 کی وجہ سے صدر مجلس کے سامنے رکھ دیا اور
 یا مقرران ہی معلوم ہو جاتا ہے باقی جب اوس کا
 مقصود خاص ہی شخص کے دیو کا ہو جس وقت وہ پاؤ
 وغیرہ میں غالب اس وقت و مشرک کے شریک
 کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ملک احکام
 تملیک ہے جب تملیک خاص ہوگی ملک
 ہی خاص ہوگی خوب سمجھ لو البتہ اگر اس
 صورت میں ہی سب اہل مجلس تقسیم
 کرنے تو یہ مروت اور حقوق صحبت کے
 زیادہ قریب ہے جیسا کہ ان بزرگوں کی
 اکثر احوال میں یہی عادت ہو بخیر سب سے
 کہے کہ کوئی امر قوی اس کے خلاف
 کو مقتضی ہو +

الحديث من رتل
ببليت بن فليح ختر
اسهلها يستافضل
بقول عائشة
ما خيرا النبي صلى
عليه وسلم بين
امر من الاختار البهر
ما لو يكن امثا
وهذا حديث
معروف و هذا
دأب المرء بين
المحققين لا سيما
في الترتيب يراعون
حال الطالب
ويسهلون
عليه الخطب
كيلا يشق عليه
الطريق
الحديث من
تشبع بما لم يعط
فهو كلابس

حدیث۔ جو شخص دو بلاؤں میں مبتلا
ہو جاوے اور کو چاہیے کہ دونوں
میں جو سہل ہو اور کو اختیار کرے
(یہ الفاظ حدیث کے نہیں۔ لیکن
مضمون حدیث کے موافق ہے
چنانچہ) اس مضمون کے لئے حضرت
عائشہؓ کے قول سے مناسبت
نکال سکتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امر میں
اختیار دیا گیا ہو۔ مگر ہمیشہ آپؐ نے
آسان ہی صورت کو اختیار فرمایا
اور یہ حدیث معروف ہے (اور نہ)
ظاہر ہے) ف اور یہی طریقہ ہے
محققین اہل تربیت کا خصوصیت
میں کہ اس میں طالب کی مالت کی
رعایت کرتے ہیں اور دشوار کام
کو اوپر سہل کر دیتے ہیں تاکہ طریق
اوپر دشوار نہ ہو۔

حدیث۔ جو شخص ایسی چیز کے
ہونے کو جلاوے جو اس کو
عطا نہیں کی گئی (خواہ مال ہو یا مالک)

ثوبی زود متفق علیہ
ف اکمل العالمین
بہذا الحدیث
ہم المشائخ حیث
یتوقون الدعوی
ولوا یہا ما یقون
اصحابہم۔

الحديث من حمل سلته
فقد برئ من الکلب
القضای والدیلی
فی مسندیمہما من
حدیث سفیان عن
محمد بن المنکدر عن جلالہ
مرفوعاً وهو اوضح مما
لا مثال ما یعالج بہ
المشائخ مریدہ فی الکلب
الحديث من دعا علی
من ظلم فقتل انتصر الترمذی
وابو یعلی وغیرہما
من حدیث ابراہیم عن
الاسبق عن عائشہ یہ مرفوعاً

وہ شخص ایسا ہے جیسے تمام لباس جوٹ کا
پہن لیا۔ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم
ف سب سے زیادہ عمل کرنے والے
اس حدیث کے شائق ہیں کہ دعوی
کے ایہام تک سے خود بھی بچتے ہیں اور
اپنے متعلقین کو بھی بچاتے ہیں اور اس
ایہام تک و سروس کی نظریں نہیں مانتی +
حدیث۔ جو شخص اپنا اسباب اٹھا کر
خود لے آوے وہ کبر سے مبرا ہو گیا۔ اسکو
قصاعی اور دہلی نے اپنی مسندوں میں
سفیان کی روایت سے ذکر کیا ہے اور انہوں
نے محمد بن المنکدر سے انہوں نے جابر
مرفوعاً روایت کیا ہے ف یہ حدیث
واضح تراخ ہے ایسے ملاحوں کا خیر
مشائخ اپنے مریدوں کے لئے کبر کے
متعلق تجویز کرتے ہیں +

حدیث۔ جو شخص ایسے شخص پر جس نے
اوپر ظلم کیا ہو بدعا کرے اس نے اپنا بدلہ
لے لیا۔ روایت کیا اسکو ترمذی و ابویعلی
وغیرہما نے ابراہیم کی روایت سے وہ آ
سے اور وہ عائشہ سے مرفوعاً روایت

و كما ان هذا الحديث
عماد ما عليه اكثر اهل
الطريق من العقوة عن
موظفهم وهو ظاهر كذا لك
هو مستند لما عليه بعضهم من
الراء عليه لثبني هين من المكركف
كيلا يلحق ضررا شدا لوصفوا
فالصابرونهم وغير الصابر
كلهما يقصدون
الرحمة به لكن اللون
مختلف -

الحديث من رفع كتابا
عن الطريق الدار قطنی
في الافراد من حديث
سليمان بن الربيع عن همام
ابن يحيى عن عمرو بن حبل
ابن ابي خثعم عن يحيى
ابن ابي كثر عن ابي امامة
عن ابي هريرة به مرفوعا
ولا بن الشيخ عن انس
رفعه من رفع

کرتے ہیں **ف**۔ اور جس طرح یہ حدیث
اوس ماوت کی بنا ہے جسپر اکثر اہل طریق
ہیں کہ ظلم کرنے والیکو معاف کر دیتے ہیں۔
اسی طرح اوس ماوت کی ہی سند ہے جسپر
بعض اہل طریق ہیں کہ کچھ خفیت مزر کی یاد
کر دیتے ہیں تاکہ صبر کرنے کی وجہ سے
اسکو کوئی بڑا ضرر لاحق نہ ہو جاوے بل
صابر اور غیر صابر دونوں کا قصد
یہی ہے کہ ظالم کے ساتھ
رحمت کا برتاؤ ہو۔ لیکن رنگ رحمت کا
مختلف ہے :-

حدیث۔ جو شخص کوئی کہا ہو گانہ
رستہ سے اونٹن لے روایت کیا اسکو
دارقطنی نے افراد میں سلیمان بن ربیع
کی روایت سے اونہوں نے ہمام بن
یحییٰ سے اونہوں نے عمرو بن عبد اللہ بن
ابی خثعم سے اونہوں نے یحییٰ بن کثیر سے
اونہوں نے ابو امامہ سے اونہوں نے
حضرت ابو ہریرہ سے اسی لفظ کو مرفوعا
اور ابو داؤد شیع کی روایت حضرت انس سے
جسکو مرفوع کیا ہے یہ ہے کہ جس شخص نے

قرطاس من الارض
 فيه بسم الله
 اجلا لا كتب
 من الصديقين
 ف وعليه
 عمل المتاديين
 قدر استطاعتهم
 وعدى اهل
 الدراية منهم
 هذا الحكم
 الى ما في
 مادة الاذكار
 من الحروف
 بدون الهية
 شرمه الى محل
 هذه المادة
 من الكاعن
 الساذج بتفاوت
 المراتب -
 الحديث مرسل
 سالك القم اعظم

زمین سے کوئی کاغذ اورتھا لیا جس میں
 بسم اللہ تھی ادب و تنظیم کے سبب وہ یقین
 سے لکھا جاوے گا۔ ف۔ اور یہی
 عمل ہے اہل ادب کا جہاں تک اونکے
 بس میں ہے اور انہیں جہاں درایت
 ہیں اونہوں نے اس حکم کو ایسے کاغذ
 کی طرف ہی متعلق کیا ہے جن میں حرف
 ہوں جہادہ ہے اذکار کا گوہریت
 نہ ہو یعنی بسم اللہ وغیرہ لکھی ہوئی نہ ہو اور
 کوئی عبارت ہو۔ مگر اس عبارت کے
 حروف تو وہی ہیں جن سے اسرار الیہ
 و کلام الہی مرکب ہے۔ پھر اس سے
 اے متعدی کیا اور حروف کے محل لینے
 سادہ کاغذ تک (اگرچہ اس میں کچھ کھٹا
 نہ ہو) مگر ان سب مراتب میں تفاوت
 ہے (یعنی جہاں بسم اللہ وغیرہ لکھی ہو اور
 سب سے زیادہ ادب ہے پھر اس میں
 کوئی دوسری عبارت لکھی ہو پھر عالی
 کاغذ کا)۔
 حدیث۔ جو شخص تہمت (دشمن) کے
 رستوں میں چلیگا اسکو تہمت لگائی جائیگی

الخرايطی فی المکارم
 من حدیث عمر من
 قوله لكن بلفظ من
 اقام نفسه مقام
 التهمة فلا یلو من
 من اساء الظن
 به قلت روى في
 كنوز الحقائق عن
 تاريخ البخاري انقوا
 مواضع التهم ف
 فيه التكرار على من
 يدعى الطرد ويخبر
 على افعال خالفت
 الشريعة ظاهرا وحيثه
 ويسمي نفسه بالملامة
 ويتثبت ببعض من
 سبق ولا يدرى ان
 خير المعذور ليس
 كالمعذور تتران ذلك
 الزمان كان زمان
 الله فلا يتعدى

و کو خرايطی نے مکارم میں حضرت
 عمرؓ کی روایت سے خود اوں کا
 قول کر کے نقل کیا ہے لیکن اوس کے
 الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو
 تہمت کے مقام پر قائم کرے گا
 سو یہ شخص اوسکو ملامت نہ کرے جو
 اس پر بدگمانی کرے۔ میں کہتا ہوں
 کمتر الحقائق میں تاریخ بخاری سے
 رعایت کیا ہے کہ تہمت کے مقول سے
 بحرف اس میں اوس شخص پر تکرار ہے
 جو طریقت کا مدعی ہو کر ایسے افعال پر
 جرات کرے جن ظاہر یا حقیقت شریعت
 کے خلاف ہوں، بولے اپنے کو ملامتی ہو
 اور بعض بزرگانِ مشین کی سند پڑے
 اور یہ نہیں سمجھتا کہ غیر معذور کا حال معذور
 جیسا نہیں (یعنی اوں بزرگوں کو کچھ
 قدرتنا افسوس کہ کوئی عزتیں) پھر
 ناشر نے کافقائے ایسے فعل کا ضرر
 دوسرے ہمت پہنچا دینا درود سے
 ایک یہ کہ عام لوگ بھی سبیل کو برا سمجھ کر
 سکو تہمت کرتے ہیں دوسرے نہ

حر هذا الصنيع الى
 غيره وزماننا
 هذا زمان الخلافة
 قبلنا كل متبع للمؤمنين
 الى صميم هذا الملاحقة
 ويفسد عليه دينه ايضاً
 لكن ذلك المقيس
 عليه مقتدرى زمانه
 وربما يكون هذا المقلد
 مقتدى وقتاً
 فيفسد دين العالم
 الحديث من سمع
 سمع الله به ومن
 سرا الى سراى الله به
 متفق عليه
 ونص في ذم
 حب الشهرة
 والرياء ويوجد
 تارة بقصد لوية
 الناس وتارة
 بقصد بلوغ

شرعى کے خوف کیلئے ہمت اوس کے
 ارتکاب کی نہ ہوتی تھی) اور ہمارا زمانہ
 آزادی کا ہے پس ہمیں پرست شخص
 اس ملاحقہ کے اس فعل کی پناہ لیکر اوس
 فعل کو کرنے لگیگا اور اوس کا دین
 خراب ہوگا نیز جس بزرگ پر اپنے کو
 قیاس کرتے ہو وہ بزرگ اپنے زمانہ میں
 مقتدا نہ تھے (کیونکہ ایسے شخص کو کوئی
 مقتدا نہ سمجھتا تھا) اور یہ تعالٰیٰ اکثر اپنے
 وقت کا مقتدا ہوتا ہے اس سے
 عزم کا دین تباہ ہوتا ہے
 حدیث۔ جو شخص (اپنے اعمال خیر کو)
 سنا نا چاہے گا اللہ تعالیٰ (دنیا میں
 یا آخرت میں) اوس (کے محبوب) کو
 سنا دیگا اور جو شخص (اپنے اعمال خیر کو)
 دکھلانا چاہیگا اللہ تعالیٰ (دنیا میں یا
 آخرت میں) اوس (کے محبوب) کو
 دکھلاوے گا روایت کیا اسکو بخاری
 وسلم نے یہ حدیث صحیح ہے
 حسب ماہ وریا کی مذمت میں اور اسکا
 تحقق کہی اس طرح ہوتا ہے کہ یہ

الخبرائے
 الناس
 والحديث
 يشملهما
 وهو من
 امهات
 مسائل الفقه
 الحديث من
 عبد الله بجمل
 كان ما يقصد
 اكثر ما يصح قيل
 انه من كلام ضرار
 ابن اذدر الصمالي
 والدي من حديث طائفة
 ابن اذدر مرفوعاً
 المتعبدين بغير فقه كالحمل
 في الطائفة
 والحديث ينعي على
 المتصوف
 اجماعاً
 بالحدود والشرعي

شخص اس کا قصد کرتا ہے کہ لوگ دیکھیں
 اور بھی اس طور سے ہوتا ہے کہ یہ
 شخص اس کا قصد کرتا ہے کہ لوگوں کو
 خبر پہنچ جاوے (اور دیکھ لیں)
 اور حدیث دونوں کو شامل ہے
 اور یہ فن طریقت کے اتمہات
 مسائل سے ہے۔
 حدیث جو شخص جہل کے ساتھ
 اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو وہ جتنا دیر
 کو بگاڑے گا وہ اس سے زیادہ ہوگا
 جتنا سنواریگا (گویا اس کا ترجمہ ہے
 خیالات تاوان خلوت نشین۔
 ہم برزخ مابین کفر و دین)۔
 بعض نے کہا کہ یہ حضرت ضرار بن اذدر
 صحابی کے کلام سے ہے اور دیلمی
 کے نزدیک واثم بن الاسقع کی روایت
 سے مرفوعاً اس طرح ہے کہ عبادت
 کر لے و لا بدوں علم کے ایسا ہے
 جیسا کہ حاجلی میں۔
 اور یہ حدیث اس صوفی کی
 روحانی ظاہر کر رہی ہے جو حدود و شرع سے

ويزيد نعيًا
 إذا دم العلم
 أهله وبعد نفسه
 ممن لم يكتسب
 الشرائع من
 خلق الدرس
 من مضى ولا يدرك
 أن تحصيل
 الشرائع له
 طرق وأصل
 الطريق الصيحة
 فلا يلزم من نفي
 الدرس نفي العلم
 وهذا الجاهل
 لم يتدبر من لم
 يصحب العبد
 فأنى هذا منهم
 الحديث من علق
 فعت وكم ذلك
 مأت شهيداً
 راورده في المقاصد

۱۲۲

ناواقف ہو۔ اور اس بد حالی کا اظہار
 اور سخت اور زیادہ ہو جاوے گا جنت
 شخص علم اور اہل علم کی مذمت بھی کرتا
 ہو اور اپنے کو اس جماعت میں شمار
 کرتا ہو جنہوں نے پہلے بزرگوں سے
 علوم شریعت کو مدارس سے حاصل
 نہیں کیا۔ اور یہ شخص اتنا میں جانتا کہ
 تحصیل شرائع کے طرق مختلف ہیں
 اور اصل طریق اس کا محبت ہے۔
 (کہ علماء کے پاس رہ کر احکام کا علم
 حاصل کرے) پس درس کی نفی سے
 علم کی نفی لازم نہیں اور اس جہل نے
 تو مدرسہ میں پڑھا اور نہ علماء کے
 پاس۔ پاس کہاں یہ اور کہاں وہ
 بزرگان دین (و نعم ما قیل سے
 کارپا کاں) قیاس از خود بگیر
 گرچہ ماند در توشن شیر و شیر
 حدیث جو شخص (کسی پر بلا اختیار)
 عاشق ہو جاوے پر عقیف ہے و
 پیشیدہ رکھے پر مر جاوے و شہید
 مرے گا اس حدیث کو مقاصد تشریف

باسائید
 متعدّدۃ تکلم
 فی بعضہا
 و فی بعضہا
 فقال، اخرجہ
 الحذر الشطی
 والدیلمی
 وغیرہما
 ولفظہ عند
 بعضهم من
 حشوق ففعل
 فکلم فصیر
 فمات فلو شحید
 ولہ طرق
 عند البیہقی
 و فیہ مسائل
 الا و فی ان العشق
 من غیر اختیار
 لا یدر مطلقاً
 کیف و هو فیضی
 الی الشہادۃ

سندوں کے ساتھ وارد کیا ہے جن میں سے
 بعض میں کلام کیا ہے اور بعض کو برقرار
 رکھا ہے چنانچہ (جو کو برقرار رکھا ہو) اس کے
 متعلق کہا ہے کہ اس کو خرافاتی اور بیلی
 لے اور ان کے علاوہ اوروں نے بھی
 روایت کیا ہے اور حدیث کے لفظ
 ان مذکورین میں بعض کے نزدیک
 یہ ہیں کہ جو شخص عاشق ہو جاوے
 پر عیض رہے اور پوشیدہ رہے
 اور صبر کرے پھر جاوے تو وہ شہید
 ہوتا ہے۔ اور یہی کے نزدیک اس کے
 چند طرق ہیں۔

ف اس حدیث میں دو مسئلے ہیں
 پہلا یہ کہ عشق غیر اختیاری مطلقاً مذموم
 نہیں (جیسا بعض خشک مزاج اس کو
 محبوب میں سے اور عاشق کو حقیر و ذلیل
 سمجھتے ہیں) اور مذموم کیسے ہو سکتا ہو
 جبکہ یہ شہادت تک پہنچاتا ہے
 اس طرح سے کہ کسی کے فعل کو اس میں
 دخل نہیں اور ایسی چیز (جو بدو و
 کسی کے فعل کے دخل کی شہادت تک

من غیر صنم احلام مثله
 لایدر و من شم
 تری بعض اہل
 الطریق میسوحوتہ
 ویجعلونہ عیایوصل
 الی المقصود بحکمال
 العارف الجامی
 شتاب از عشق روگرچہ مجازیست
 کہ آن بحر حقیقت کار سادیست
 و بحکمال التوحی
 عاشقی گزین سرو گزان سرست
 عاقبت مارا بدان شہر ہرست
 و فی الحدیث
 ما یستأنس بہ
 لہ لان الشہادۃ
 اعظم الوصول
 الی اللہ تعالیٰ
 والثانیۃ
 ان شرط
 کونہ
 محقق او موصلا

۱۲۶

پہنچاؤے) مذموم نہیں ہو سکتی (یہ قید
 اسلئے لگائی کہ مطلقاً سبب شہادت کو
 غیر مذموم نہیں کہہ سکتے چنانچہ کافر کا
 کسی مسلمان کو قتل کروینا اسباب شہاد
 سے ہے اور پیر مذموم ہے) اور ایو جب
 بعض اہل طریقت کو دیکھتے ہو کہ وہ
 اس عشق کی مدح کرتے ہیں اور ہر کو
 اسباب وصول الی المقصود میں سے
 کہتے ہیں جیسا کہ عارف جامی فرماتے
 ہیں

شتاب از عشق روگرچہ مجازیست
 کہ آن بحر حقیقت کار سادیست
 اور جیسا عارف رومی فرماتے ہیں
 عاشقی گزین سرو گزان سرست
 عاقبت مارا بدان شہر ہرست
 اور اس حدیث کا مضمون اس کے منافی
 بھی ہے اس لئے کہ شہادت وصول الی اللہ
 کی فروغ علم ہے (پس شہادت کا سبب
 بنجانا وصول الی اللہ کا سبب بنجانا ہی
 دو امر مسئلہ یہ ہے کہ اس عشق کے
 محمود و موصول الی المقصود ہونے کی

هو الحفاف والکتمان
 والصبر وحاصل الجمع
 ترک الھوی وصرح
 المحققون بان شرط
 ایصال العشق الجہاد
 الی العشق المحقق
 ان لا یلتفت الی
 المعشوق الجہاد
 اصلا لا بالنظر الیہ
 ولا بالاستقام الی کلامہ
 حتی ولا بالتوجہ الیہ بقلیہ
 وهو المار بما قال الجہادی
 بعقلہ المار متصلا
 لے باید کہ بر صورت نہ مانی
 وزین پل زد خود را بگذرانی
 و بما قال الرومی بعقلہ
 المار بشی من الفصل
 عشقا کمزپے رنگے بود
 عشق بنود عاقبت ننگے بود
 والفریدان اقوی اسباب
 الوصول الی المقصود الحقیقۃ

شرط عاشق کا عقیقت رہنا اور اس کا
 اخفاء اور صبر کرنا ہے اور ان سب کا
 حاصل یہ ہے کہ ہوائے نفسانی کا تارک
 رہے اور (اسی کی تفصیل میں) محققین
 نے تصریح کی ہے کہ عشق مجازی کا عشق
 حقیقی کی طرف موصول ہونا اس شرط
 سے مشروط ہے کہ معشوق مجازی کی
 طرف اصلا التفات نہ کرے نہ اس کی
 طرف نظر کرے نہ اس کا کلام سنے۔
 حتی کہ اس کی طرف قلب سے بھی توجہ نہ کرے
 (اور اس کا تصور دل میں نہ لاوے) ۲۷
 اور یہی مراد ہے جامی کے قول سے جو شعر
 بالاکے متصل ہی فرمایا ہے۔
 ولے باید کہ بر صورت نہ مانی
 وزین پل زد خود را بگذرانی
 اور عارف رومی کے قول سے جو شعر
 بالاکے تھوڑی دور بعد فرمایا ہے
 عشقا کمزپے رنگے بود
 عشق بنود عاقبت ننگے بود
 اور مراد اس (ایصال اور شرط فراق)
 میں یہ ہے کہ وصول الی المقصود الحقیقی کی

هو قطع العلاقات والعشوق
 فاطم قوی للتعلم الا المحبوب
 كما قال الرومي
 عشق ان شعله استکچون بر فروخت
 هر چه جز معشوق باقی جلد سوخت
 فاذا ابعد نفسه عنه كل البعد
 وفسد به ابد الا ذک ارد
 المراقبات الى المحبوب
 الحقيقة بالوجه اليه بشارت
 انقطع عن هذا المحبوب
 فذهبت العلاقات كلها
 وبقي الواحد المحبوب
 فقط كما قال السوي
 بعد انقوى المني كبر
 تیغ لا در قتل غیر حق براند
 در نگر آخر که بعد لا چهر ماند
 ماند الا بعد باقی جلد رفت
 مرحله عشق شرکت سو رفت
 وحاصل هذا التشرف هو انقطاع
 واحداً الکتاب ان وانصبل
 فهو تخصیص بعد تعمیم

۱۳۱

شرط اعلم اساساً سے قطع تعلقات کرنا ہے
 اور عشق بجز محبوب کے سب تعلقات کو
 قوت کے ساتھ قطع کر دیتا ہے جیسا
 عارفہ رومی فرماتے ہیں
 عشق ان شعلہ استکچون بر فروخت +
 هر چه جز معشوق باقی جلد سوخت +
 (ترجمہ) کما سوا تو اس عشق سے فنا
 ہو گیا، پر جب اپنے نفس کو اس سے
 ہی باطل بے کر دیا اور (مراقبات
 او کار سے) ہم تن محبوب حقیقی کی طرف
 توجہ کر کے اس کے قریب کر دیا تو اس
 محبوب کے ہی انقطاع تعلق ہو گیا۔ پس
 سب تعلقات خست ہو گئے اور صرف
 واحد محبوب حقیقی باقی رہ گیا۔ جیسا شعر
 بانا کے بعد مولانا رومی فرماتے ہیں
 تیغ لا در قتل غیر حق براند
 در نگر آخر کہ بعد لا چهر ماند
 ماند الا بعد باقی جلد رفت
 مرحلہ اے عشق شرکت سو رفت
 اور حاصل اس شرط کا عفاف ہے
 باقی کتمان و سبیر و تفصیل بعد تعمیم ہے

لان من جملة

العفاف ان

يفض الم محبوب

وهو الكتمك

وان لا يشكو

ولا يجزع

وهو الصبر و صفة

القاموس عفتك

عملا يحل

ولا يحل صري

في عموم معني

العفاف

الحديث من لبس ثوب

شهرة البسة ثوب ذل

او منلة يوم القيمة

احمد و ابوداؤد و ابن ماجه

بسند حسن عن ابن عمر

مرضا عا الى ان قال والله يلقى

في مسنده عن انس رفعه من

لبس الصوف يعرفه الناس كان

حقا على الله

کیونکہ منجلہ عفاف یہ بھی ہے کہ محبوب کو سوا

نہ کر دے جیسا حدیث میں منجلہ حقوق عباد کو

اعراض یعنی دوسروں کی آبرو کی حفاظت کو

بھی فرمایا ہے اور کتمان بھی ہے اور ازیر منجلہ

عفاف یہ بھی ہے کہ شکایت (تکلیف

کی نہ کرے اور سب سے فرخ نگرے اور صبر سے

اور یہ بے صبری بھی ناجائز اور عفاف

کے خلاف ہے) اور (عفت کسمنی میں)

قاموس کا قول کہ عفت کے معنی ہیں ہل سی

ہاں سے کہ جو سناں نہیں اور ریبا نہیں

صرت ہے عفاف کے معنی کے عام ہو

میں (جس کا اوپر تشریح میں عوی کیا گیا)

حدیث - جو شخص شہرت کا لباس پہن

اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ننگا کرے

پہننا دیں گے روایت کیا اس کو احمد و ابوداؤد

اور ابن ماجہ نے سند حسن کیساتھ ابن عمر سے

مرفوعاً آگے کہا ہے (یعنی صاحب مقام سے)

اور دہلی کے نزدیک اس کی سند میں حضرت

انس سے مرفوعاً یہ ہے کہ جو شخص صوف کا

لباس اس غرض سے پہن کرے کہ لوگ اس کو

صوفی کی صفت سے پہچانیں اللہ تعالیٰ

ان یکسوہ ثوبین
من جبرم حتی
تساقط عرفتہ
ف دل علی دم
الریاء وکونہ من
مسائل الفر معلوم
والشہرۃ تعم
رفعة الدنیا ورفعة
الدین والریاء
الثانیۃ صلیحۃ فی
رفعة الدین و
الریاء فی الدین
اشنع منه فی الدنیا
لان المراتی فی
الدنیا جعل الدنیا
ذریعۃ الی الدنیا
والماتی فی الدین جعل
الدین وسیلۃ الی الدنیا
وكونہ اشنع واقبح
اظهر واضع
الحديث من لم یفکر لنا

ذمہ لیا ہو کہ اوسکو (قیامت میں) دو کپڑے
خارش کے پنا دیگا یہاں تک کہ اوسکی
رگیں رگل کر گر پڑیں گی۔
ف : حدیث ریاء کے مذموم ہونے پر
دلائل کرتی ہو اور اس کا مسائل سلوک
سے ہونا معروف ہو اور شہرت (جس کا ذکر
حدیث میں ہی عام ہو دنیا کی رفعت کبھی
اور دین کی رفعت کبھی) جس قسم کی بڑائی
کی ہی نیت ہوگی اوس کے لیے یہی وحید ہے
اور دوسری روایت (جس میں صوفی پلٹو
کا ذکر ہے) فقہ دین میں صحیح ہے کیونکہ
صوفی پہنے سے بجز صوفی مشہور ہونے
کے کیا نیت ہوگی اور دین میں ریاء
کرنا دنیا میں ریاء کرنے سے ہی زیادہ
شیع ہے کیونکہ امور دنیویہ میں ریاء
کرنے والا دنیا کو دنیا کا ذریعہ بناتا ہو
اور امور دینیہ میں ریاء کرنے والا دین کو
وسیلہ دنیا کا بناتا ہو اور اس کا شیعہ
اور بچ تر ہو تا زیادہ ظاہر اور زیادہ
واضح ہے۔
حدیث : جو شخص آدمیوں کے احسان کا

لَمْ يَشْكُرْ اللَّهَ الْغَرْمَ وَحَسَنَهُ
 الْحَادِثَ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ
 مَرْفُوعًا وَلَمْ يَكُنْ الشُّكْرُ
 بِقَدْرِ النِّعَةِ وَلَا نِعْمَةٍ
 اعْظَمَ مِنَ الْإِشَادِ
 مَا يَنْقَرِبُ بِهِ إِلَى اللَّهِ
 تَعَالَى كَانْ شُكْرًا
 هَذَا الْإِشَادُ اعْظَمُ
 مِنْ كُلِّ مَنَعٍ وَمَعْرِفَةٍ
 حَقُوقِ الْمُرْشِدِينَ كَانَهَا
 مِنْ طِبَائِعِ الْمُسْتَرَشِدِينَ
 وَكُونَ الْمُرْشِدِينَ
 كَالطَّبِيعَةِ مِنْ أَفْصَحِ
 الْكَلِمَاتِ فَاعْرِفْ
 فَضْلَ الْقَوْمِ +

الحديث الموثق من مرآة المؤمنين
 ابوداؤد وعن ابی هریرہ
 مرفوعاً وهو عند الصکر
 من اوجه عن ابی هریرة لفظه
 فی بعضھا ان احدکم مرآة
 اخیه فاذا رای شیئاً

حق ادا نہیں کرتا۔ اوس نے حق قتل
 کے احسان کا حق ادا نہیں کیا۔ روایت کیا
 اسکو ترمذی نے اور ہکمون کہا اور مار
 نے ہی ابو سعید سے مرفوعاً اور
 چونکہ شکر باندازہ نعمت ہوتا ہے اور کوئی
 نعمت قتل قرب الی اللہ کی رہنمائی کو
 بڑھ کر نہیں تو جو شخص ایسی رہنمائی کرے
 اوس کا احسان ماننا ہر نعمت سے اعظم ہوگا
 (اور ایسا رہنا پیر ہے تو پیر کا حق
 بہت بڑا ہوا) اور مرشدوں کے حقوق
 کا پہچانا مریدوں کا ضل طریقہ کے
 ہو گیا ہے۔ اور شریعت کا طبیعت
 بنانا یہ انتہائی کمال ہے۔ اس سے
 اس جماعت (صوفیہ) کی فضیلت
 سمجھ لو۔

حدیث۔ مومن آئینہ ہی مومن کا آئینہ
 کیا اسکا بوداؤد نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً
 اور یہ حدیث عسکری کے نزدیک کئی طریق
 سے ابو ہریرہ مروی ہے یعنی دایا بائیں
 یا غلط ہیں کہ تم میں سے ہر شخص اپنی بیانی کا
 آئینہ ہے۔ سو میرے وہیں کوئی بات نہ کرے

ادب التشریف علی عہدہ

تشریف علی عہدہ

فلیطہ فقیہ ادب
الاطلاع علی عورۃ
انہ من الاظہار
علیہ والست
عن غیر

الحديث عن سهل بن سعد
الساعدي عن عاتبة المثنوي
خير من عمله اخرجها الطبراني
ف هذا مما تنقوه به
قلوب المريدين اذا فاقهم عمل
بعد العزم فليحرق قلبه شيا
فيعالج حزنهم هذا ولو لا
كاد ان يهلكوا كما قيل
برذل سالک ہزارا غم بود
گرز بارغ دل خلائے کم بود
وكان النية خيرا
من العمل لما في المقاصد
النية لا رياء فيها والعمل
يخالط الرياء ولا نسأ
ينوي عملا كثيرا ولا يقع
العمل الا القليل

دیکھے (وسکو) آئینہ کی طرح) و در کردے
ف۔ آمیں اپنے بہائی کے عیب پر
مطلع ہونی کا ادب (بتلا یا گیا ہے) کوٹھا
عجب کو تو بتلاوے اور کسی پر ظاہر نہ
کری (جیسے آئینہ کی ہی شان ہے)

حديث سهل بن سعد ساعدي
مرفوعا روایت ہے کہ مومن کی نیت اور
عمل سے بہتر ہے ف۔ یہ وہ معنوں
جس سریدین کے قلب کو ٹھکانہ بنتی
ہے جب اون کا کوئی معمول باوجود
غرم کے فوت ہو جاتا ہے اور اس وقت
اون کو قلق شدید لاحق ہوتا ہے سواونکے
غم کا اس سے علاج کیا جاتا ہے اور اگر
یہ صریح نہ ہوتی تو وہ ہلاکت کے قریب
پہنچ جاتے جیسا کہا گیا ہے۔

برذل سالک ہزارا غم بود
گرز بارغ دل خلائے کم بود
اور عمل سے نیت کے بہتر ہونے کی
وہ جو بجا صیغہ ہو کینتیں یا نیتیں اور عمل
ریاء کی آمیزش ہو جاتی ہے یا سو ہے کینتیں اور
عمل کی کرتا ہے اور وقوعہ قلیل کا ہوتا ہے۔

الحمد میث الوحدة
 خیر من جلیس
 السوء و الجلیس
 الصالح
 خیر من الوحدة
 و اصل الخیر
 خیر من
 الصمت
 و الصمت خیر من
 املاء الشر الحاکم
 و ابوالشیم
 و الصکری عن
 ابی ذریہ مرفوعاً
 و الذلیلی عن ابی حمزہ
 و فیہ اصلاح
 لغلو من ریح الوحدة
 و الصمت مطلقاً
 و سر مسئلة
 الوحدة الفرار
 بدینہ عن
 الفتن و سر

حدیث تنہائی بہتر ہے برے ہمنشین پر اور
 اچھا ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے اور نیک
 بات کہنا بہتر ہے خاموشی اور خاموشی بہتر
 ہے بڑی بات کہنے سے روایت کیا کہ
 ماکم اور ابوشیخ اور عسکری نے ابوذر سے
 مرفوعاً اور ذلیلی نے ابو ہریرہ سے و
 اس میں اس شخص کے غلو کی اصلاح ہے
 جو گوشہ گیری کا اور خاموشی کو طبعی الطلاق
 ترجیح دیتا ہے (تو اس تفصیل سے اس طلاق
 کی اصلاح ہو گئی) اور راز مسئلہ وحدۃ کا پوچھنا
 کی حفاظت کیلئے فتنوں سے بھاگنا اور سو
 جہاں کو طے نہیں اس فتنہ کا اجماع ہو گا گوشہ
 گیری کو ترجیح ہو اور جہاں محبت میں ہیں کی
 حفاظت ہو اور تنہائی میں اندیشہ بتلا
 کا ہو ویسا کہا گیا ہے
 خیالات ناوان خلوت نشین
 ہم پر زند عاقبت کفر و دین
 و ان محبت کو ترجیح ہے اور راز مسئلہ
 تکلم کا دین کی طرف مخلوق کی رہنمائی
 ہے (تو جہاں بولنے میں اس نفع کی
 امید ہو وہاں تکلم کو خاموشی پر ترجیح ہے)

تفصیل مسئلہ اوردفعۃ و احسن

مسئلۃ النطق

ارشاد اٹھلی

الی الدین

الحديث ولدت في زمن الملك

العادل لا اصل له وقال

الحلي في الشعبين لا يصح ظاهرا

قول العذر ۵

منزور بدورش بنارم چنان

کہ سید بدورش بنارم چنان

فقدت علي من حكاية للتبليغ كتابا

او خطا باوالشیخ معذور وکذا

العذر في كل ما اوجزه العوام

في كلامهم صلا يثبت

الحديث لا لدغ

المؤمن من محمدا واحد

مرتین مرۃ الشیخان ابو داؤد

ففيه ان من شان

المؤمن التيقظ وفيه مرۃ

علي من عد البله والسفه

من كمالهات الولاية وما ورح

ان المؤمن غس كراير

عذر العذر في كل الحديث البدر بن

۱۳۳۷

درع البلیغ

کما قيل ۵

بنائے رخ کہ خلقے والہ شونہ و حیران

بجائے لب کہ فریاد از مر و درن برآید

حدیث میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا

ہوا ہوں اسکی کچھ اصل نہیں علمی نے شب میں

کہا جو کہ یہ صحیح نہیں باقی سہی ۱۷ کا جو شعر کہ

منزور بدورش بنارم چنان

کہ سید بدورش بنارم نو شیروان

لو کا بار اور سخن ہو جس نے تقریر یا تقریر

اسکی حکایت کی ہو اسخ معذور میں کہ

راوی چسپن ظن کر کے نقل کر دیا اور یہی

عذر جو تمام ان غیر ثابت حدیثوں میں جو خصوصیت

ابو کلام میں آئے ہیں +

حدیث میں ایک سوراخ سو دو ہاؤنڈیا

جاتا اپنی من جریلمرب طلت بالندائے روا

کیا اسکو سخن اور ابو داؤد نے فہ اس

حدیث میں اس پر دلالت ہو کہ بیداری من

کی شان سے ہے اور اس میں ان لوگوں

رو ہو جو پہلے پن اور یہی قوفی کو کمالاؤت

سے سمجھتے ہیں (اور اس پر تعریف کرتے ہیں

کہ فلاں شخص بڑے بزرگ ہیں ٹھوہی ہی خبر ہیں

فهو بحسن الظن قبل
التجربة او معمول
على المراجعة للكم
فيما ينفع غيره
ولا يضر نفسه ويقال
ان حسن الظن في
الاعتقاد والجنم في
الاعتماد ويجمعها
قولا السعدكرم احثا
۵ ہر کہ راجعہ پارسا بنی
پارسان و ان و نیک و نگار
والثانی ۵

نگہ دار و آن شوق و کیسہ در
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ
و دخل فی هذا التیقظ
قطع المصاحبة عن اذام
فی اخذ الطریق
بالتمر و علیہم
والاعجاب
بہ ائیہ

+

۱۳۵

کہ روئے کے بکتے پیسے مہتے ہیں اگرچہ پایا تو
کچھ عجیب بھی نہیں مگر کوئی کمال بھی نہیں
یہ جو لازم ہوا ہے کہ مومن و ہو کہ میں آجائے
والا اور کریم ہوتا ہے (جس سے ظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ ہو لا ہونا کمال اور طرح
کی بات ہے) سو یہ بنا بر حسن ظن کے
قبل تجربہ ہے (یعنی تجربہ کے قبل تو حسن
ظن کے سبب بعض اوقات وہ ہو کہ میا
آجاتا ہے۔ لیکن بعد تجربہ کے پھر
دہو کہ نہیں کہتا۔ تو دونوں پیش
جمع ہو گئیں) یا یہ دوسری روایت ہے
محمول ہے کہ وہ شان کرم کے سبب ایسی
چیز میں جو دوسرے کیلئے نافع ہو اور
اپنے لئے مضر نہ ہو رعایت کرتا ہے (دوسرا
آدمی سمجھتا ہے کہ میں اسکو دہو کہ یا
ایک یہ صورت ہے دونوں حدیثوں
کے جمع کرنے کی) یا یوں کہا جائے
کہ حسن ظن (جو بہرے پن کی شکل میں
ظاہر ہوتا ہے) اعتقاد میں ہی (یعنی
سب کے ساتھ صلح کا اعتقاد کہتا
ہے کسی کے ساتھ بدگمانی جو ناجائز

نہیں کرتا۔) اور حبرم (دقیقہ) اعتماد میں ہے (یعنی معاملات میں بدون تجربہ کے کسی پر اعتماد نہیں کرتا) ایک یہ صورت ہے دونوں مدعیوں کے جمع کرنے کی اور ان دونوں کو سعدی رح نے دو شعروں میں جمع کر دیا ایک یہ ہے
 ہر گراہامہ پارسا بسنی پارسا دان و نیک مرد انگار۔

یہ اعتماد کے باب میں ہے) اور دوسرا یہ ہے

مگر اردو آن شون و کیسہ دُر کہ داند ہمہ خلق را کیسہ دُر۔
 (یہ اعتماد کے باب میں ہے) اور اسی بقظ میں یہ ہی دخل ہے کہ جو شخص طریقت حاصل کرنے میں اذیکو ایذا پہنچاتا ہے۔ اس طرح سے کہ اوپر سرکشی کرتا ہے (اطاعت نہیں کرتا) اور اپنی رائے کو پسند کرتا ہے (اور اوس کا اتباع کرتا ہے) وہ اوس صحبت قطع کر دیتے ہیں (اور بدوں کافی تدارک کے پہر اوس سے تعلق نہیں کرتے تو اون کا یہ بھل حدیث کے موافق ہے محل اعتراض نہیں اور اسی کے قریب ایک دوسری حدیث کا مضمون ہے یا لی علی الناس زمان ہمہ ذیاب فمن لم یکن ذیبا اکلته الذیاب) ورحمة فی المقاصد الحسنة بروایة الطبرانی فی الاوسط عن انس مرفوعاً) وحمد الله تعالیٰ ثم هلمنا الشطر الثانی الذی جملها من المقاصد الحسنة من التشرف لاخذ صفة الله من الهجاة ولا بعد فی ان اوفق للشطر الثالث مع التصريح بما اخذه فی مفتحه لو وقعت وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد واصلی واسلم علی سیدنا اهل الارشاد محمد وآل واطحبه خیر العباد + صلیة و سلام ما یجتازان یوم التناد۔

التَّكْشِفُ عَنْ بُهَاتِ التَّصَوُّفِ

حکیم الامتہ مجدد الملتہ حضرت مولانا موصی شاہ محمد اشرف علی صاحب دام فیضہم کی مفید عوام و خواص و افرات و تفریط کی پاک سچو تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب

بہار الصلوٰۃ کو اس زمانہ فتن میں منجلا دیکر افلاطون کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں لے کر کسی تو قوی و عملی بے قیدی نام تصوف کہہ لیا اور کسی نے غصہ سوم کو تصوف کہا اور کسی نے غصہ کثرت اور ظواف کو تصوف کہہ لیا۔ اسی طرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صفا غلطیاں کیں جس فرقہ کو تو یہ ضرور پہچان کر اپنے عقائد خراب کیے بعضے شریک تک میں مبتلا ہو گئے اور بعض حضرات الیٹریٹ ہو کر وہ تصوف کا اصل سہی انکار کر بیٹھے اور حضرات دلیا زائدہ رحمہم اللہ کی شان میں ادبی و گستاخی کی پیش آئی اور مسائل تصوف غیر ثابت بالکتاب و آثار عقائد کو لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کر سمجھا اس کے نام کو سونپ لیا کہ اگر ان کو یہ ضرور ہوا کہ اس کے برکات محروم ہو اور قلب میں فساد پیدا ہوئی اور بعض حضرات وہ میں منکر نیز ہیں حضرات دلیا زائدہ رحمہم اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں جس نظر پر جس علم شریعت کو دیکھنا چاہیں اس میں نظر و بیندہم کہتے اور اس کے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتی ہیں نظر پر ان حکیم الامتہ جامع شریعت و طریقت مولانا موصی شاہ رحمہم اللہ نے کتاب تہذیب فرمائی کہ جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جس میں گم غلطیاں کرتے ہیں وضع ہو گئیں جو لوگ اس کو قطع کر دیں ان کے اذہار ہر توجہ دہنے کا ارادہ کرتے ہیں ان کے مخصوص اذہار عامہ و مفیدہ کو جو اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلا سبقتا سبقا پڑنا بہت ضروری ہے انشاء اللہ تعالیٰ تمام اشکالات حل ہوئیں کہ ملاوہ بہت اس پر مدیدہ قول ضروری دیکھو میں آدیں گے جو نہایت کامیاب رہیں۔ چنانچہ تفصیل بیانات کی یہ ہو۔

جلال میں ایہ ضامین ہیں۔ مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خادمہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں اصل ہو کر جو کام کر رہے ہیں تحقیق کراشت تحقیق ستر نیرم طلسم کھانے فرامین یعنی فرامین تحقیق علاج و سادہ بعض مضامین مفید ضروریہ۔ حصہ اول و دوم کے ترغیب لبان مضامین عجیبہ ضروریہ۔ تذکیر مروت اشعار شوق مروت۔

جلد دوم میں دو حصے ہیں۔ اول مخصوص الانوار و ابواب اس میں تصوف کے ایک ہر سہ تنہا راست

اور مابین ان کی تحقیق نہایت عجیب و غریب اور مطابق شریعت عزائم کے فرمائی ہو یہ سیرا لد عربی بان میں ہر دو ہزار
 الفتح فیما يتعلق بالروح اردو کس سال میں روح کے متعلق حکماء و متقدمین متاخرین صوفیہ کو مذہب
 بیان فرماتی ہیں ان میں مذہب اہل ہیں ان کی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ مذہب و ثواب
 کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل و مفصل بیان فرمایا ہے۔

جلد سوم۔ اس کے دو جز ہیں اول سیرا لد مسائل الثنوی اردو ہو اس میں کلیہ ثنوی شرح و فرائض ثنوی لانا دم کو
 مسائل سلوک مثل مقدار الوجود و مقدار الشیء و معنی ابن الوقت و ابوالوقت و تلک عنفیت و غیرت و طرق و
 وصول غیر ذلک کو ملاحظہ فرما کر نہایت خوبی سے جمع فرمایا ہے۔ اس کی تالیف کی غرض یہ تھی کہ جن لوگوں کو
 ثنوی شریعت کی استعداد نہ ہو مگر اس کے مسائل پر مطلع ہو چاہیں ان کو کلیہ ثنوی کی آگاہی ہو اور
 جزو اس جلد کا بعض مضامین ضروریہ امداد الفتاویٰ کو ہیں جن کی خوبی اور ضرورت و یکسو سے تعلق رکھتی ہو +
 جلد چہارم میں صرف سیرا لد عرفان قطر و سیرا لد اسان انجیب حضرت قطب شیرازی کے دیوان کی دیفت خا
 نک شرح ہو جس میں سلوک تصوف کوٹ کوٹ کو بہر ا گیا ہے۔ اس کی خوبی سے بیان قاصر ہو اور شرح میں
 اس دیوان کے دیکھنے کے بعد یہ کہو دیکھا جاوے تو اس وقت معلوم ہو گا کہ یہ کیا شے ہے +

جلد پنجم۔ اس کے تین جز ہیں اول جز حقیقۃ الطریقۃ اس میں تیرہ باب ہیں جن کے مضامین مختص
 طور سے لکھے ہیں ہر مضمون پر اس کتاب نام لکھ دیا ہو جن کتاب کا وہ سلسلہ ہو اور وہ تیرہ باب یہ ہیں اطلاق
 احوال۔ اشغال تعلیمات۔ علامات۔ فضائل۔ حوادث۔ رسوم۔ مسائل۔ اقوال۔ توجیحات۔ اصلاح
 متفرقات۔ ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث صحیحہ و ثابت فرمایا ہو جس کے دیکھنے سے صوفی
 غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کا فورہ ہر جاتا ہے۔ یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہو
 حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال و رسوم و غیرہ کو حدیث سے ثابت فرمایا ہے۔ دوسرا جز دس جلد کا
 رسالہ اسکت الدقیقہ ہو اس میں بعض مضامین ضیاء نہ تسلوب دیگر مسائل کو بھی ارجح پر بعض
 اہل ظاہر حضرات کے شبہات ہیں اور ان کو برہمت فرماتے ہیں (احادیث سے ثابت فرمایا ہو تیسرا جز تیس
 الحقیقۃ عربی مع ترجمہ اردو ہو جو کہ حقیقۃ الطریقۃ کے بعد ہے۔ اس میں آیات۔ ہر قاصد سلوک کو
 ثابت فرمایا ہو۔ اس مرتبہ تمام جلد کو ایک جگہ رکھا ہو قیمت پانچ روپیہ۔ علاوہ مجملہ دلائل۔

المشتہر محمد عثمان۔ تاجر کتب۔ دربیہ کلاں۔ دہلی

